صدیقی ٹرسٹ کراچی کے شائع کردہ الامام مولانا احمد علی لاہوریؒ کے
تبلیغی، اصلاحی، آسان اور نافع رسائل کا مجموعہ

امام لاہوریؒ کے رسائل

رشحاتِ قلم
الامام حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ

ترتیب
مولانا عبد القیوم حقانی

القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ
برانچ پوسٹ آفس خالق آباد ضلع نوشہرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امام لاہوریؒ کے رسائل

امام لاہوریؒ کے رسائل

صدیقی ٹرسٹ کراچی کے شائع کردہ الامام الکبیر مولانا احمد علی لاہوریؒ کے تبلیغی، اصلاحی، آسان اور نافع رسائل کا مجموعہ

ترتیب .... مولانا عبدالقیوم حقانی
کمپوزنگ .... گل رحمٰن نائب مدیر ماہنامہ القاسم
ضخامت .... 334 صفحات
تعداد 1100
اشاعتِ اوّل .... ربیع الاوّل ۱۴۳۰ھ / مارچ 2009ء
ناشر .... القاسم اکیڈمی، جامعہ ابوہریرہ، خالق آباد نوشہرہ

یہ کتاب درج ذیل اداروں سے مل سکتی ہے

صدیقی ٹرسٹ، صدیقی ہاؤس المنظر اپارٹمنٹس 458 گارڈن ایسٹ، نزد لسبیلہ چوک کراچی
انجمن خدام الدین، شیرانوالہ گیٹ، لاہور
مکتبہ رشیدیہ، سردار پلازہ، اکوڑہ خٹک، ضلع نوشہرہ
کتب خانہ رشیدیہ ، مدینہ کلاتھ مارکیٹ ، راجہ بازار ، راولپنڈی
مکتبہ سید احمد شہید ، ۱۰ الکریم مارکیٹ ، اردو بازار ، لاہور
زم زم پبلشرز ، نزد مقدس مسجد ، اردو بازار ، کراچی
مولانا خلیل الرحمٰن راشدی صاحب، جامعہ ابوہریرہ، چنوں موم ضلع سیالکوٹ

امامِ لاہوریؒ کے رسائل

صدیق ٹرسٹ کراچی کے شائع کردہ الامام الکبیر مولانا احمد علی لاہوریؒ کے
تبلیغی، اصلاحی، آسان اور نافع رسائل کا مجموعہ

❁ ❁ ❁

رشحاتِ قلم

الامام الکبیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ

مرتب

مولانا عبدالقیوم حقانی

❁ ❁ ❁

2007

القاسم اکیڈمی، جامعہ ابو ہریرہ، خالق آباد نوشہرہ

ہدیہ

اے خدائے قدوس عز اسمک وجل مجدک یہ ناچیز خدمت سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاداتِ گرامی تیرے بندوں تک پہنچانے کے لئے کی گئی ہے۔ اسے تیری بارگاہ میں ہدیہ پیش کرتا ہوں۔ اپنے فضل وکرم سے اسے قبول فرما۔ اور میری اور ان احباب کرام کی نجات کا ذریعہ بنا۔ جنہوں نے اس کی اشاعت میں خالصاً لوجہ تعالیٰ حصہ لیا ہے۔ (امین)

(احمد علی)

فہرست عناوین

الامام الکبیر مولانا احمد علی لاہوریؒ (نظم) ---------- ۲۹
پیش لفظ : (مولانا عبدالقیوم حقانی) ---------- ۳۱

مقصدِ زندگی ۳۵

گلدستہ صد احادیث نبوی ﷺ ۴۲

خداتعالیٰ کا آخری پیغام ---------- ۴۲
قاعدہ کلیہ ---------- ۴۲
قرآنِ حکیم عربی زبان میں کیوں ؟ ---------- ۴۳
ضرورتِ حدیث ---------- ۴۳
گلدستہ صد احادیث نبوی ﷺ ---------- ۴۴
مسلمان کون ؟ ---------- ۴۵
حضور ﷺ کی محبت ہر چیز سے زیادہ ہو ---------- ۴۵
وساوس کو برا سمجھنا صریح ایمان ہے ---------- ۴۶
شیطان انسان کی رگوں میں ---------- ۴۶
ہر چیز کی مقدار متعین اور معلوم ہے ---------- ۴۷
ہر بدعت کو رد کر دو ---------- ۴۷
جھوٹا آدمی ---------- ۴۸
بیکسوں کو مبارک ہو ---------- ۴۸

مجھ پر جھوٹ بولنے والے خود جھوٹے ہیں ۴۸
فقاہت اللہ کی طرف سے بھلائی ہے ۴۹
انسانوں کی کانیں ۴۹
وضوء سے گناہ جھڑتے ہیں ۵۰
بیت الخلاء جانے کی دُعا ۵۰
وضو میں ناک صاف کرنا ۵۱
مسواک کا استعمال ۵۱
سوکر اُٹھنے کے بعد ہاتھوں کا دھونا ۵۲
پانی کا استعمال ۵۲
موزوں پر مسح ۵۳
جمعہ کے دن غسل کرنا ۵۳
نماز اسلامی شعار ہے ۵۳
عصر کی نماز کی اہمیت ۵۴
نمازِ فجر اور عشاء کی اہمیت ۵۴
موذن کی قدر و قیمت ۵۵
محبوب ترین جگہ ۵۵
سجدے میں دُعا کا حکم ۵۶
درود شریف کی برکت ۵۶
حالت نماز میں ڈھاک پر ہاتھ رکھنا ۵۷
جماعت میں عورتوں کا کھڑا ہونا ۵۷
امامت کا مستحق کون ہے؟ ۵۷

امام کی ذمہ داری	۵۸
فجر کی رکعتوں کی اہمیت	۵۸
محبوب اعمال	۵۹
دل کی خوشی سے عبادت کرو	۵۹
بھوکے، بیمار اور قیدی کے متعلق فرمان مبارک	۵۹
تکالیف پر نیکیوں کا بڑھنا	۶۰
موت کے وقت کلمہ کی تلقین کرنا	۶۰
مردوں کو گالیاں دینا	۶۱
قبر کی زیب و زینت	۶۱
ماتم سے ممانعت	۶۱
نیکی کو حقیر مت سمجھ	۶۲
جنت میں روزہ داروں کے داخلہ کے لیے الگ دروازہ	۶۲
دوران روزہ جھوٹ بولنے سے ممانعت	۶۳
حضور ﷺ کی رمضان کے آخری عشرہ میں عبادت کا حال	۶۳
بہترین آدمی	۶۴
اللہ کی یاد کرنے والا اور زندہ مردہ کی مثال	۶۴
توبہ کا قبول ہونا	۶۴
حلال حرام کی تمیز	۶۵
ہر معاملے میں نرمی اختیار کرو	۶۵
سود خور لعنتی ہے	۶۶
تنگدست اور مقروض کو مہلت دینا	۶۶

لوٹنے اور مثلہ کی ممانعت ۶۶
سوکن کے ساتھ اچھے سلوک کا حکم ۶۷
نسبی اور رضاعی رشتوں کی حرمت ۶۷
ولیمہ سنت ہے ۶۸
قیامت کے دن سب سے پہلے خون کے ہوں گے ۶۸
آگ کا عذاب دینا صرف اللہ کا حق ہے ۶۹
گناہ کے کاموں میں نافرمانی کا حکم ۶۹
طبیعت میں نفرت پیدا نہ کرو ۶۹
سب سے بُرا مرد ۷۰
جہاد میں شمولیت کا حکم یا اللہ کے راستہ میں جانے کی فضیلت ۷۰
اللہ کی راہ میں غبار آلود قدموں کی قیمت ۷۰
شہید کے تمام گناہ معاف مگر قرض ۷۱
سب سے بڑا جھوٹ ۷۱
سلام کہنے کا حکم ۷۱
سونے کا طریقہ ۷۲
زبان اور شرمگاہ کی حفاظت ۷۲
کسی مسلمان کا کافر مت کہو ۷۳
صلہ رحمی کا حکم ۷۳
قطع رحمی کرنے والا جہنمی ہوگا ۷۳
بیٹیوں کی پرورش اور نبوی انعام ۷۴
ہمسائے کو تکلیف مت دو ۷۴

پہلوان کون ہے ؟ ۷۴
اگر دنیا میں ظلم کرو گے، قیامت میں ظلمت کا سامنا کرنا ہوگا ۷۵
دنیا قید خانہ بھی جنت بھی ۷۵
رزق بقدر کفایت ۷۵
مال واسباب کی بہتات ۷۶
مال اور عمر کی حرص ۷۶
اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ ۷۷
اعمال کی اہمیت ۷۷
ریا کار کو آخرت میں کچھ نہیں ملے گا ۷۷
روزِ قیامت کا خوف ۷۸
قیامت کے دن ہونے والے سلوک سے لاعلمی ۷۸
قیامت کے دن اُٹھنے کی حالت ۷۹
آدمی اور آدمیت ۷۹
فتنوں کے دنوں میں عبادت ۷۹
جھوٹ بولنے والوں سے بچو ۸۰
قیامت کے دن سب کچھ ختم ہو جائے گا ۸۰
جنت کی نعمتیں ۸۰
نرم دل لوگ ۸۱
نورِ الٰہی ۸۱
آدم کی پیدائش ۸۲
ابراہیم علیہ السلام اور ختنہ ۸۲

یونس بن متیٰ سے متعلق ہدایت ۸۳
زکریا علیہ السلام بڑھئی تھے ۸۳
اولادِ آدم کے سردار ۸۳
اُمت محمدیہ کی کثرت ۸۴
اخلاقِ حمیدہ کے پیکر ۸۴
حضور ﷺ کی تواضع وعبدیت ۸۵
رحمت اللعالمین ۸۵
ہدیہ دینا پھر واپس لینا ۸۶

رسول اللہ ﷺ کے فرمائے ہوئے وظیفے

۸۷
آفتابِ نبوت کی ضیاء باری کا اثر ۸۹
فرض علماء ۸۹
فضیلت دُعا ۹۰
فضیلت ذکر الٰہی ۹۰
عبرت ۹۱
ذکر صبح وشام ۹۱
عرضداشت ۹۲
فضیلت ۹۲
ذکر صبح وشام ۹۳
عبرت ۹۳
ضروری تنبیہ ۹۳

ہر نماز کے بعد کا ذکر ---------- ۹۴
عبرت ---------- ۹۵
توبہ کا صحیح مطلب ---------- ۹۷
توبہ سے مصیبتوں کے دور ہونے کا راز ---------- ۹۷
نمازِ مغرب کے بعد کا ذکر ---------- ۹۸
فضیلت ---------- ۹۸
بستر پر لیٹنے کا ذکر ---------- ۹۸
فضیلت ---------- ۹۸
عبرت ---------- ۹۸
مصیبت زدہ کو دیکھنے کے وقت کا ذکر ---------- ۹۹
ادائے قرض کی دُعا ---------- ۹۹
فضیلت ---------- ۹۹
درود شریف ---------- ۱۰۰
چھینک آنے پر دُعا ---------- ۱۰۱
تکالیف میں مبتلا شخص کے لئے دُعا ---------- ۱۰۱
چاند دیکھنے کی دُعا ---------- ۱۰۱
قبرستان میں جانے کی دُعا ---------- ۱۰۱
سوتے یا جاگتے وقت ڈرنے والا یہ پڑھے ---------- ۱۰۲

معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۱۰۳
خلاصہ عقائد اسلامی ---------- ۱۰۳

فرقہ ناجیہ کی راہِ عمل ۱۰۳
اہل السنۃ والجماعۃ ۱۰۴
ہندوستان کا وہابی ۱۰۴
لاپرواہی کا باعث ۱۰۴
معراج مبارک ۱۰۵
عنوانات ۱۰۵
معراج جسمانی ہوا یا روحانی ۱۰۵
خلاصۂ عباراتِ تفاسیر ۱۰۵
معراج جسمانی کا عقلی ثبوت ۱۰۶
اختلاف روایات ۱۰۷
کس سال ہوا ۱۰۷
کس مہینہ میں ہوا ۱۰۸
نتیجہ اختلاف ۱۰۸
خلاف شرع رسوم ۱۰۹
حدیث المعراج ۱۰۹
تحفہ معراج ۱۱۳
وعید تارک تحفہ معراج ۱۱۳
اُلٹی کھوپڑی ۱۱۴

تحفہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۱۱۵

یوم میلاد النبی ۱۱۵

انسان کی محسنِ حقیقی جل مجدہ سے سرکشی ۱۱۵
باہمی تعلقات کی خرابی ۱۱۶
ضرورتِ مصلح ۱۱۷
سرورِ کائنات ﷺ مخزنِ برکات ۱۱۷
مسلمانوں کا فرض ۱۱۷
سردارِ دوعالم ﷺ کے چار فرض ۱۱۸
ازالۂ غلط فہمی ۱۱۹
توضیح مزید ۱۱۹
تزکیۂ تصوف ۱۱۹
تالی و معلم کا فرق ۱۲۰
آخری عرضداشت ۱۲۱
موجودہ مجالس ہائے میلاد ۱۲۱
موجودہ مجالس میلاد میں مندرجہ ذیل نقائص پائے جاتے ہیں یا ''نقائص'' ۱۲۲

مسلمانوں کو مرزائیت سے نفرت کے اسباب

اور مرزا کے متضاد اقوال ۱۲۳

تقسیم ملک کے بعد ۱۲۴
ڈاکٹر سر اقبال مرحوم کی رائے ۱۲۴
روٹی کے لئے ایمان نہ بیچیں ۱۲۴
نفرت بلا سبب نہیں ہے ۱۲۵
پہلا سبب ۱۲۵

مسلمانوں کی نظر میں انگریز ۱۲۵
دوسرا سبب، خدا تعالیٰ کی توہین (اپنے خدا ہونے کا دعویٰ) ۱۲۶
تیسرا سبب، خدا کا باپ ہونے کا دعویٰ ۱۲۶
چوتھا سبب، خدا کا بیٹا ہونے کا دعویٰ ۱۲۶
پانچواں سبب، رسول اللہ ﷺ کی توہین ۱۲۶
رسول اللہ ﷺ کی تیسری توہین ۱۲۷
چھٹا سبب، رسول اللہ ﷺ کی حدیث کی توہین ۱۲۸
مسلمانوں کے متعلق مرزا بشیر الدین محمود کا فتویٰ ۱۲۸
مسلمانوں سے رشتے ناطے جائز نہیں ۱۲۸
غیر احمدی کے پیچھے نماز جائز نہیں ۱۲۸
غیر احمدی ہندو اور عیسائیوں کی طرح کافر ہیں ۱۲۹
تمام اہل اسلام کافر، خارج از دائرۂ اسلام ہیں ۱۲۹
غیر احمدی کے بچے کا بھی جنازہ مت پڑھو ۱۲۹
مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے خدا ہونے کا دعویٰ کیا ۱۲۹
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین بزبانِ مرزا غلام احمد قادیانی ۱۲۹
ساتواں سبب، مرزا صاحب کو نبی نہ ماننے والے سب مسلمان حرام زادے ہیں۔ ۱۳۰
آٹھواں سبب ۱۳۰
نواں سبب ۱۳۰
کیا یہی شرافت ہے ؟ ۱۳۱
پیغمبر کا اخلاقی مرتبہ ۱۳۱
دسواں باب، انگریزوں کا خود کاشتہ پودا ہو کر نبوت کا دعویٰ ۱۳۱

گیارہواں سبب' عیسائی حکومت کے خلاف جہاد کرنیوالے حرامی ہیں ۱۳۲
بارہواں سبب' ممانعتِ جہاد اور اطاعت انگریزوں میں کتابوں کی پچاس الماریاں ۱۳۳
تیرہواں سبب' مرزا صاحب کا آدھا دین انگریزوں کی وفاداری ہے ۱۳۴
چودھواں سبب' نبوت کے دعویٰ ۱۳۴
عیسیٰ ابن مریم ہونے کا دعویٰ ۱۳۵
سولہواں سبب' ابراہیم علیہ السلام ہونے کا دعویٰ ۱۳۵
قادیانی نبی کی متضاد باتیں ۱۳۵
حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق متضاد باتیں ۱۳۸
مرزا صاحب کا اپنے متعلق فیصلہ کہ خارج از اسلام اور کافر ہے ۱۳۹
مرزا صاحب کا اپنے ملعون ہونے کا فیصلہ ۱۴۰
مرزا صاحب کا اپنے متعلق فیصلہ کہ منافق اور پاگل ہیں ۱۴۰
مرزا صاحب کا اپنے متعلق فیصلہ کہ مخبوط الحواس ہیں ۱۴۰
مرزا صاحب کا اپنے متعلق فیصلہ کہ دانش مند نہیں اور ان کی حواسی درست نہیں ۱۴۱
مرزا صاحب کا اپنے متعلق فیصلہ کہ جھوٹے ہیں ۱۴۱

فلسفۂ نماز

۱۴۲
انقلاب کا سبب وحید ۱۴۲
عملی تعلیم ۱۴۳
پیغامِ حیات ۱۴۳
مقصد نماز ۱۴۳
نماز کے فائدے ۱۴۳

کامیابی کا سہرا ۔۔۔۔ ۱۴۴
نتیجۂ نماز ۔۔۔۔ ۱۴۵
شہنشاہی سلام ۔۔۔۔ ۱۴۶
ترک سلام کی سزا ۔۔۔۔ ۱۴۶
وفاشعاروں کی فہرست سے اخراج ۔۔۔۔ ۱۴۷
قانونِ شاہی حفاظت سے بیزار ۔۔۔۔ ۱۴۷
متفقہ لیڈر اور اس کی طاقت ۔۔۔۔ ۱۴۷
غیر مسلم کی شہادت ۔۔۔۔ ۱۴۸
ازالۂ غلط فہمی ۔۔۔۔ ۱۴۹
اشعارِ ضروری ۔۔۔۔ ۱۴۹
ضمیمہ ترکیب نماز ۔۔۔۔ ۱۵۰
تعریف ۔۔۔۔ ۱۵۲

مسلمان عورت کے فرائض ۱۵۳

فرائض کی اجمالی فہرست ۔۔۔۔ ۱۵۴
اللہ تعالیٰ کا حق ۔۔۔۔ ۱۵۴
اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے اور شرک سے بچنے کے معنیٰ ۔۔۔۔ ۱۵۵
اللہ تعالیٰ کی شانِ خصوصی کا اجمالی نقشہ ۔۔۔۔ ۱۵۵
رسول اللہ ﷺ کا حق ۔۔۔۔ ۱۵۶
ماں باپ کا حق ۔۔۔۔ ۱۵۷
رشتہ داروں کے حقوق ۔۔۔۔ ۱۵۸
اولاد کا حق ۔۔۔۔ ۱۵۹

لڑکیوں کی خدمت کا ثواب ۱۵۹
بیٹی کا حق ۱۶۱
غلط فہمی کا ازالہ ۱۶۱
خاوند کا حق ۱۶۲
مرد کی ناراضگی کے اسباب ۱۶۳
پڑوسی کا حق ۱۶۳
عام انسانوں کے حقوق ۱۶۵
آخری گزارش ۱۶۶

اصلی حنفیت ۱۶۷

حنفی بھائیو ! ۱۶۷
تقلید کا صحیح مطلب ۱۶۷
حنفی دراصل فقط امام ابوحنیفہ کا مقلد ہے ۱۶۹
حنفیت میں ہمارا طریقہ ۱۷۰
ہمارے مخالف لاہوری بھائیوں کی حنفیت ۱۷۱
قیام مجلس (میلاد النبیؐ) ۱۷۳
میت کو ثواب پہنچانا ۱۷۴
فتوؤں کا حاصل ۱۷۶
درود شریف کے فضائل ۱۷۷
دعوتِ انصاف ۱۷۷
استفتاء ۱۷۸

الجواب ---------- ۱۷۸
گیارہویں ---------- ۱۷۸
وظیفہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی ---------- ۱۷۹
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر اور سندہ کہنے والے کافر ہیں ---------- ۱۸۰
دعوت رجوع الی اللہ تعالیٰ ---------- ۱۸۰
اپنی عبدیت کے متعلق آنحضرت ﷺ کا اپنا اقرار ---------- ۱۸۱
حضرت ابوبکر صدیقؓ کے رسولِ خدا عبد ہیں ---------- ۱۸۲
حضرت عائشہؓ رسول اللہ ﷺ کو بشر فرما رہی ہیں ---------- ۱۸۳
ملا علی قاری حنفیوں کے مسلّم امام ہیں ---------- ۱۸۳
مسامرہ لکمال بن ابی شریف ---------- ۱۸۳
مسایرہ لکمال بن الہام ---------- ۱۸۴
حضرت مجدد الف ثانی کا ارشادِ گرامی ---------- ۱۸۴
ازالہ غلط فہمی ---------- ۱۸۵
تعریف بدعت ---------- ۱۸۶
نذر معین ---------- ۱۸۶
ہمارے بعض مخالف حنفی بھائیوں کی کسوٹے اسلام مجموعۂ بدعات ہیں ---------- ۱۸۷
ٹھنڈے دل سے غور کرنے کی برادرانہ درخواست ---------- ۱۸۷
وعید بدعت ---------- ۱۸۸
اسلام کا صحیح راستہ ---------- ۱۸۹
صحابۂ کرامؓ کا طرزِ عمل ---------- ۱۸۹
علماء کی قسمیں ---------- ۱۸۹

عالم ربانی کا شیوہ ---------- ۱۹۰
عالم ربانی کی صحبت کا اثر ---------- ۱۹۰
تشریح اثر ---------- ۱۹۰
علماءِ سوء کا شیوہ ---------- ۱۹۱

احکامِ شب برأت ۱۹۲

صحیح فیصلہ ---------- ۱۹۳
رسول اللہ ﷺ کے ارشادات ---------- ۱۹۳
پہلی حدیث کے مطالب ---------- ۱۹۶
دوسری حدیث کے مطالب ---------- ۱۹۷
تیسری حدیث کے مطالب ---------- ۱۹۷
چوتھی حدیث کے مطالب ---------- ۱۹۷
خلاصہ ---------- ۱۹۷
خیالاتِ فقہاءِ احناف ---------- ۱۹۸
جوابِ حصہ دوم ---------- ۱۹۹
چراغان کے متعلق پہلی وعید ---------- ۲۰۰
دوسری وعید ---------- ۲۰۱
اسراف کے معنیٰ ---------- ۲۰۱

مالِ میراث میں حکم شریعت و اختیارِ رواج کی سزا ۲۰۲

مسلم کون ہے ؟ ---------- ۲۰۲
کافر اور فاسق کا اصطلاحی فرق ---------- ۲۰۳
شریعت سے انکار کر کے رواج پر فیصلہ کرنا کفر ہے ---------- ۲۰۳

عملی انکار کا نام عصیان ہے جس کی سزا دوزخ ہے ۲۰۴
مرنے والا اگر خلافِ شرع تقسیم کا کر گیا تو کیا کیا جائے ؟ ۲۰۵
تارکین شریعت کے دیگر اعمالِ صالحہ کے مردود ہونے کا خطرہ ۲۰۶
شریعت ترک کر کے رواج پر عمل کرنے کے معاشرتی نقائص ۲۰۷
نقصِ اوّل ۲۰۷
نقصِ دوم ۲۰۷
نقصِ سوم ۲۰۷
نقصِ چہارم ۲۰۸
نقصِ پنجم ۲۰۸
خلافِ شریعت رواج پر تقسیم میراث کرنا بداخلاقی ہے ۲۰۸
اخلاقِ حمیدہ کے دو درجے ہیں ۲۰۹
رواجی مسلمان بداخلاق ہے ۲۰۹
رواجی مسلمان پانچ دفعات کا مجرم ہے ۲۰۹
پابند شریعت مسلمانوں کا فرض ۲۱۰
چند وارثوں کے حصص کا ذکر ۲۱۰
مقدارِ حصہ ۲۱۰

تذکرہ اسلامی رسومات

تذکرہ اسلامی رسومات ۲۱۸
برادرانِ اسلام ۲۱۸
بچہ پیدا ہونے کا دن ۲۱۹
عقیقہ کے احکام ۲۱۹
ختنہ کے احکام ۲۲۱
منگنی کے احکام ۲۲۱

سنت طریقہ کا نکاح ۲۲۲
مالِ میراث کے احکام ۲۲۴

فوٹو کا شرعی فیصلہ ۲۲۶

کتاب وسنت سے اعراض کا نتیجہ ۲۲۶
تباہی خیز نتیجے کا سبب اصلی ۲۲۶
مقصد اصلی ۲۲۷
تصویر اُتارنے اور رکھنے کا نقص اوّل ۲۲۷
قومِ نوحؑ کے پاس رجالِ صالحین کی تصاویر تھیں ۲۲۸
تصویر کش بدترین مخلوق ہیں ۲۲۸
مسلمانوں میں صالحین اور لیڈرانِ قوم کی تصاویر ۲۲۹
تصویر (فوٹو) کے متعلق امتناعی فرامین ۲۲۹
تصاویر انبیاء علیہ السلام ۲۳۰
فوٹو کے باعث اخلاقی واقتصادی نقصان ۲۳۲
تصدیقاتِ علمائے کرام ۲۳۴

باجوں کی حرمت ازروئے شریعت ۲۳۶

قرآن مجید وفرقانِ حمید کے ارشادات متعلقہ باجہ ۲۳۷
باجہ وغیرہ کے متعلق حضورِ پاک ﷺ کے ارشادات ۲۳۸
تصدیقات علمائے کرام ۲۴۲

پیر اور مرید کے فرائض

۲۴۷
صوفیائے کرام کی بیعت بدعت نہیں ۲۴۸
طریقت اور شریعت کی نسبت ۲۴۸
طریقت اور حقیقت ۲۴۹
خاص احسان ۲۵۰
تقسیم عمل ۲۵۱
علماءِ کرام اور صوفیاءِ عظام کی اقسام ۲۵۲
علماءِ ربانی ۲۵۲
صوفیائے ربانی ۲۵۲
علماءِ سوء ۲۵۲
لطیفہ ۲۵۳
جعلی صوفی ۲۵۳
کھوٹے عالم اور بناوٹی صوفی دین کے دشمن ہیں ۲۵۴
سچے پیر کی پہچان ۲۵۴
شرطِ اوّل ۲۵۴
شرطِ دوم ۲۵۵
باعثِ احتراز ۲۵۵
شرطِ سوم ۲۵۵
شرطِ چہارم ۲۵۶
شرطِ پنجم ۲۵۶
پیر کے فرائض ۲۵۶

مرید کے فرائض ---------- ۲۵۷
دوسرا فرض ---------- ۲۵۷
تیسرا فرض ---------- ۲۵۷
مریدی میں شرک ---------- ۲۵۸

خدا کی مرضی ۲۵۹

حقوق کا اجمالی خاکہ ---------- ۲۶۰
اللہ تعالیٰ کا حق ---------- ۲۶۰
خدا ایک ہے ---------- ۲۶۰
سارے جہان کو فقط اس اکیلے نے بنایا ہے ---------- ۲۶۱
سارے جہان کا فقط وہی مالک ہے ---------- ۲۶۱
سارے جہاں کا انتظام فقط اللہ ہی کرتا ہے ---------- ۲۶۱
رزق کا انتظام اسی کے قبضہ میں ہے ---------- ۲۶۲
غیب دان فقط اللہ تعالیٰ ہی ہے ---------- ۲۶۲
اولاد دینا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے ---------- ۲۶۳
فقط اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرو ---------- ۲۶۳
تمام آیات کا خلاصہ ---------- ۲۶۳
رسول اللہ ﷺ کا حق ---------- ۲۶۴
قرآنِ کریم کا حق ---------- ۲۶۷
قرآن مجید کی خلاف ورزی کے نتائج ---------- ۲۶۸
اسلام کا حق ---------- ۲۶۹
والدین کا حق ---------- ۲۷۰

عورت کا حق مرد پر ۲۷۱
مرد کا حق عورت پر ۲۷۲
اولاد کا حق ۲۷۳
رشتہ داروں کا حق ۲۷۵
ہمسایہ کا حق ۲۷۶
مال کا حق ۲۷۶
دنیا کا حق ۲۷۸
آخرت کا حق ۲۷۹

دشمن دین بیوی اور اولاد

۲۸۱

عروجِ اقوام کے اسباب

۲۸۶
ربط آیات سورۂ عصر ۲۸۶
احادیثِ متعلقہ سورۃُ العصر ۲۸۶
موضوعِ سورۃ ۲۸۷
موضوع سورۃُ العصر ۲۸۷
انسانی قسم ۲۸۸
اقسام القرآن ۲۸۸
شواہد التفاسیر ۲۸۸
شہادت نامہ ۲۸۹
تفصیل اُصولِ اربعہ ۲۸۹
جملہ معترضہ ۲۸۹

اصلِ اوّل ---------- ۲۸۹
تشریح بہ اصطلاح مسلم ---------- ۲۹۰
توضیح بہ اصطلاح مسلم ---------- ۲۹۰
ہر دو اصطلاح میں یک رنگی ---------- ۲۹۰
اصلِ دوم ---------- ۲۹۱
تمثیل ---------- ۲۹۱
اصلِ سوم ---------- ۲۹۱
بقاءِ تحریک کا گُر ---------- ۲۹۲
اصلِ چہارم ---------- ۲۹۲
حاصل اصولِ اربعہ ---------- ۲۹۳
اصولِ اربعہ کی جامعیت ---------- ۲۹۳
مسلمانوں کی ذلت کا باعث ---------- ۲۹۳
تمثیل ---------- ۲۹۴
مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے ؟ ---------- ۲۹۴
طریقِ عمل ---------- ۲۹۴
تواصی بالصبر ---------- ۲۹۶
عیسائی قوم کی سرفرازی کا راز ---------- ۲۹۶

اسلام کا فوجی نظام ۲۹۸

استفتاء ---------- ۲۹۸
الجواب ---------- ۲۹۸
لفظِ قوۃ کی تفسیر ---------- ۲۹۹

احادیثِ نبویہ متعلقہ جہاد ۳۰۲
ملت اسلامیہ کی حفاظت کے لئے تیاری کی ترغیب ۳۰۲
اسلامی نقطۂ نگاہ میں فوجی کی عزت ۳۰۳
مسلمانانِ پاکستان کا فرض ۳۰۴
مشورہ ۳۰۵
پروانۂ امن ۳۰۵

استحکامِ پاکستان ۳۰۶

قراردادِ مقاصد کی تائید ۳۰۶
وزیراعظم پاکستان کی قرارداد ۳۰۷
وزیراعظم پاکستان ڈاکٹر لیاقت علی خان کی تقریر کے اقتباسات ۳۰۷
مبارک باد ۳۱۰
پاکستان کی گراں قیمت ۳۱۰
گراں قیمت پاکستان کی قدر ومنزلت ۳۱۱
ترقی کے مادی وسائل ۳۱۲
پانچ چیزوں کا نتیجہ ۳۱۵
استحکامِ پاکستان کا پروگرام ۳۱۶
ذاتی مفادات کی قربانی ۳۱۶
دوسری چیز ۳۱۷
مشورہ ۳۱۸
ایک اعتراض کا جواب ۳۱۸

تعلیم قرآن لازم ہو	۳۱۹
قرآن مجید کی جامعیت	۳۲۰
نتیجہ	۳۲۱
حکومت پاکستان کا فرض	۳۲۱
زبردست شہادت	۳۲۱
قرآن مجید کی تعلیم کا نتیجہ	۳۲۲
یہ انقلاب	۳۲۳
نماز	۳۲۵
تارکِ نماز دوزخی ہے	۳۲۵
سرکاری ملازموں کے لئے عمر ابن الخطابؓ کا فرمان	۳۲۵
نتیجہ	۳۲۶
ایک بہانہ	۳۲۶
نماز	۳۲۶
اقتصادی اصلاح	۳۲۷
مسلمانوں کی اقتصادی بدحالی کے دور کرنے کی ایک عجیب تجویز	۳۲۷
سرمایہ دار زمیندار غاصب ہیں	۳۲۹
شرعی قاعدہ	۳۲۹
پنجاب کے جاگیردار	۳۳۰
سیاسی اصلاح	۳۳۰
نماز کے نو (۹) سیاسی فائدے	۳۳۱
معاشرتی اصلاح	۳۳۲

اخلاقی اصلاح ۳۳۲
پانچویں چیز جہاد ۳۳۲
جہاد کے لئے مسلح رہنا فرضِ عین ہے ۳۳۳
آخری عرضداشت ۳۳۴

☆ ☆ ☆

نتیجۂ فکر ! حضرت مولانا حافظ محمد ابراہیم فانیؔ مدظلہٗ
سینئر مدرس جامعہ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

مفسرِ قرآن الامام الکبیر

حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہٗ

اللہ اللہ شانِ لاہوری امام
کس قدر عالی رہا ان کا یہ نام
دہر میں معروف تھے احمد علیؒ
اک ولیِ کامل و شیریں کلام
صورتِ صبر و رضا صدق و صفا
مرجع و ماویٰ برائے خاص و عام
پیکرِ جود و کرم زہد و تقیٰ
فقر و فخری پر رہے قائم مدام
ناشرِ حق تھے مفسر بے بدل
ان کا تھا مشہور در ماہِ صیام
شرق و غرب میں درسِ قرآن عزیز
اہلِ زر تھے اس قلندر کے غلام
صاحبِ کشف و کرامت اہلِ دل
کفر پر یوں کر دیا حجت تمام
روز و شب تبلیغِ دیں کرتا رہا
جن پہ نازاں تھی عزیمت یا سلام
جن سے لرزاں تھا فرنگی سامراج
تج دے یوں زندگی کی صبح و شام
شرک کے ایوان کو ڈھاتے رہے
ربّ نے بخشا تھا انہیں ایسا مقام
جن کی عظمت کے رہے قائل عدو
شہ ولی اللہؒ کی حکمت ان پہ تام
جانشینِ حضرتِ سندھیؒ رہے

یہ ہے فانیؔ ان کی شوکت کی دلیل
ہر دلِ مؤمن میں ان کا احترام

☆ ☆ ☆

☆ ☆ ☆

چشمِ مستِ نازِ ساقی کی ادائے خاص نے
میکشوں کو بے نیازِ جام و صہبا کر دیا

☆ ☆ ☆

پیش لفظ

از : مولانا عبدالقیوم حقانی

الحمد لحضرة الجلالة والصّلوٰة والسلام علیٰ خاتم الرّساله.

قارئین ! ایک وقت ایسا بھی تھا کہ مکمل جاہلیت چہار دانگ عالم میں اپنی تاریکیوں کے ساتھ موجود تھی۔ لوگ انبیاء کی تعلیم کو بھلا چکے تھے۔ بتوں کی پوجا پاٹ ہو رہی تھی۔ حتیٰ کہ خانہ کعبہ کو بھی بتوں سے بھر دیا گیا تھا۔ لوگ ننگا طواف کرنے کو کوئی عار نہیں سمجھتے تھے ایک دوسرے کے حقوق کا کوئی تصور نہ تھا۔ کاہنوں اور نجومیوں کا دور دورہ تھا۔ جب جہالت اپنی انتہا کو پہنچی تو قادرِ مطلق کو اپنی اس مخلوق پر رحم آیا اور اُس رحمت اللعالمین کا ظہور ہوا' جس کی خبریں تورات اور انجیل و زبور میں اہلِ کتاب پڑھا کرتے تھے' مگر یہودی اور نصرانی ہو کر اس دورِ جاہلیت میں چھپایا کرتے تھے تاکہ اپنی سیادت برقرار رہے' مگر اس اُمّی لقب رسول اِنس وجان کا ظہور ایسا نہ تھا کہ چھپتا بلکہ جس دن پیدا ہوئے، عالم بقعہ نور بن گیا۔ معبد خانوں میں بت اوندھے منہ گر پڑے، دنیا نے دیکھ لیا کہ کوئی آیا ہے، پھر چالیس سال تک خاموشی چھا گئی۔ کردار' اخلاق' صداقت' امانت' دیانت رفاقت اپنے سفر پر روانہ ہو چکے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جہاں سے گزرتے کردار بانٹتے' اخلاق تقسیم کرتے' صداقت بکھیرتے' امانت رکھتے' دیانت دیتے' رفاقت کو پورا کرتے ہوئے گزرتے۔ بدکرداروں

بداخلاقوں، جھوٹوں، خائنوں بددیانتوں کا شور وغوغا بڑھ جاتا، تو کئی کئی مہینے منظر عام سے ہٹ جاتے اور رفاقت کی تلاش میں، ہدایت کی جستجو میں غار حرا کے دامن میں پناہ لیتے۔ سوچ اور فکر کی بلندیاں رفعتوں کے سفر پر تھیں، بالآخر وہ لحہ قریب آ گیا کہ جس لمحے نے آنے والی صدیوں کو تا قیامِ قامت اپنی لپیٹ میں لے لینا تھا۔ اقرأ کی صدائیں گونج اُٹھیں، جس کی گونج سے عالم کی آنکھیں کھل گئیں، یہی پیغام جب فاران کی چوٹیوں پر سنایا گیا، تو کھرے اور کھوٹے میں تمیز ہوتی چلی گئی۔ تیس برس کی محنت سے کھوٹے اپنے کھوٹ سمیت زمین میں دفن ہو گئے اور کھرے ہی کھرے رہ گئے۔

آخری زمانہ تو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی زمانہ ہے۔ لیکن اس کے اوّل تین قرن خیر ہیں۔ اس کے بعد شر کے در آنے کی خبر خود مخبرِ صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے دیدی تھی۔ جس کی بنا پر چودہ صدیوں میں کہیں خیر غالب رہا کہیں شر۔ خیر کے نمائندے ہر دور میں رہے۔ ان خیر کے نمائندوں کو اہلِ حق کہتے ہیں۔ یہ وہی کہیں گے جو حضور ﷺ فرما گئے، نہ اِدھر کی نہ اُدھر کی فقط اللہ کی اور رسول کی۔ اللہ نے جو احکام دیے وہ رسول نے پہنچائے، لینے والوں نے پہلے اپنے سینوں میں اس کو محفوظ رکھا اور بعد میں رقم کیا، کتب بنیں، تمسکو باالکتاب والسنۃ۔ کتاب اور سنت سے ایسا رابطہ مضبوط کیا کہ نہ خود بھٹکے نہ اوروں کو بھٹکنے دیا۔

چودہویں صدی کے ہندستان میں شر غالب ہوا، جس نے بادشاہ تک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ سو ہمایوں، اکبر، جہانگیر، شاہجہان کے ادوار تک شر غالب رہا۔ اِدھر خیر کی احراری لہر خواجہ عبید اللہ احرار کی صورت میں خواجہ باقی اللہ تک پہنچی، جس سے شیخ احمد کو منتقل ہوئی۔ شیخ احمد سرہندیؒ لشکر کی صفوں میں گھس گئے۔ اکبر نے سنی ان سنی کر دی۔ جہانگیر نے سنی، شاہجہان نے سمجھی، اورنگزیب نے اس لہر کو دریا بنا دیا کہ اب اس میں خیر کی کشتی نہیں، جہاز تیرے، اس جہاز کی کپتانی حضرت امام الہند شاہ ولی اللہؒ کے حصے میں آئی۔ جن سے برگ و بار پھوٹے۔ اس گلستان سے ہزاروں پھول اپنی خوشبو لے کر ہندوستان میں پھیل گئے۔

لاہور کے حصے میں شیخ التفسیر الامام مولانا احمد علی لاہوریؒ آئے، جنہوں نے اپنی زندگی لاہوریوں کے لئے وقف کردی۔ حتیٰ کہ دفن بھی یہیں ہوئے۔ امام لاہوریؒ کیا تھے شیخ ہجویریؒ کا عکسِ جمیل، قادری سلسلے کے بطلِ جلیل، احراریوں کا انداز، طائفہ منصورہ کا راز، محمود غزنویؒ کا ایاز، اگر یقین نہ آئے تو اگلے صفحات کھولیئے، "مقصدِ زندگی" پڑھیے، باجوں کی حرمت اٹھیئے، فلسفۂ نماز کو سمجھیے، اسلامی رسومات کو ٹٹولیئے، تحفہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو لیجئے۔ فوٹو کا شرعی فیصلہ دیکھئے، اختیارِ رواج، احکام شب برأت میں تحقیق کیجئے۔ مسلمان عورت کے فرائض اس کو دیجئے، پیر اور مرید کے فرائض برتیئے۔ یقین آجائے تو دعا سے نوازیں نہ صرف مجھے بلکہ الحاج منصور الزمان صدیقی صاحب کو بھی کہ جو نہ صرف صدیقی ٹرسٹ کے روحِ رواں ہیں، بلکہ ایک دیدہ ور دردِ دل رکھنے والے انسان ہیں اور یہ آپ کو معلوم ہے آج کل قلمکار بہت ہیں مگر الامام کم ہیں۔ صدیقی صاحب نے القاسم اکیڈمی کو چار چاند لگانے میں بہت معاونت کی ہے۔ جس کا شکریہ الفاظ کا متلاشی ہے اور رہے گا۔ آپ ہی نے حضرت لاہوریؒ کے یہ چھوٹے چھوٹے رسائل صدیقی ٹرسٹ کے اہتمام سے چھپوائے تھے اور اب ان کی اجازت سے اور تعاون سے یہ ساری محنت و کاوش آپ کے سامنے ہے۔ آپ ہمارے القاسم اکیڈمی کی مطبوعات کے ایک بہترین تقسیم کار بھی ہیں، باویں وجہ آپ نہ صرف ہماری دعاؤں کا استحقاق رکھتے ہیں بلکہ تمام قارئین سے استدعا ہے کہ اپنی شبانہ روز کی دعاؤں میں اُن کو یاد رکھیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد و الہ وصحبہ اجمعین۔

عبدالقیوم حقانی

صدر القاسم اکیڈمی

جامعہ ابوہریرہ خالق آباد نوشہرہ

محرم الحرام ۱۴۳۰ھ / فروری ۲۰۰۹ء

☆ ☆ ☆

دل کی ساری آرزوئیں ہوگئیں آتش بجاں
تو نے اے لطفِ نگاہِ دوست یہ کیا کر دیا

☆ ☆ ☆

مقصدِ زندگی

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

اَلحَمدُلِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِینَ اصطَفٰی اَمَّابَعدُ :

فَقَد قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی القُرآنِ المَجِید :

قُل اِنَّ صَلَاتِی وَنُسُکِی وَمَحیَایَ وَمَمَاتِی لِلّٰہِ رَبِّ العَالَمِینَ لَا شَرِیکَ لَہ، وَبِذٰلِکَ اُمِرتُ وَاَنَا اَوَّلُ المُسلِمِینَ. (انعام ۱۶۳)

اس سے قبل سپاسنامے پیش کیے گئے جو پروگرام میں نہیں تھے اور نہ ہی مجھے علم تھا، یہاں کے حضرات نے اپنی خواہش پوری کی مجھے تو ان باتوں سے کچھ نہیں ہوتا۔ بہر حال اللہ تعالیٰ انہیں برکت عطا فرمائے۔ اپنی رضا پر چلائے اور دنیا سے ایمان کے ساتھ اٹھائے۔ (آمین ثم آمین)

ان آیاتِ تلاوت شدہ میں اللہ تعالیٰ نے ہر مسلمان مردوزن کا نصب العین حیات بیان فرمایا ہے۔ یہ نصب العین حیات بالفاظِ دیگر مقصدِ زندگی ہے۔ آج کا معاملہ اُلٹ ہے یعنی لوگ مطلوب کو غیر مطلوب اور غیر مطلوب کو مطلوب بنا بیٹھے ہیں۔ روٹی کے لئے سب سرگرداں ہیں حالانکہ وہ ذمہ تو اللہ تعالیٰ نے خود لیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے :

وَمَامِن دَآبَّۃٍ فِی الاَرضِ اِلَّاعَلَی اللّٰہِ رِزقُھَا (ھود ۱)

ترجمہ: اور زمین پر کوئی چلنے والا نہیں مگر اس کی روزی اللہ تعالیٰ پر ہے۔

یعنی سب کے سب متحرک حیوانات کی روزی کا ذمہ خدا نے خود لیا ہے اور لوگ خدا کے ٹھیکے میں خواہ مخواہ دخل اندازی کرر ہے ہیں، یہی غلطی دوسری قوموں میں تو ہے اب خود مسلمان میں بھی آ گئی ہے۔ میں لاہور میں خطبۂ جمعہ میں دعویٰ سے کہا کرتا ہوں کہ مرد مسجد کے مردانہ حصّے میں اور مستورات زنانہ حصّہ میں بیٹھ جائیں اور میں بھی ساتھ بیٹھ جاؤں گا اور صرف اللہ تعالیٰ کی یاد میں لگے رہیں گے اور میں تمہیں سونے نہیں دوں گا، رات کو بھی اٹھا کر ذکر کراؤں گا اور تم بس صرف ذکر اللہ میں لگے رہو، لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰه ، لَاإِلٰهَ إِلَّااللّٰه ، إِلَّا اللّٰه ، اللّٰه هُو ودیگر وظائف ماثورہ اور ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کچھ دیر کے لئے آزمائیں تا کہ کھوٹے کھرے میں تمیز ہو جائے اور جب اللہ تعالیٰ آزمائیں گے تو پھر دیکھنا پلاؤ زردے کی دیگیں خود بخود آئیں گی۔ اصحابِ کہف کی طرح اللہ تعالیٰ حفاظت کرے گا۔ دنیا میں یہ بات پھیل جائے گی کہ فلاں جگہ اصحابِ کہف بیٹھے ہیں۔

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ.

ترجمہ: اور جو کوئی توکل کرے اللہ تعالیٰ پر پس وہ اس کے لئے کافی ہے۔

یہ ہے قرآن کا بیان اور ہر مسلمان کا ہے اس پر ایمان، پھر افسوس کہ مسلمانوں نے قلب موضوع کرر کھا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد تو ہے:

وَمَاخَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّالِيَعْبُدُوْنِ ○ مَآاُرِيْدُ مِنْهُمْ مِنْ رِّزْقٍ وَّ مَآاُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ. (الذٰریٰت:۵۶۔۵۷)

ترجمہ: میں نے جن اور انسانوں کو جو بنایا ہے تو صرف اپنی بندگی کے لئے میں ان سے کوئی روزی نہیں چاہتا اور نہ ہی چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں۔

اب سب لوگ روٹی روٹی، پکارتے ہیں۔ روٹی کے لئے سرگرداں ہیں اور خدا کی یاد سے غافل، تم میری باتوں کو مانو یا نہ مانو جب میں لاہور سے یہاں آیا ہوں تو آپ پر اتمامِ

نجت ہوا ۔ یہ کچھ وعظ نہیں ہے۔اب آپ کو سننا پڑے گا۔تم مانو یا نہ مانو قیامت کے دن یہ نہیں کہہ سکو گے۔ رَبَّنَا مَا جَآءَ نَا مِنْ نَذِیْرٍ ، کہ اے اللہ ہمیں کسی نے ڈرایا نہیں تھا۔ پھر نہیں کہہ سکو گے کہ اے اللہ تیرا کوئی بندہ نہیں آیا تھا۔ یا حضور ﷺ کے دربار میں یہ نہ کہہ سکو گے کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کے دروازے کا کوئی غلام نہیں آیا تھا۔ یا تو تم مجھے بُلاتے نہ، اور بُلایا ہے تو سننا پڑے گا، اگر خدا پر ایمان ہے اور قرآن مجید سچا ہے تو خدا تعالیٰ نے ہر چیز کے رزق کا وعدہ فرمایا۔

حضرات علماء کرام تشریف فرما ہیں، پوچھو کہ میں سچ کہتا ہوں کہ نہیں، نصب العین حیات خدا نے عبادت مقرر کی ہے، سوائے عبادت کے کوئی کام سپرد ہی نہیں کیا۔ مسلمان تو پڑھے قرآن اور کرے مخالفتِ قرآن وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا (الآیۃ) جو چیز جہاں میں زندہ ہے ہر زندہ چیز کا رزق خدا کے ذمہ ہے اے انسان جتنا خدا نے تجھے اعلیٰ پیدا کیا تھا اتنا ہی تو ذلیل ہو گیا۔ معاف کیجئے میں نے گدھوں اور گھوڑوں کو متوکل علی اللہ دیکھا ہے مگر انسانوں میں بہت کم ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ ۔ (الذریت ۵۶)

مَا اور اِلَّا کلمات حصر ہیں اسی طرح وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ میں بھی حصر ہے۔ رزق کا خدا ٹھیکیدار اور عبادت کے تم ذمہ دار ہو، یاد رکھو میں جرأت سے کہتا ہوں، گدھا ڈبل ڈیوٹی دیتا ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے :

وَ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ ۔ (الاسراء ۴۴)

(اور ہر چیز اللہ کی تسبیح کرتی ہے مگر تم نہیں سمجھتے)

اِلَّا جن کو خدا تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے وہ سمجھتے ہیں، مگر عام طور پر نہیں سمجھتے، سبحان اللہ ، سبحان اللہ کا ذکر جاری رہتا ہے مگر تم نہیں سمجھتے، یہ باطنی معرفت اللہ والوں کی صحبت سے ملتی

ہے، گدھا مالکِ حقیقی خداوند تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے مالکِ مجازی انسان کا بورا اٹھائے جا رہا ہے، ڈنڈے کھائے جا رہا ہے۔ میں نے یہ چیز علوم ظاہری کے علماء کرام کے پاس بارہ برس اور باطن کے صوفیائے عظام کی صحبت میں چالیس سال رہ کر سیکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ سچ فرماتے ہیں، گدھا ڈبل ڈیوٹی دیتا ہے، گھوڑا چار سواریاں، پانچواں کوچوان، چھٹا تانگے کو کھینچتا جا رہا ہے، اللہ تعالیٰ کا ذکر و تسبیح بھی کرتا جا رہا ہے۔ یہ میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں اور دکھا سکتا ہوں مگر اتنی لمبی صحبت کسے نصیب ہو۔

الغرض درخت، پتھر، گدھے جانور تسبیح کرتے ہیں۔ اب فرمایئے کہ گدھا، گھوڑا تم سے اچھا ہی ہوا نا۔ اب تو یہاں نماز نہیں ہے تو اور کیا؟ آئے تھے دنیا میں خدا کی یاد کے لئے لگے روٹی کھانے اور کمانے، تم خدا کی یاد میں بیٹھ جاؤ تین چار فاقے ضرور آئیں گے تا کہ کھرے اور کھوٹے معلوم ہو جائیں، پھر دعوتیں آئیں گی، لوگ کہیں گے، اصحاف کہف ہیں، قرآن واجب الاذعان، میرا اور آپ کا ہے اس پر ایمان، ہمارا مقصدِ حیات عبادتِ خداوندی ہے کمانا نہیں ہے۔ اب کتنے انسان ہیں جن میں مقصدِ حیات انسانیہ ہے ......

ع ببیں تفاوتِ راہ از کجاست تا بکجا

جس کے لئے خدا نے پیدا کیا تھا اس سے کوسوں دور اور روٹی کے لئے شب و روز دوڑ دھوپ نمازیں قضا کریں، روزے نہ رکھیں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کا اعلان ہی ہے کہ انسان کی تخلیق فقط عبادت الٰہی کے لئے ہے تو ہم کیوں اس کے منشاء کی تعمیل نہ کریں، رزق کا دینا خدا کے ذمّہ ہے۔ ایک خدا کے بندے نے فارسی میں کہا ہے ......

ع خدا خود میر سامان ست اربابِ توکّل را

سب سے بڑی خرابی یہی ہے کہ رزق کی تلاش میں سرگرداں اور اللہ کی یاد سے غافل یہی بہت بڑا جرم ہے۔ جب خدا تعالیٰ پر ایمان ہے تو اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ پر کیوں نہیں۔ کبھی تو یہ سودا خدا سے کر کے ہی دیکھو ورنہ مقدمہ تو

بنا بنایا ہے۔ خدا تعالیٰ فرمائے گا میں نے جو رزق کا ٹھیکہ لیا تھا تم کیوں اتنے سرگرداں ہوئے کہ میری یاد بھلا دی، کیا قرآن نہیں تھا، علماء کرام نے نہیں کہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ سے ارشاد ہے۔ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ (الآیۃ) تو کہہ میری زندگی کا ایک ایک لمحہ اللہ کے لئے ہے۔ میری نماز، میری زندگی، میری موت، میری عبادت سب کچھ صرف ایک اللہ کی راہ میں قربان ہے۔ ان کاموں میں خدا کے سوا کوئی میرا مقصود بالذات نہیں اسی کا نام ہے اسلام، وانا اوّلُ الْمُسْلِمِیْن۔ مسلمان کہتے ہیں اسی کو۔

معلوم ہوا اسلام اسی کا نام ہے۔ خدا تعالیٰ خود فرماتے ہیں

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ الخ. (الاحزاب ۲۱)

(البتہ تحقیق تمہارے لئے رسول اللہ میں عمدہ نمونہ ہے)

آپ ہمارے لئے نمونہ ان سب کاموں میں ہیں۔ ارشاد فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ یہی باتیں آپ سے کہوں وبذٰلِکَ اُمِرْتُ۔ مسلم کے معنی ماننے والا یا انکار کرنے والا؟ آپ سب سے پوچھتا ہوں۔ بہر تقدیر ہر مسلمان کا یہی زاویۂ نگاہ اور نصب العین ہونا چاہیے۔ مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ جو اللہ عزّ وجلّ کا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا ہو جاتا ہے۔ سب انبیاء علیہم السلام یہی کہتے تھے:

وَمَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ. (الشعراء ۱۰۹)

(اور میں اس تبلیغ پر تم سے اُجرت طلب نہیں کرتا، میری مزدوری تو اللہ پر ہے جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے)

اے دنیا دارو! تم کھاتے ہو رزق اللہ کا مِنْ حَیْثُ یَحْتَسِبُ اور اللہ والے کھاتے ہیں مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ قرآن مجید میں آتا ہے:

وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا ۝ وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ

(طلاق ۲، ۳)

(اور جو کوئی اللہ سے ڈرے وہ اس کے لئے راستہ نکال دیتا ہے اور اسے رزق ایسی جگہ سے دیتا ہے جہاں سے گمان بھی نہ ہو)

تم دکان کا حساب آمدنی وغیرہ لگا کر کھاتے ہو اور اللہ والے مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ کھاتے ہیں...... ع ببیں تفاوت راہ از کجا تا بکجا

میں یہ سمجھا رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان کیا تھا اور آپ کیا کر رہے ہیں۔ آج کل جتنے عقلاء ہیں خدا کی رحمت سے دور ہیں۔ یہ کوتاہ دماغ اتنی بات نہیں سمجھتے، باقی ہر بات سمجھتے ہیں۔ پرندے سارے توکل سے کھاتے ہیں۔ بلّی کتے کو دیکھا ہے خدا تعالیٰ نے دیا کھا لیا نہ دیا نہ کھایا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں انسان بنائے۔ انسان وہ ہے کہ انسانیت کا معنی اس میں پایا جائے۔ مقصدِ انسانیت پورا کرے تو انسان ہے نہ کرے تو انسان نہیں، خدا پر اعتماد نہیں، ہدایت پر عمل نہیں کرتے ایسے لوگ گدھے سے بدتر ہیں۔ بہت سی چیزیں تم کھاتے ہو جو حرام ہوتی ہیں۔ باطنی بینائی سے پہچانی جاتی ہیں۔ چالیس سال میری طرح بیٹھ جاؤ معلوم ہوگا جب انسان کی اکثر غذا حرام ہو تو کیا مسلمان رہ سکتا ہے؟ یہ احتیاط اور معرفت درسِ نظامی کی کتابوں سے بھی حاصل نہیں ہوتی۔ ذکر و فکر سے ہوتی ہے اب میں بتلا سکتا ہوں کہ فلاں چیز حلال ہے یا حرام۔

یہ چیز میں نے اہل اللہ کے ہاں سیکھی ہے میں نے درسِ نظامی پورا پڑھا ہے اور ہر قسم کے چھوٹے بڑے رسالے سارے پڑھ چکا ہوں ان سے بھی باطنی معرفت حاصل نہیں ہوتی۔ صحبتِ اولیاء سے حاصل ہوتی ہے اب جس نے ساری زندگی اور ہر لحہ کو خدا کی یاد میں وقف نہ کیا تو وہ کامل مسلمان نہیں۔ یہ چیز مسلمانِ کامل ہونے کی شرط ہے۔ مجھے جب خدا نے سمجھایا اور نہ کہوں تو کتمانِ حق ہو جائے گا۔ ہم مجرم بنیں گے۔ کتمانِ حق سے بچنے کے لئے کھری کھری باتیں کہہ رہا ہوں ....

ع آں را کہ حساب پاک است از محاسبہ چہ باک

اِنَّ صَلَاتِیْ الخ الآیة اِنَّ تاکید جملہ کے لئے ہے۔ جس انسان کا نصب العین یہ آیت ہو اسے کوئی فکر و باک نہیں۔ اول خدا اس کے بعد اور۔ اول خدا کا یہ فرمان پھر سارا جہان جو چیز اس مقصدِ حیات سے ٹکرائے۔ اُسے ٹھکرا دیا جائے اور جو نبھ سکے اسے لے لیا جائے۔ اللہ تعالیٰ اس پر عمل کی توفیق دے۔ اگر اصل مسلمان بننا ہے اور قیامت کے دن نجات پانا ہے تو رسول اللہ ﷺ کی پیروی کیجئے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ اصلی مسلمان تھے، صحبتِ صوفیائے کرام سے قال، حال بن جاتا ہے اور روحانی کمالات کی طرح یہ توکل بھی شیخ کی صحبت اور اولیاء کی رفاقت میں حاصل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی اس طریقہ پر لائے اور اپنی مرضی پر چلائے۔ (آمین)

رزق کا ذِمّہ دار خدا کو بنائیں اور خود دین کے لئے ہوں۔ اولیاء اللہ کی خانقاہوں میں جو لنگر چلتا ہے اس کے لئے آیا تو سب نے کھایا کھلایا، نہ آیا تو خاموش ہو کر عبادت کرتے رہے۔ میں نے اپنے دونوں شیوخ حضرات کے ہاں یہی دیکھا ہے، شجرہ یہاں موجود ہے۔ آپ لیں اور دیکھیں۔ میرا تعلق دو بزرگوں سے ہے۔ اور پھر یہ سلسلہ حضور ﷺ تک پہنچ جاتا ہے، سب اعلیٰ درجہ کے متوکل اور ولی اللہ تھے۔ اب میں بس کرتا ہوں، زیادہ وقت آپ کا نہیں لیتا، دن کے تھکے ماندے ہوں گے، اور سعادتِ دارین کی دعا کرتا ہوں۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ

وَّ عَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْن .

(بشکریہ ماہنامہ الخیر ملتان۔ اپریل ۱۹۸۷ء)

☆ ☆ ☆

گلدستۂ صد احادیث نبوی ﷺ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ كَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى. اما بعد !

خدا تعالیٰ کا آخری پیغام :

تمام ملل و مذاہب کا اس امر پر اتفاق ہے کہ خدائے قدوس وحدہ لاشریک لہ کی عبادت انسان پر فرض ہے اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ انسان عبدیت کا حق اس کے بغیر ادا نہیں کرسکتا کہ اسے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہدایات دی جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ تمام مذاہب اپنے اپنے مجموعہ ہدایات آسمانی پر ایمان رکھتے ہیں کہ وہ مُنزّل من اللہ ہے۔ مثلاً یہودی تورات پر، عیسائی بائیبل پر، ہنود وید پر۔ اسی قاعدے کی بنا پر مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ ان کا قرآن مُنزّل من الرحمٰن ہے اور یہ لوح محفوظ سے آمدہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے اور ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ یہ خدائے قدوس وحدہ لاشریک لہ کا آخری پیغام ہے جو اصلاح خلق اللہ کے لئے اس نے آسمان سے نازل فرمایا ہے اور اس کے بعد کوئی پیغام الٰہی آسمان سے نہیں آئے گا۔

قاعدہ کلیّہ :

عقلاء کا قانون ہے کہ مخاطب سے خطاب کرتے وقت اسی لغت کا استعمال کرتے ہیں جس سے مخاطب واقف ہو۔ ورنہ خطاب رائیگاں جائے گا اور متکلم کی تضیع اوقات ہوگی۔ جب ہر عقلمند انسان اس قاعدہ کلیہ کا پابند ہے تو خدائے قدوس وحدہ لاشریک لہ جو عقلاء کا خالق ہے، وہ بطریق اولیٰ اپنے بندوں سے خطاب کرتے وقت اس زرین قاعدے کا لحاظ

فرمائے گا کیونکہ اس کے بغیر استفادہ ناممکن ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے :

وَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِہٖ (ابراھیم ۴)

ترجمہ: نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر اس کی قوم کی زبان کے ساتھ، یعنی ہر نبی اپنی قوم کو اسی زبان میں خطاب کرتا ہے جو اس کی مادری زبان ہے۔

قرآن حکیم عربی زبان میں کیوں ہے ؟

چونکہ سید المرسلین خاتم النبیین ﷺ کی مادری زبان عربی ہے اور آپؐ کی اُمت بلاواسطہ (یعنی عرب) کی زبان بھی عربی ہے اسلئے خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ نے اپنا آخری پیغام یعنی قرآن عربی میں نازل فرمایا۔ قولہٗ تعالیٰ :

وَلَوْ جَعَلْنٰہُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِیًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰیٰتُہٗ ءَ اَعْجَمِیٌّ وَّ عَرَبِیٌّ

(حم السجدة ۴۴)

اور اگر ہم نے اس قرآن کو عجمی زبان میں نازل فرماتے تو یہ کہتے کہ اس کی آیتیں واضح کر کے کیوں نہ بیان کی گئیں؟ آیا قرآن عجمی اور رسول عربی (یہ بھلا کیسے ہو سکتا ہے؟)

ضرورتِ حدیث :

قرآن حکیم چونکہ عربی میں ہے اور عربی زبان میں اس قدر وسعت ہے کہ شاید ہی کسی دوسری زبان میں ہو۔ لہذا ایک لفظ کے کئی کئی معنیٰ ہو سکتے ہیں۔ اب اس امر کا پتہ لگانا کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی کیا مراد ہے۔ اس کے لئے سوائے زبان فیض ترجمان محمد رسول اللہ ﷺ کے اور کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ لہٰذا جس آیت کا جو مطلب رسول اللہ ﷺ فرمائیں وہی اللہ تعالیٰ کی مراد ہوگی۔ اس کے خلاف جو معنی بھی لیا جائے خواہ وہ لغت عربی کے قواعد وضوابط کے مطابق ہی ہو وہ اللہ تعالیٰ کی مراد نہیں ہوگا بلکہ مسترد ہوگا۔ لہٰذا جب تک خادمِ قرآن رسول اللہ ﷺ کی احادیث کو پیش نظر نہیں رکھے گا وہ جادۂ اعتدال پر قائم نہیں

رہ سکتا۔ ممکن ہے کہ جو مطلب یہ لے رہا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی مراد کے خلاف ہو۔

لہٰذا ہر مسلمان کے لئے بالعموم اور مُبلغین قرآن کے لئے بالخصوص لازم ہے کہ وہ قرآن حکیم کی تعلیم کے ساتھ ساتھ حدیث شریف کا بھی علم حاصل کریں تا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی مراد کو سمجھ کر اس پر عمل کر سکیں اور خلقِ خدا کو پیغامِ حق صحیح وسالم پہنچا سکیں۔

گلدستہ صد احادیث نبوی ﷺ :

یہ چھوٹا سا رسالہ علم حدیث جو آپ کے سامنے ہے اس کا نام گلدستہ صد احادیثِ نبوی ﷺ ہے اس مین فقط سو حدیثیں مختلف مضامین کی جمع کی گئی ہیں اور اس میں التزام کیا گیا ہے کہ سوائے بخاری شریف اور صحیح مسلم شریف کے اور کسی کتاب کی حدیث نہ لکھی جائے اور کوئی حدیث اصل کتاب کی ایک سطر سے زائد نہ ہو اسے عام فہم بنانے کے لئے ہر حدیث پر اعراب لگا کر اس کا ترجمہ اور اس کی مختصر شرح بھی لکھ دی گئی ہے مُرتب کرنے کے بعد بعض مقتدر حضرات علمائے کرام سے مہر تصدیق بھی لگوادی گئی ہے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ.

☆ ☆ ☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَام'' عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. اَمَّابَعْدُ !

گلدستہ احادیث نبویہ ﷺ میں سو حدیثیں مختلف مضامین کی جمع کی گئی ہیں۔ یہ گویا روحانی پھول ہیں جن کو نمبروار سجا کر پیش کیا جاتا ہے۔

مسلمان کون؟

(۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ وَ الْمُھَاجِرُ مَنْ ھَجَرَ مَانَھَی اللّٰہُ عَنْہُ.(رواہ البخاری)

ترجمہ: عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں اور مہاجر وہ شخص ہے جو ہر اس چیز کو چھوڑ دے جس سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے۔

تشریح: مسلمانوں میں سے بہترین آدمی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے حقوق کے ساتھ مخلوقات کے حقوق بھی ادا کرے اور ان کی عزت اس کے شرّ سے محفوظ رہے اور اسی طرح بہترین مہاجر وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو چھوڑ دے۔

(عمدۃ القاری جلد اول ص ۱۵۵)

حضور ﷺ کی محبت ہر چیز سے زیادہ ہو :

(۲) عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَایُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ(متفق علیہ)

ترجمہ: انسؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی مومن کامل نہیں ہوسکتا۔ یہاں تک کہ میں اس کے دل میں اس کے ماں باپ اس کی اولاد اور سب لوگوں سے پیارا نہ ہو جاؤں۔

تشریح : یعنی اس شخص کا ایمان کامل نہیں ہے جس کے دل میں ماں باپ اور دوسرے سب لوگوں سے رسول اللہ ﷺ کی محبت زیادہ نہیں ہے۔ قاضی عیاض نے فرمایا کہ آپ کی سنت کی مدد کرنا اور آپ کی شریعت سے اعتراضات کو ہٹانا یہ بھی آپ کی محبت کی دلیل ہے۔ (عینی جلد اول ص ۱۶۹)

وساوس کو برا سمجھنا صریح ایمان ہے :

(۳) عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ عَنْ اُمَّتِیْ مَاوَسْوَسَتْ بِهٖ صُدُوْرُ هَا مَالَمْ تَعْمَلْ بِهٖ اَوْ تَتَكَلَّمْ. (متفق علیه)

ترجمہ: ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری امت سے سینے کے وسوسے کو معاف کر دیا ہے جب تک کہ اس پر عمل نہ کریں یا منہ سے نہ کہیں۔

تشریح: یہ قاعدہ ہے کہ جہاں دولت ہو چور وہیں نقب لگاتا ہے مومن کے لئے ایمان سے بڑھ کر اور کوئی دولت نہیں ہے اور شیطان سے بڑھ کر اس دولت کا کوئی دشمن نہیں ہے۔ اس لئے مومن کے دل میں ایمان اور اسلام کے خلاف وسوسے ڈالتا رہتا ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم میں ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام کی ایک جماعت رسول اللہ ﷺ کے ہاں آئی۔ پھر انہوں نے سوال کیا کہ ہمارے دلوں میں ایسے خیالات آتے ہیں کہ ان کا ظاہر کرنا بہت بڑا گناہ خیال کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا واقعی ایسے خیالات آتے ہیں؟ انہوں عرض کی ۔ ہاں ! آپ نے فرمایا کہ یہ (یعنی ایسے خیالات کو برا سمجھنا) صریح ایمان ہے۔

شیطان انسان کی رگوں میں :

(۴) عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَجْرِیْ مِنَ الْاِنْسَانِ مَجْرَی

الدَّمِ.(متفق علیہ)

ترجمہ: انسؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک شیطان انسانوں کی رگوں میں خون کی طرح پھرتا رہتا ہے۔

تشریح: جس طرح خون رگوں میں چل رہا ہےاور پتہ نہیں لگتا اسی طرح شیطان انسان کے دل میں جا کر گمراہ کن خیال ڈال دیتا ہے۔ انسان خیال کرتا ہے کہ میری عقل یہ بات سمجھا رہی ہے۔ حالانکہ دراصل وہ شیطان کی راہنمائی ہوتی ہے۔

ہر چیز کی مقدار متعین اور معلوم ہے :

(۵) عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُلُّ شَيْءٍ بِقَدَرٍ حَتّٰى الْعَجْزِ وَالْكَيْسِ .(رواہ مسلم)

ترجمہ: ابن عمرؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر چیز اندازے سے ہے یہاں تک کہ عاجزی اور عقلمندی بھی۔

تشریح: یعنی اللہ تعالیٰ کے ہاں ہر چیز کا اندازہ ہے کوئی چیز اس اندازہ الٰہی سے باہر نہیں ہوتی۔

ہر بدعت کو رد کر دو :

(۶) عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَحْدَثَ فِيْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ.(متفق علیہ)

ترجمہ : عائشہؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص ہمارے اس دین میں کوئی نئی چیز داخل کرے گا جو اس میں سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔

تشریح: یعنی جس شخص نے اسلام میں کوئی ایسی بات نکالی جس کی کتاب وسنت سے کوئی سند ظاہر یا خفی ملفوظ یا مستنبط نہ مل سکے تو مردود ہے۔ (مرقاۃ)

جھوٹا آدمی :

(۷) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا اَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ. (رواہ مسلم)

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے کافی ہے کہ جو بات سنے وہی نقل کردے۔

تشریح: اس حدیث شریف میں اس شخص کو ڈانٹا گیا ہے جو ہر سنی ہوئی بات نقل کردیتا ہے خواہ وہ سچی ہی ہو۔ بلکہ انسان کا فرض ہے کہ جو بات آگے پہنچانے کے لائق ہو۔ اس کی اشاعت کرے۔

بیکسوں کو مبارک ہو :

(۸) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَدَاَ الْاِسْلَامُ غَرِیْبًا وَّ سَيَعُوْدُ كَمَا بَدَاَ فَطُوْبٰى لِلْغُرَبَاءِ. (رواہ مسلم)

ترجمہ: ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلام بے کسی ہی میں شروع ہوا آخر میں پھر اس کی حالت ایسی ہو جائے گی پس اسلام کے (فرمانبردار) بیکسوں کو مبارک ہو۔

تشریح: جس طرح ابتداء اسلام میں رسول اللہ ﷺ کے مطیع چند آدمی تھے جنہیں اپنے اپنے قبیلوں نے گھروں سے نکال کر بے خانماں کردیا تھا اسی طرح آخر وقت میں اسلام کے سچے متبعین غریب آدمی ہی نظر آئیں گے۔

مجھ پر جھوٹ بولنے والا خود جھوٹا ہے :

(۹) عَنْ سَمُرَةَؓ بْنِ جُنْدُبٍ وَّالْمُغِيْرَةَؓ ابْنِ شُعْبَةَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ حَدَّثَ عَنِّیْ بِحَدِيْثٍ يُرٰى اَنَّهٗ كَذِبٌ فَهُوَ اَحَدُ الْكَاذِبِيْنَ. (رواہ مسلم)

ترجمہ: سمرہؓ بن جندب اور مغیرہؓ بن شعبہؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص میری نسبت ایسی روایت بیان کرے جسے وہ جھوٹا سمجھتا ہے وہ جھوٹوں میں سے ایک ہے۔

تشریح: جس شخص کو معلوم بھی ہو کہ جو روایت رسول اللہ ﷺ کی طرف نسبت کر رہا ہوں وہ جھوٹی ہے اُسے جھوٹوں میں کیوں نہ شمار کیا جائے۔

فقاہت اللہ کی طرف سے بھلائی ہے :

(۱۰) عَنْ مُعَاوِيَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَّ اللّٰهُ يُعْطِيْ. (متفق علیہ)

ترجمہ: معاویہؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے دین میں سمجھ دیتا ہے۔ سوائے اس کے نہیں میں تو تقسیم کرنے والا ہوں۔ دینے والا تو اللہ تعالیٰ ہے۔

تشریح: میں تو ہر ایک کے مناسب حال تعلیم دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہے تم میں سے اسے سمجھنے کی توفیق دیتا ہے۔ (کرمانی)

انسانوں کی کانیں :

(۱۱) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلنَّاسُ مَعَادِنُ كَمَعَادِنِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْاِسْلَامِ اِذَا فَقِهُوْا. (رواہ مسلم)

ترجمہ: ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آدمیوں کی بھی کانیں ہیں جیسے سونے چاندی کی کانیں جو جاہلیت کے زمانہ میں بہتر ہوں اسلام لانے کے بعد بھی بہتر ہیں جب علم دین سیکھ لیں۔

تشریح: جس طرح کانوں سے مختلف قسم کے جواہرات نکلتے ہیں۔ اسی طرح

انسانوں کے وجود سے بھی عجیب طرح کے علوم اور حکمتوں کا ظہور ہوتا ہے جو شخص اسلام لانے سے پہلے بااخلاق اور شریف تھا وہ اسلام لانے کے بعد بھی معزز ہوگا۔ بشرطیکہ دینِ الٰہی کا عالم ہو جائے جس پر اسلام میں عزت کا دارومدار ہے۔

وضوء سے گناہ جھڑتے ہیں :

(۱۲) عَنْ عُثْمَانَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهٖ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِهٖ (متفق علیه)

ترجمہ: عثمانؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے اچھی طرح وضو کیا اس کے گناہ اس کے بدن سے نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہیں۔

تشریح: بدن کے اعضاء کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف صرف کرنے کا نام گناہ ہے جو شخص اپنے اعضاء کو اس لئے دھو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے گناہ معاف فرمائے۔ یہ ایک لحاظ سے عملی طور پر توبہ کر رہا ہے۔ شریعت کا قانون ہے کہ وقتِ موت سے پہلے ہر شخص کی توبہ قبول ہو جاتی ہے لہٰذا وضو کرنے والے کے سارے گناہ کبائر کے سوا معاف ہو جائیں گے۔

بیت الخلاء جانے کی دعا :

(۱۳) عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَ الْخَبَائِثِ. (متفق علیه)

ترجمہ: انسؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو یہ دعا پڑھتے اے اللہ جنوں کے خبیث مردوں اور عورتوں کے شر سے بچنے کے لئے تیری پناہ میں آتا ہوں۔

تشریح: خُبث ''خبیث'' کی اور خبائث ''خبیثۃ'' کی جمع ہے۔ خُبث'' سے مراد شیطانوں سے مرد اور خبائث سے مراد شیطانوں کی عورتیں ہیں۔ (فتح الباری)

یہ دعا بیت الخلاء میں قدم رکھنے سے پہلے پڑھی جائے تاکہ شیاطین اس کی شرمگاہ سے کوئی ناشائستہ حرکت نہ کریں۔

وضوء میں ناک صاف کرنا :

(۱۴) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ تَوَضَّأَ فَلْیَسْتَنْثِرْ وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْیُوْتِرْ (متفق علیہ)

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو وضو کرے تو ناک جھاڑے اور جو ڈھیلوں سے استنجا کرے تو طاق استعمال کرے۔

تشریح: ناک جھاڑے تاکہ اندر جو میل کچیل وغیرہ ہو صاف ہو جائے [illegible] نماز کی طرف متوجہ ہو [illegible] حدیث [illegible] ہے کہ شیطان انسان کی ناک کے بانسے پر رات گزارتا ہے۔ دوسری حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ طاق ہے طاق کو پسند فرماتا ہے لہذا یہاں بھی طاق عدد کو شمار میں رکھنا [illegible]۔

مسواک کا استعمال :

(۱۵) عَنْ حُذَیْفَۃَؓ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا قَامَ لِلتَّھَجُّدِ مِنَ اللَّیْلِ یَشُوْصُ فَاہُ بِالسِّوَاکِ. (متفق علیہ)

ترجمہ: حذیفہؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو تہجد کے لئے اٹھتے تو اپنے منہ کو مسواک سے صاف کرتے۔

تشریح: بعض روایتوں میں آیا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر مجھے اپنی امت کی تکلیف کا خطرہ نہ ہوتا تو ہر نماز کے وقت ان پر مسواک کرنا لازم کر دیتا۔ اور یہ بھی آیا ہے

کہ مسواک والی نماز کا درجہ ستر گنا بڑھ جاتا ہے۔ حضور انور ﷺ دن یا رات کو جب بھی سو کر اٹھتے تو وضو سے پہلے ضرور مسواک کرتے۔

سو کر اٹھنے کے بعد ہاتھوں کا دھونا :

(۱۶) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اسْتَیْقَظَ اَحَدُکُمْ مِّنْ نَّوْمِهٖ فَلَا یَغْمِسْ یَدَهٗ فِی الْاِنَاءِ حَتّٰی یَغْسِلَهَا ثَلٰثًا فَاِنَّهٗ لَایَدْرِیْ اَیْنَ بَاتَتْ یَدُهٗ(متفق علیه)

ترجمہ: ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص سو کر اٹھے تو برتن میں ہاتھ نہ ڈالے جب تک تین بار ہاتھ نہ دھو ڈالے کیونکہ اسے معلوم نہیں کہ رات کو اس کا ہاتھ کہاں رہا۔

تشریح: پانی کے کھلے برتن میں دھوئے بغیر ہاتھ نہ ڈالے ممکن ہے کہ اس کا ہاتھ رات کو بدن کے کسی ناپاک حصہ پر پھرتا رہا ہو۔

پانی کا استعمال :

(۱۷) عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَتَوَضَّاُ بِالْمُدِّ وَیَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ اِلٰی خَمْسَةِ اَمْدَادٍ(متفق علیه)

ترجمہ: انسؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک مد پانی سے وضو کرتے اور ایک صاع سے پانچ مُدّ تک غسل میں صرف کرتے۔

تشریح: مُدّ دو رطل کا اور رطل آدھ سیر کا ہوتا ہے اور صاع آٹھ رطل کا ضرورت کے سوا پانی ضائع کرنے کی شریعت میں ممانعت ہے۔ آٹھ رطل یعنی چار سیر سے بآسانی غسل ہو سکتا ہے۔ مثلاً استنجاء کر کے اس کے بعد وضو کرے۔ اس کے بعد تھوڑا سا پانی لے کر سارے بدن پر مل دے۔ تاکہ بدن تر ہو جاوے پھر سارے بدن پر تین دفعہ پانی بہائے۔

موزوں پر مسح :

(۱۸) عَنْ شُرَیْحٍؒ بْنِ ھَانِیءٍ قَالَ سَاَلْتُ عَلِیَّؓ ابْنَ اَبِیْ طَالِبٍ عَنِ الْمَسْحِ عَلَی الْخُفَّیْنِ فَقَالَ جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ وَّ لَیَالِیَهُنَّ لِلْمُسَافِرِ وَیَوْمًا وَّلَیْلَةً لِّلْمُقِیْمِ(رواہ مسلم)

ترجمہ: شریح بن ہانیؒ کہتے ہیں میں نے علیؓ ابن ابی طالب سے موزوں کے مسح کے متعلق پوچھا انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے تین دن اور تین راتیں مسافر کے لئے اور مقیم کے لئے ایک دن رات مقرر فرمایا ہے۔

تشریح: چمڑے کے موزے، علاوہ اس کے سادی جرابوں پر چمڑا چڑھالیا جائے یا فقط جراب پر جوتی کی شکل پر چمڑا چڑھایا جائے ان سب کا ایک ہی حکم ہے علاوہ ان کے فُل بوٹ اور لانگ بوٹ کا بھی یہی حکم ہے بشرطیکہ ان کا تلا پاک رکھا جائے۔

جمعہ کے دن غسل کرنا :

(۱۹) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا جَاءَ اَحَدُکُمُ الْجُمُعَةَ فَلْیَغْتَسِلْ.

(متفق علیہ)

ترجمہ: ابن عمرؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص جمعہ کے لئے آئے تو نہا کر آئے۔

تشریح: غسل جمعہ کے متعلق علماء کے دو قول ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ واجب ہے۔ چنانچہ بعض صحابہ کرامؓ اور حسن بصریؒ سے ایسا ہی منقول ہے۔ اکثر علماء کرام سلف اور خلف اسے سنت مستحبہ قرار دیتے ہیں جہاں کہیں حدیثوں میں امر کا صیغہ مستعمل ہوا ہے اسے استحباب پر حمل کرتے ہیں ایک حدیث حسن میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے جمعہ کے دن وضو کیا تو اچھا کیا اور جس نے غسل کیا تو غسل افضل ہے۔

نماز اسلامی شعار ہے :

(۲۰) عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ بَیْنَ الْعَبْدِ وَبَیْنَ الْکُفْرِ تَرْکُ الصَّلٰوةِ.(رواہ مسلم)

ترجمہ: جابرؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بندے کو کفر سے ملا دینے والی چیز ترک نماز ہی ہے۔

تشریح: ہر قوم کی اپنی اپنی خاص علامت ہوتی ہے جس سے وہ پہچانی جاتی ہے جسے شعار کہا جاتا ہے۔ اسلام کا شعار نماز ہے۔ شعار کے گم ہونے کے بعد کوئی امتیازی نشان پھر باقی نہیں رہتا۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے مبارک زمانہ میں منافقوں کو بھی نماز پڑھنی پڑتی تھی تاکہ اس کے ترک سے ان پر کفر کا حکم نہ لگایا جائے۔ تارک نماز گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے جس کی سزا بلا توبہ مرجائے تو دوزخ ہے ہاں یہ نہیں کہا جائے گا کہ تارک نماز خارج از اسلام ہو گیا ہے۔

عصر کی نماز کی اہمیت :

(۴۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلَّذِیْ یَفُوْتُهٗ صَلٰوةُ الْعَصْرِ فَكَاَنَّمَا وُتِرَ اَهْلَهٗ وَمَالَهٗ ۔ (متفق علیہ)

ترجمہ: ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کا اہل وعیال اور مال چھن جائے وہ برباد ہو جاتا ہے اسی طرح جس کی عصر کی نماز قضا ہو گئی۔ آخرت کے لحاظ سے وہ برباد ہو گیا۔

فجر اور عشاء کی نماز کی اہمیت :

(۴۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَیْسَ صَلٰوةٌ اَثْقَلَ عَلَى الْمُنَافِقِیْنَ مِنَ الْفَجْرِ وَ الْعِشَاءِ وَلَوْ یَعْلَمُوْنَ مَا فِیْهِمَا لَاَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا ۔ (متفق علیہ)

ترجمہ: ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا منافقوں پر فجر اور عشاء کی نماز سے زیادہ کوئی نماز گراں نہیں ہے اور اگر ان دونوں نمازوں کے ثواب کا انہیں علم ہو تو گھٹنوں کے بل چل کر بھی آئیں۔

تشریح: منافق چونکہ ریاکاری کی نماز پڑھتے ہیں۔ طبیعت میں محبت الٰہی یا خوف خدا ہوتا ہی نہیں۔ اور یہ دونوں غفلت کے وقت ہیں۔ عشاء کے وقت بھی کھانے وغیرہ سے فارغ ہوکر طبیعت یہی چاہتی ہے کہ سو جائیں اور صبح کی نماز کا وقت بھی میٹھی نیند کا وقت ہے۔ اس لئے منافق اکثر ان وقتوں میں حاضر نہیں ہوتے تھے۔ مخلص مسلمانوں کو منافقین کے تشبہ سے بچنا چاہئے۔

مؤذن کی قدر وقیمت :

(۲۳) عن معاویةؓ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول المؤذنون اطول الناس اعناقا یوم القیامة. (رواہ مسلم)

ترجمہ: معاویہؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ اذان دینے والوں کی گردنیں قیامت کے دن سب سے بلند ہوں گی۔

تشریح: حدیث شریف میں ہے کہ نیکی بتانے والے کو کرنے والے جتنا اجر ملے گا جتنے سارے نمازیوں کے ہے برابر مؤذن کو اجر ملے گا۔ اور دنیا میں انسان کا حیوانی جامہ ظاہر ہے اور روحانی اس کے اندر چھپا ہوا ہے۔ قیامت کے دن روحانی جامہ اوپر کر دیا جائے گا۔ اور حیوانی جامہ اندر چھپ جائے گا۔ لہٰذا مؤذن روحانی لحاظ سے سارے نمازیوں سے اونچے قد والا ہوگا۔ بشرطیکہ حسبتاً للہ ریا اور نمود سے مبرا ہو کر اذان دی ہو۔

محبوب ترین جگہ :

(۲۴) عن ابی ھریرةؓ قال قال رسول اللہ ﷺ احب البلاد الی اللہ مساجدھا وابغض البلاد الی اللہ اسواقھا. (رواہ مسلم)

ترجمہ: ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے پیاری جگہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک مسجدیں ہیں اور سب سے ناپسندیدہ جگہیں اللہ تعالیٰ کے

نزدیک بازار ہیں۔

تشریح: انسان کی پیدائش کا مقصد یادِ الٰہی کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کی یاد سب سے زیادہ محبوب چیز ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ محبوب کی قیام گاہ بھی محبوب ہوتی ہے۔ اس لئے مسجدیں سب سے زیادہ محبوب ہیں اور یادِ الٰہی سے غفلت اللہ تعالیٰ کے ہاں مبغوض ہے اور غفلت کے اسباب جس جگہ سب سے زیادہ پائے جاتے ہیں وہ بازار ہیں اس لئے وہ مبغوض ترین جگہیں ہیں۔

سجدے میں دعا کا حکم :

(۲۵) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَقْرَبُ مَایَكُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَّبِّهٖ وَهُوَ سَاجِدٌ فَاَكْثِرُوا الدُّعَآءَ. (رواہ مسلم)

ترجمہ: ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے زیادہ قریب بندہ اپنے رب سے سجدہ کی حالت میں ہوتا ہے لہذا سجدے میں دعا زیادہ کیا کرو۔

تشریح: چونکہ سجدے کی حالت میں انسان کی انتہائی لذت اور اپنی عبودیت اور اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اظہار ہے اس لئے سجدے میں قبولیتِ دعا کا اغلب گمان ہے اسی لئے سجدے میں کثرت دعا کا حکم ہوا۔

درود شریف کی برکت :

(۲۶) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ وَاحِدَةً صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ عَشْرًا. (رواہ مسلم)

ترجمہ: ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود بھیجتا ہے۔

تشریح: کیونکہ اللہ تعالیٰ کا قرآن حکیم میں اعلان ہے کہ ایک نیکی کا دس گنا اجر ملتا ہے۔

حالتِ نماز میں ڈھاک پر ہاتھ رکھنا :

(۲۷) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ نَهٰی رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَنِ الْخَصْرِ فِي الصَّلٰوةِ.

ترجمہ: ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز میں کوکھ (ڈھاک) پر ہاتھ رکھنے سے منع فرمایا (متفق علیہ)

تشریح: کیونکہ یہ صورت تھکے ماندہ اور سُست ہونے پر دلیل ہے۔ چنانچہ دوزخ میں دوزخی تھک کر اسی صورت میں آرام کریں گے۔

جماعت میں عورتوں کا کھڑا ہونا :

(۲۸) عَنْ اَنَسٍؓ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ بِهٖ وَبِاُمِّهٖ اَوْ خَالَتِهٖ قَالَ فَاَقَامَنِیْ عَنْ یَّمِیْنِهٖ وَاَقَامَ الْمَرْاَةَ خَلْفَنَا (رواہ مسلم)

ترجمہ: انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے اور اس کی ماں یا خالہ کو نماز پڑھائی کہا مجھے آپ نے دائیں طرف کھڑا کیا۔ اور عورت کو ہمارے پیچھے کھڑا کیا۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ

(۱) اگر مقتدی فقط ایک ہو تو امام کے دائیں طرف کھڑا ہو اور

(۲) عورت مردوں کے پیچھے کھڑی ہو۔

امامت کا مستحق کون ہے ؟

(۲۹) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِذَا کَانُوْا ثَلٰثَةً فَلْیَؤُمَّهُمْ اَحَدُهُمْ وَاَحَقُّهُمْ بِالْاِمَامَةِ اَقْرَؤُهُمْ. (رواہ مسلم)

ترجمہ: ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تین آدمی ہوں ایک ان میں سے امام بن جائے اور سب سے زیادہ مستحق امامت کا سب سے

زیادہ قرآن دان ہے۔

تشریح: اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ اکھٹے نماز پڑھنے والوں میں سے جو سب سے زیادہ عالم ہو۔ وہی امام ہو۔ یہ یاد رہے کہ قاری سے مراد قرآن حکیم کو محض خوش الحانی سے پڑھنے والا نہیں ہے۔

امام کی ذمہ داری :

(۳۰) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلُّوْنَ لَكُمْ فَاِنْ اَصَابُوْا فَلَكُمْ وَاِنْ اَخْطَاۗءُوْا فَلَكُمْ وَعَلَيْهِمْ.(رواہ البخاری)

ترجمہ: ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ (امام) تمہیں نماز پڑھائیں گے اگر ٹھیک پڑھائی تو تم سب کو اجر ملے گا اور اگر غلطی کی تو تمہارا اجر ہو گیا اور گناہ انہیں ہوا۔

تشریح: یعنی امام نے نماز پڑھائی۔ اگر صحیح پڑھائی تو امام اور مقتدی دونوں کو ثواب ملے گا۔ اور اگر امام نے غلطی کی تو مقتدیوں کا اجر تو ضائع نہیں ہوگا۔ کیونکہ ان کا کوئی قصور نہیں ہے۔ اور امام کو اپنی غلطی کا گناہ ہوگا۔ (مرقاۃ)

فجر کی رکعتوں کی اہمیت :

(۳۱) عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا. (رواہ مسلم)

ترجمہ: عائشہؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فجر کی دو رکعتیں دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس سے بہتر ہیں۔

تشریح: یعنی اللہ تعالیٰ کی راہ میں ساری دنیا کو خرچ کر دینے سے بھی دو رکعتوں کا بڑا اجر ہے۔ (لمعات)

محبوب اعمال :

(۳۲) عن عائشةؓ قالت قال رسول اللہ ﷺ احبُّ الاعمال الی اللہ ادومُھا وان قلّ
(متفق علیہ)

ترجمہ: عائشہؓ سے روایت ہے کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے پیارا عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ ہے جو ہمیشہ کیا جائے اگرچہ تھوڑا سا ہو۔

تشریح: جس طرح پودے کو تھوڑا تھوڑا پانی ملتا رہے۔ تو ہمیشہ ہی سرسبز و شاداب رہے گا اور اگر ایک دن تو اسے ڈبو دیا جائے۔ اور پھر دو ماہ تک خبر نہ لی جائے تو سوکھ جائے گا۔ اسی طرح بہتر یہ ہے کہ ایمان کو قوت دینے والے نیک اعمال اگرچہ تھوڑے ہوں مگر ہمیشہ کیے جائیں۔

دل کی خوشی سے عبادت کرو :

(۳۳) عن انسؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لیصلّ احدکم نشاطهٗ واذا فتر فلیقعد
(متفق علیہ)

ترجمہ: انسؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تک طبیعت خوش رہے آدمی نماز پڑھے اور جب تھک جائے تو بیٹھ جائے۔

تشریح: کیونکہ اللہ تعالیٰ دل کی حالت کو دیکھ کر انسان کے عمل کی قدر کرتا ہے۔ اگر دل کی خوشی سے عبادت کر رہا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس عبادت کو پسند فرمائے گا۔ اگر دل اس وقت عبادت کرنے سے بیزار ہو رہا ہے تو بادلِ ناخواستہ رکوع اور سجود کا کیا فائدہ؟

بھوکے، بیمار اور قیدی کے متعلق فرمان :

(۳۴) عن ابی موسیٰؓ قال قال رسول اللہ ﷺ اطعموا الجائع و عودوا المریض و فکّوا العانی (رواہ البخاری)

ترجمہ: ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بھوکے کو کھانا کھلاؤ اور بیمار کی بیمار پرسی کرو اور قیدی کو آزاد کراؤ۔

تشریح: بھوکا آدمی اگر حالتِ اضطراری تک نہیں پہنچا تو کھانا کھلانا سنت ہے اور اگر حالتِ اضطرار تک پہنچ چکا ہے مگر ایک سے زیادہ آدمی اس جگہ کھانا کھلانے کی طاقت رکھتے ہیں۔تو کھلانا فرض کفایہ ہوگا اور اگر ایک ہی شخص فقط کھلا سکتا ہے تو فرض عین ہوگا۔

تکالیف میں نیکیوں کا بڑھنا :

(۳۵) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ یُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَیْرًا یُّصِبْ مِنْهُ.

(رواہ البخاری)

ترجمہ: ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ نیکی کا ارادہ کرتا ہے اس کو تکلیف میں مبتلا کرتا ہے۔

تشریح: اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو جو تکلیف پہنچے گی۔اگر کسی گناہ کے باعث تھی تو گناہ کا کفارہ ہو جائے گی اور اگر بے گناہ ہونے کے باوجود پہنچی تو ترقی درجات کا سبب بن جائے گی۔اور جن پر اس کی نظر عنایت نہ ہو انہیں گناہ پر بھی فوری گرفت نہ ہوگی اسلئے گناہ پر اور زیادہ دلیر ہو جائیں گے اور ایک ہی دفعہ عذاب میں مبتلا ہوں گے (اللّٰهم اعذنا منه)

موت کے وقت تلقین :

(۳۶) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍؓ وَّ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

(رواہ مسلم)

ترجمہ: ابوسعیدؓ سے اور ابوھریرہؓ سے روایت ہے دونوں کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے مرنے والوں کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کیا کرو۔

تشریح: ابوداؤد میں روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جس شخص کا آخری

کلام لا الہ الا اللہ ہو گا وہ بہشت میں داخل ہو گا۔

مُردوں کو گالیاں دینا :

(۳۷) عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا تَسُبُّوا الْاَمْوَاتَ فَاِنَّھُمْ قَدْ اَفْضَوْا اِلٰی مَاقَدَّمُوْا ۔(رواہ البخاری)

ترجمہ: عائشہؓ سے روایت ہے کہتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مُردوں کو گالیاں نہ دو کیونکہ وہ اپنے کیے کو پہنچ چکے ہیں

تشریح: صحیح مسلم میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جب تم کسی مریض یا میت کے پاس جاؤ تو (اس کے حق میں) اچھی بات کہو کیونکہ جو کچھ تم کہتے ہو۔ فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں۔

قبر کی زیب وزینت :

(۳۸) عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَنْ یُّجَصَّصَ الْقَبْرُ وَاَنْ یُّبْنٰی عَلَیْہِ وَ اَنْ یُّقْعَدَ عَلَیْہِ۔(رواہ مسلم)

ترجمہ: جابرؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قبر کو چونے گچ بنانے اور اس پر مکان بنانے اور اس پر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔

تشریح: چونکہ قبر محلِ فنا ہے اور چونا گچ پختہ بنانا دلیل بقاوثبات ہے لہذا اس سے بچنا لازمی قرار دیا گیا۔ علی ہذا القیاس مکان زندوں کے آرام کے لئے ہوتا ہے نہ کہ مُردوں کے لئے۔ اسلئے قبر پر چھت ڈالنے سے منع کیا گیا۔ قبر پر بیٹھنے اور بعض حدیثوں میں اس پر چڑھ کر لتاڑنے سے منع کیا گیا ہے تا کہ میت کی توہین نہ ہو۔

ماتم سے ممانعت :

(۳۹) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَیْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ

وَشَقَّ الْجُيُوْبَ وَدَعَابِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّهِ . (متفق علیہ)

ترجمہ: عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے رخساروں پر ہاتھ مارے اور گریبان کو پھاڑا اور جاہلیت کے زمانہ کے بین کیے وہ ہم سے نہیں ہے۔

تشریح: یہ کافروں کی رسمیں ہیں جن سے بچنا لازم ہے۔ غم اور شدتِ رنج کے باعث آنکھوں سے آنسو بہہ جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے البتہ زبان سے سوائے انا للہ وانا الیہ راجعون یا کسی اور کلمۂ خیر کے اور کچھ نہ نکلنے پائے۔

نیکی کو حقیر مت سمجھو :

(۴۰) عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَاتَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَيْئًاوَّ لَوْ اَنْ تَلْقٰى اَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلِيْقٍ. (رواہ مسلم)

ترجمہ: ابوذرؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نیکی کا کوئی کام بھی حقیر نہ سمجھو اگرچہ خندہ پیشانی سے اپنے بھائی کی ملاقات ہو۔

تشریح: طیبی (شارح مشکوٰۃ) نے کہا ہے۔ معروف ہر نیک کام کو کہتے ہیں خواہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہو یا لوگوں سے نیکی کرتا ہو۔ بال بچوں پر خرچ کرنا اور ان کیساتھ اچھا سلوک کرنا بھی معروف ہے۔ علیٰ ہذا القیاس لوگوں کے ساتھ خندہ پیشانی سے ملنا بھی معروف ہے۔ (مرقاۃ)

جنت میں روزہ داروں کے داخلہ کے لئے الگ دروازہ ہے :

(۴۱) عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِى الْجَنَّةِ ثَمَانِيَةُ اَبْوَابٍ مِّنْهَا بَابٌ يُّسَمّٰى الرَّيَّانَ لَايَدْخُلُهُ اِلَّا الصَّائِمُوْنَ . (متفق علیہ)

ترجمہ : سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

بہشت کے آٹھ دروازے ہیں ان میں سے ایک کا نام ریان ہے اس سے فقط روزہ دار داخل ہوں گے۔

تشریح: قانون شریعت سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح نیک اور بد اعمال کی قسمیں مختلف ہیں اسی طرح ان کی جزا اور سزا کی بھی مختلف قسمیں ہیں اسی بنا پر روزہ داروں کے داخلے کے لئے جنت میں ایک دروازہ ہی الگ ہے جس کا نام ریان ہے۔

دورانِ روزہ جھوٹ بولنے سے ممانعت :

(۴۲) عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ من لم یدع قول الزور والعمل بہ فلیس للہ حاجۃ فی ان یدع طعامہ وشرابہ (رواہ البخاری)

ترجمہ: ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے جھوٹ بولنا اور جھوٹ پر عمل کرنا نہ چھوڑا تو اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکے اور پیاسا رہنے کی کوئی قدر نہیں۔

تشریح: کیونکہ روزہ تو اصلاح اخلاق کے لئے رکھا جاتا ہے۔ جو شخص اس مقصد کو پورا کرنے کی طرف توجہ نہیں کرتا اس کے بھوکے اور پیاسے رہنے سے کیا فائدہ؟

حضور ﷺ کے رمضان کے آخری عشرہ میں عبادت کا حال :

(۴۳) عن عائشۃ قالت کان رسول اللہ ﷺ اذا دخل العشر شد میزرہ واحیی لیلہ وایقظ اھلہ. (متفق علیہ)

ترجمہ: عائشہؓ سے روایت ہے کہا جب رمضان شریف کا آخری عشرہ داخل ہوتا تو آپ ﷺ اپنے تہبند کو مضبوط باندھتے اور رات کو زندہ کرتے اور اپنے گھر والوں کو جگاتے۔

تشریح: ازار کا مضبوط باندھنا کنایہ ہے کہ عبادت میں بے حد کوشش فرماتے تھے اور رات کو زندہ رکھنے سے مراد یہ ہے کہ جاگتے اور نماز اور ذکر الٰہی میں شاغل رہتے۔

بہترین آدمی :

(۴۴) عَنْ عُثْمَانَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ.

(رواه البخاری)

ترجمہ: عثمانؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے بھلا آدمی وہ ہے جس نے قرآن سیکھا اور اُسے سکھایا۔

تشریح: شاہنشاہِ حقیقی عزّ اسمہ وجلّ مجدہ کی بارگاہ میں اس شخص سے بڑھ کر کون عزت پا سکتا ہے جو اس کے نازل کردہ قانون (قرآن حکیم) کو سیکھے اور لوگوں کو سکھائے کیونکہ بادشاہ کی وفاداری اور بغاوت کا دارومدار اس کے قانون کی قدر شناسی پر موقوف ہے۔

اللہ کی یاد کرنے والا زندہ اور ذکر سے غافل مردہ :

(۴۵) عَنْ اَبِیْ مُوْسٰیؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَثَلُ الَّذِیْ يَذْكُرُ رَبَّهٗ وَالَّذِیْ لَا يَذْكُرُ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ (متفق علیه)

ترجمہ: ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس شخص کی مثال جو اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور جو نہیں کرتا زندہ اور مُردہ کی سی ہے۔

تشریح: جس طرح زندہ اپنے ظاہر کو سنوارتا ہے اور ہر ایک تصرف کر سکتا ہے اور مُردے کا ظاہر بے حس اور باطن میں سکوت وخاموشی اس پر طاری ہے اسی طرح ذاکر کا ظاہر نورِ اطاعت وفرمانبرداری سے آراستہ ہے اور اس کا باطن نورِ معرفت سے روشن ہے اور غافل ظاہری اطاعت سے بیکار اور باطن میں اندھا ہے۔

توبہ کا قبول ہونا :

(۴۶) عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اعْتَرَفَ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ. (متفق علیه)

ترجمہ: عائشہؓ سے روایت ہے کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بندہ جب گناہ کا اعتراف کرتا ہے۔ پھر توبہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔

تشریح: توبہ کی قبولیت کے لئے تین شرطیں ہیں ۔ گذشتہ گناہ پر نادم (یعنی شرمندہ) اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرے اور اب گناہ کرنے سے باز آجائے۔

حلال، حرام کی تمیز :

(۴۷) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَاْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَا یُبَالِی الْمَرْءُ مَا اَخَذَهٗ اَمِنَ الْحَلَالِ اَمْ مِنَ الْحَرَامِ۔ (رواہ البخاری)

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی اس بات کی پرواہ نہیں کرے گا۔ کہ جو کچھ اس نے لیا ہے وہ حلال سے ہے یا حرام سے۔

تشریح: جب رزق میں حلال اور حرام کی پرواہ نہیں رہے گی تو عبادت کی توفیق کیسے ہوگی؟ اور اگر کر بھی لی تو قبولیت کیسے پائے گی۔

ہر معاملے میں نرمی اختیار کرو :

(۴۸) عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا سَمْحًا اِذَا بَاعَ وَاِذَا اشْتَرٰی وَاِذَا اقْتَضٰی۔ (رواہ البخاری)

ترجمہ: جابرؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ رحم کرے اس شخص پر جو جب بیچتا ہے اور خرید کرتا ہے اور قرض کا تقاضا کرتا ہے تو نرمی کرتا ہے۔

تشریح: اس حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ نے اس نرم طبیعت والے مسلمان کے لئے دعاء رحمت فرمائی ہے جو خرید و فروخت اور مقروض سے قرض خواہی کے وقت نرمی سے پیش آتا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسا بننے کی توفیق دے آمین۔

سود خور لعنتی ہے :

(۴۹) عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اٰكِلَ الرِّبٰوا وَمُوْكِلَهٗ وَ كَاتِبَهٗ وَ شَاهِدَيْهِ وَقَالَ هُمْ سَوَآءٌ ۔(رواہ مسلم)

ترجمہ: جابرؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے، کھلانے والے، لکھنے والے اور دونوں گواہوں پر لعنت بھیجی ہے اور آپ نے فرمایا سب پر لعنت برابر ہے۔

تشریح: سود خواری اعلیٰ درجہ کی بداخلاقی ہے لہذا جو شخص بھی اس میں شامل ہوگا۔ وہ مجرم قرار دیا جائے گا۔ گناہ میں تو سب شامل ہوں گے البتہ حصے کے تھوڑے یا زیادہ ہونے کا فرق ضرور رہے گا۔

تنگ دست اور مقروض کو مہلت دینا :

(۵۰) عَنْ اَبِی الْیَسَرِؓ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ مَنْ اَنْظَرَ مُعْسِرًا اَوْ وَضَعَ عَنْهُ اَظَلَّهُ اللّٰهُ فِیْ ظِلِّهٖ ۔ (رواہ مسلم)

ترجمہ: ابوالیسرؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا جو شخص تنگدست کو مہلت دے یا اسے قرض معاف کردے۔ اُسے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے سایہ میں جگہ دے گا۔

تشریح: یعنی اس شخص کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کی گرمی سے بچائے گا یا اسے اپنے عرش کے سائے کے نیچے بٹھائے گا۔

لوٹنے اور مثلہ کی ممانعت :

(۵۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِؓ ابْنِ یَزِیْدَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهٗ نَهٰی عَنِ النُّهْبَةِ وَ الْمُثْلَةِ ۔(رواہ البخاری)

ترجمہ : عبداللہ بن یزیدؓ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں کہ

آپؐ نے لوٹنے اور انسانی اعضاء کے کاٹنے سے منع فرمایا ہے۔

تشریح: ایک حدیث شریف میں ہے جس کا کھانا پینا، پہننا حرام کے مال سے ہو۔ اس کی دعا کیسے قبول ہو۔ لہذا لوٹنے والا ایک تو دوسرے بھائی کا مجرم ہوگا علاوہ اس کے عبادت قبول نہ ہونے سے مردودِ بارگاہ الٰہی بھی ہوگا۔ مُثلہ یہ ہے کہ کسی کو ناک یا کان یا کسی اور عضو کے کاٹنے کی سزا دی جائے یہ حرام ہے۔ ہاں قصاص کے طور پر ہو تو جائز ہوگی۔

سوکن کے ساتھ اچھے سلوک کا حکم :

(۵۲) عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَاتَسْأَلِ الْمَرْأَۃُ طَلَاقَ اُخْتِھَالِتَسْتَفْرِغَ صَحْفَتَھَاوَلْتَنْکِحْ فَاِنَّ لَھَا مَاقُدِّرَلَھَا. (متفق علیہ)

ترجمہ: ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی عورت اپنی بہن کی طلاق نہ مانگے تاکہ جو اس کے پیالہ میں ہے وہ بھی آپ لے لے اور اسے چاہیئے کہ اس خیال کو چھوڑ کر نکاح کرلے کیونکہ اس کی تقدیر اس کے ساتھ ہے۔

تشریح: اس حدیث شریف میں سوکن کے لئے بہن کا لفظ استعمال کیا گیا ہے کیونکہ وہ دین میں بہن ہی ہے اور بہن کا لفظ اس لئے استعمال کیا گیا ہے تاکہ یہ سوکن اس کے ساتھ بہنوں کا سا سلوک کرے۔ سوکن کے پیالہ کو الٹ لینے سے یہ مراد ہے کہ خاوند جو حقوق اس کے ادا کر رہا ہے وہ بھی اسے ہی مل جائیں اس خیال سے پہلی کو طلاق نہ دلوائے جو مقدر ہے مل کر رہے گا۔

نسبی اور رضاعی رشتوں کی حرمت :

(۵۳) عَنْ عَائِشَۃَؓ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَۃِ مَایَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعہ مَایَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَۃِ. (رواہ البخاری)

ترجمہ: عائشہؓ سے روایت ہے کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا [illegible] قد [illegible]

رشتے حرام ہیں اسی قدر رضاعی رشتے بھی حرام ہیں۔

تشریح: البتہ بعض مسائل میں فرق ضرور ہے جن کی تفصیل فقہ کی کتابوں سے مل سکتی ہے۔

ولیمہ سنت ہے:

(۵۴) عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ مَآاَوْلَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْ نِّسَآئِہٖ مَااَوْلَمَ عَلٰی زَیْنَبَ اَوْلَمَ بِشَاۃٍ. (متفق علیہ)

ترجمہ: انسؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ جیسا ولیمہ آپؐ نے حضرت زینبؓ کے نکاح پر کیا ویسا دوسری بیبیوں میں سے کسی کا نہیں کیا (زینب کے نکاح پر) ایک بکری سے ولیمہ کیا۔

تشریح: ولیمہ کرنا سنت ہے۔ دو چیزوں کا لحاظ اس میں ضرور رکھا جائے۔ اپنی وسعت کے مطابق ہو اور نام ونمود مطلوب نہ ہو۔ چنانچہ بعض اوقات رسول اللہ ﷺ نے اپنے ایسے ولیمے بھی کیے ہیں جن میں نہ روٹی نہ گوشت تھا بلکہ محض کھجور، پنیر اور گھی تھا۔

قیامت کے دن سب سے پہلے فیصلے خون کے ہوں گے:

(۵۵) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِؓ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَوَّلُ مَایُقْضٰی بَیْنَ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فِی الدِّمَآءِ (متفق علیہ)

ترجمہ: عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن سب سے پہلے فیصلے خونوں کے متعلق ہوں گے۔

تشریح: یعنی حقوق العباد میں سب سے پہلے فیصلہ خون کا ہوگا۔ یہ اس حدیث شریف کے مخالف نہیں ہے جس میں آیا ہے کہ سب سے پہلے نماز کے متعلق حساب وکتاب ہوگا۔

آگ کا عذاب دینا صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے :

(۵۶) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ النَّارَ لَا یُعَذِّبُ بِھَا اِلَّا اللّٰہُ.

(متفق علیہ)

ترجمہ: عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آگ کا عذاب سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہ دے۔

تشریح: لہذا کسی شخص کو یہ حق نہیں ہے کہ کسی مجرم کو آگ میں ڈالنے کی سزا دے۔

گناہ کے کاموں میں نافرمانی کرنے کا حکم :

(۵۷) عَنْ عَلِیٍّؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا طَاعَۃَ فِیْ مَعْصِیَۃٍ اِنَّمَا الطَّاعَۃُ فِی الْمَعْرُوْفِ.

(متفق علیہ)

ترجمہ: علیؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گناہ میں کسی کا کہنا نہ مانا جائے سوائے اس کے نہیں کہ فرمانبرداری نیکی میں ہوتی ہے۔

تشریح: یعنی بادشاہ یا ماں باپ یا استاد اللہ تعالیٰ کی مخالفت کرانا چاہیں تو فرمانبرداری نہیں کی جائے گی۔ ہاں جس سے شریعت نہیں روکتی اس میں فرمانبرداری کا حق ادا کیا جائے۔ (مرقاۃ)

نفرت پیدا نہ کرو :

(۵۸) عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا وَسَکِّنُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا.

(متفق علیہ)

ترجمہ: انسؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آسانی کرو اور تنگی نہ کرو اور لوگوں کو اطمینان دلاؤ ان کی طبیعت میں نفرت نہ پیدا کرو۔

تشریح: یعنی دین کے پھیلانے میں آسانی کرو اور تنگی نہ کرو اور لوگوں کو اطمینان

دلاؤ۔ان کی طبیعتوں میں نفرت نہ پیدا کرو۔

سب سے برا مرد :

(۵۹) عَنْ عَآئِشَةَؓ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِنَّ اَبْغَضَ الرِّجَالِ اِلَی اللّٰہِ اَلا لَدُّ الْخصِمُ.

(متفق علیہ)

ترجمہ: عائشہؓ سے روایت ہے کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مردوں میں سب سے زیادہ برا اللہ تعالیٰ کے ہاں سخت جھگڑالو ہے۔

تشریح : یہ شخص اس لئے مبغوض ہے کہ اس کے حق میں ہر شخص کے دل سے بددعا نکلے گی۔

جہاد میں شمولیت کا حکم :

(۶۰) عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَغَدْوَۃٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَوْ رَوْحَۃٌ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا .(متفق علیہ)

ترجمہ: انسؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی راہ (یعنی جہاد) میں ایک دن صبح کو جانا یا ایک دن شام کو جانا ساری دنیا سے بہتر ہے۔

تشریح: یعنی ساری دنیا کی نعمتوں کو ایک طرف رکھا جائے اور اس آدھے دن کا اجر جو ملنے والا ہے دوسری طرف رکھا جائے تو یہ اجر ان سے بہتر ہوگا۔

اللہ کی راہ میں غبار آلود قدموں کی عظمت :

(۶۱) عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَا اغْبَرَّتْ قَدَمَا عَبْدٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَتَمَسَّہُ النَّارُ .(رواہ البخاری)

ترجمہ: ابوعبسؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انسان کے دو قدم اللہ تعالیٰ کی راہ میں غبار آلودہ ہوں پھر دوزخ میں جائیں یہ نہیں ہوسکتا۔

تشریح: غازی کے لئے یہی اجر ہے بشرطیکہ بعد میں اس سے دوسرے فرائض کا ترک نہ ہو۔ مثلاً نماز کا ترک کرنا۔ روزے کا چھوڑنا، زکوٰۃ نہ دینا یا قطع رحمی کرنا۔

سوائے قرض شہید کے تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں :

(۶۲) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْروبْنِ الْعَاصِ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ الْقَتْلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ یُکَفِّرُ کُلَّ شَیْءٍ اِلَّا الدَّیْنَ. (رواہ مسلم)

ترجمہ: عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل ہوجانے سے سوائے قرض کے باقی سب گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔

تشریح: اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہونے سے پہلے جو حقوق اللہ ترک کیے تھے وہ تو معاف ہوجائیں گے مگر حقوق العباد معاف نہیں ہوں گے۔

سب سے بڑا جھوٹ :

(۶۳) عَنِ ابْنِ عُمَرؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مِنْ اَفْرَی الْفِرٰی اَنْ یُّرِیَ الرَّجُلُ عَیْنَیْهِ مَالَمْ تَرَیَا. (رواہ البخاری)

ترجمہ: عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے کہ دکھائے آدمی دونوں آنکھوں کو جو انہوں نے نہیں دیکھا۔

تشریح: سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے کہ یہ کہے میں نے فلاں چیز خواب میں دیکھی ہے۔ حالانکہ کچھ بھی نہ دیکھا ہو۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ ہے۔ (مرقاۃ)

سلام کہنے کا حکم :

(۶۴) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُسَلِّمُ الصَّغِیْرُ عَلَی الْکَبِیْرِ وَالْمَارُّ عَلَی الْقَاعِدِ وَالْقَلِیْلُ عَلَی الْکَثِیْرِ. (رواہ البخاری)

ترجمہ: ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چھوٹا ...

پر اور گزرنے والا بیٹھنے والے پر اور تھوڑے آدمی زیادہ پر سلام کہیں۔

تشریح: دوسری حدیث شریف ہے کہ سلام دینے سے آپس میں محبت پیدا ہوگی۔ واقعی جب ایک مسلمان دوسرے کو خندہ پیشانی سے سلام کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک طرح کی فرحت پیدا ہوتی ہے چونکہ مسلمان کے باہمی تعلقات کی درستی شارع کا نصب العین ہے۔ اسی لئے شرعاً مسلمان کے ذمہ لازم کیا گیا ہے کہ جب دوسرے بھائی سے ملے تو اسے سلام کہے۔

سونے کا طریقہ :

(۶۵) عَنْ جَابِرٍؓ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ لَایَسْتَلْقِیَنَّ اَحَدُکُمْ ثُمَّ یَضَعُ اِحْدٰی رِجْلَیْهِ عَلَی الْاُخْرٰی (رواہ مسلم)

ترجمہ: جابرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پیٹھ کے بل لیٹ کر اپنا ایک پاؤں دوسرے پر کوئی نہ چڑھائے۔

تشریح: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تہبند کا رواج تھا۔ تہبند والا اگر اس طرح کرے تو شرمگاہ کے ننگے ہو جانے کا گمان غالب ہے۔

زبان اور شرمگاہ کی حفاظت :

(۶۶) عَنْ سَهْلٍؓ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ یَّضْمَنْ لِّیْ مَابَیْنَ لَحْیَیْهِ وَمَا بَیْنَ رِجْلَیْهِ اَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ (رواہ البخاری)

ترجمہ: سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص میرے لئے اپنے دو جبڑوں کے درمیان والی زبان اور دونوں پاؤں کے درمیان والی شرمگاہ کا ضامن ہو جائے میں اس کے لئے بہشت کا ضامن ہوں۔

تشریح: یعنی جو شخص اپنی زبان اور شرمگاہ کے بے جا استعمال نہ کرنے کا مجھ سے عہد کرے تو میں اس کے لئے بہشت کا ضامن ہو جاتا ہوں۔ (مرقاۃ)

کسی مسلمان کو کافر نہ کہو :

(۶۷) عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ ﷺ ایما رجلٍ قال لا خیہ کافر" فقدباء بھا احدھما (متفق علیہ)

ترجمہ: عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے اپنے بھائی کو کافر کہا ان دونوں میں سے ایک تو ہو جائے گا۔

تشریح: غرضیکہ کسی کافر کو کافر کہنے میں کوئی حرج نہیں ہے البتہ مسلمان کو کافر کہنے سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

صلہ رحمی کا حکم :

(۶۸) عن انسؓ قال قال رسول اللہ ﷺ من احب ان یبسط لہ فی رزقہ و ینسأ لہ فی اثرہ فلیصل رحمہ (متفق علیہ)

ترجمہ: انسؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص چاہے کہ اس کے رزق میں کشادگی ہو اور اس کی عمر دراز ہو تو صلہ رحمی کرے۔

تشریح: بعض حضرات نے کہا ہے کہ صلہ رحمی سے عمر تو نہیں بڑھتی۔ البتہ صلہ رحمی کرنے سے اس کا ذکر خیر دنیا میں رہے گا۔ اثر باقی رہنے کا یہی مطلب ہے۔ بعض کی رائے ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے نیک اولاد عطا فرمائے گا جو اس کا نام باقی رکھے گی۔ اور تحقیق یہ ہے کہ صلہ رحمی عمر بڑھنے کا سبب ہے جیسے عالم اسباب میں چیزوں کے سبب ہوتے ہیں۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ کے علم کے لحاظ سے زیادتی اور کمی نہیں ہوتی (لمعات)

قطع رحمی کرنے والا جہنمی ہوگا :

(۶۹) عن جبیرؓ بن مطعم قال قال رسول اللہ ﷺ لایدخل الجنۃ قاطع" (متفق علیہ)

ترجمہ: جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قطع رحمی

کرنے والا بہشت میں (اولاً) داخل نہیں ہوگا۔

تشریح: بہشت خلق اللہ سے دعائیں لینے والوں کا مقام ہے نہ کہ لوگوں کو ستا کر بددعائیں لینے والوں کا۔

بیٹیوں کی پرورش اور نبوی انعام :

(۷۰) عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ عَالَ جَارِیَتَیْنِ حَتّٰی تَبْلُغَا جَآءَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَنَا وَھُوَ ھٰکَذَا وَضَمَّ اَصَابِعَہٗ (رواہ مسلم)

ترجمہ: انسؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے بالغ ہونے تک دو لڑکیاں پالیں قیامت کے دن میں اور وہ اس طرح آئیں گے اور اپنی انگلیوں کو ملا کر دکھایا۔

تشریح: صنفِ نازک کی خدمت کرنا، دنیا دار محض تاوان اور بارِگراں خیال کرتے ہیں اس لئے اس بے کس مخلوق کی خدمت پر اجرِ عظیم کا وعدہ دیا گیا تا کہ ہر مسلمان شوق سے اس کی تربیت کرے۔

ہمسائے کو تکلیف مت دو :

(۷۱) عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَایَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مَنْ لَّا یَاْمَنُ جَارُہٗ بَوَآئِقَہٗ. (رواہ مسلم)

ترجمہ: انسؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ شخص بہشت میں نہیں جائے گا جس کے ہمسائے اس کی تکالیف سے محفوظ نہ ہوں۔

تشریح: یعنی اس گناہ کے باعث پہلے پہل نہیں جا سکتا۔ یہ الگ چیز ہے کہ دوزخ میں سزا بھگت کر بہشت میں جا پہنچے۔

پہلوان کون ہے ؟

(۷۲) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَیْسَ الشَّدِیْدُ بِالصُّرَعَۃِ اِنَّمَا

الشَّدِیْدُ الَّذِیْ یَمْلِکُ نَفْسَہٗ عِنْدَ الْغَضَبِ (متفق علیہ)

ترجمہ: ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پہلوان پچھاڑنے سے نہیں ہوتا سوائے اس کے نہیں پہلوان وہ شخص ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے۔

دنیا میں ظلم قیامت کے دن ظلمت کا باعث ہوگا:

(۷۳) عَنِ ابْنِ عُمَرؓ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ الظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ یَّوْمَ الْقِیَامَةِ (متفق علیہ)

ترجمہ: عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ظلم قیامت کے دن کئی اندھیرے ہوگا۔

تشریح: جس طرح نیک عملوں کے سبب قیامت کے دن مومنوں کو نور نصیب ہوگا۔ اسی طرح ظلم کے سبب سے ظلمت ہوگی۔ جتنے کسی نے زیادہ ظلم کیے ہوں گے۔ اتنی ہی ظلمتیں زیادہ ہوں گی۔

مومن کے لئے قید خانہ:

(۷۴) عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَ جَنَّةُ الْکَافِرِ

(رواہ مسلم)

ترجمہ: ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دنیا مومن کا قید خانہ اور کافر کا بہشت ہے۔

تشریح: جس طرح مومن کے حق میں دنیا بمقابلہ بہشت کے قید خانہ ہے اسی طرح کافر کے لئے دنیا بمقابلہ دوزخ کے بہشت ہے۔

رزق بقد[illegible]بت ہو:

(۷۵) عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَةَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اللّٰہُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ اٰلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا وَفِیْ

رِوَایَةٍ کَفَافًا(متفق علیہ)

ترجمہ: ابوھریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اللہ ! محمد ﷺ کی اولاد کا رزق قوت اور ایک روایت میں بقدر کفایت ہو۔

تشریح: یعنی اتنا رزق دے جس سے بھوکے نہ رہنے پائیں۔

مال واسباب کی بہتات :

(۷۶) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَیْسَ الْغِنٰی عَنْ كَثْرَتِ الْعَرَضِ وَلٰكِنَّ الْغِنٰی غِنَی النَّفْسِ(متفق علیہ)

ترجمہ: ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مال واسباب کی بہتات سے غنا نہیں ہوتی بلکہ غنا دل کی بے پروائی کا نام ہے۔

تشریح: دنیا کے ساز وسامان کی کثرت سے آدمی آسودہ نہیں ہوتا۔ آسودہ حال وہ شخص ہے جس کے دل کو اللہ تعالیٰ نے مطمئن کر دیا ہے خواہ سامان دنیا کی بہتات نہ بھی ہو۔

مال اور عمر کی حرص جوان رہتی ہے :

(۷۷) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ یَهْرَمُ ابْنُ آدَمَ وَیَشِبُّ مِنْهُ اثْنَانِ اَلْحِرْصُ عَلَی الْمَالِ وَالْحِرْصُ عَلَی الْعُمُرِ(متفق علیہ)

ترجمہ: انسؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جوں جوں انسان بوڑھا ہوتا ہے توں توں دو چیزیں اس کی جوان ہوتی ہیں ۔ مال کی حرص اور عمر کی حرص۔

تشریح: مال اور عمر کی حرص انسان کی فکر عاقبت سے غافل بنانے والی ہے۔ شیطان چاہتا ہے کہ انسان غافل رہے یہاں تک کہ پیغامِ موت آجائے۔ مسلمان کو چاہئے کہ بڑھاپے میں موت کو زیادہ یاد کرے اور زادِ راہِ آخرت کی فکر کرے۔

اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ انسان :

(۷۸) عَنْ سعدٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِیَّ الْغَنِیَّ الْخَفِیَّ۔

(رواہ مسلم)

ترجمہ: سعدؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس بندے کو پسند فرماتا ہے جو پرہیزگار غنی اور لوگوں کی نظروں سے چھپنے والا ہو۔

تشریح: اللہ تعالیٰ پرہیزگار خلق خدا سے بے پروا اور عبادت کے لئے کنارہ کش ہونے والے کو پسند کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک قلوب و اعمال کی اہمیت ہے :

(۷۹) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ اللّٰہَ لَایَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَ اَمْوَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَّنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَاَعْمَالِکُمْ (رواہ مسلم)

ترجمہ: ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور مالوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور عملوں کو دیکھتا ہے۔

تشریح: اعمال کی قیمت کا دارومدار دل کی حالت پر ہے۔ اگر دل میں اخلاص ہے تو اعمال مقبول اور اگر نیت لوگوں کو دکھلانے اور سنانے کی ہے تو اعمال مردود ہوں گے۔

ریاکار کو آخرت میں کچھ نہیں ملے گا :

(۸۰) عَنْ جُنْدُبٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰہُ بِہٖ وَمَنْ یُّرَآئِیْ یُرَائِی اللّٰہُ بِہٖ (متفق علیہ)

ترجمہ: جندبؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو (اپنا عمل) سنانا چاہے اللہ تعالیٰ لوگوں کو سنا دیتا ہے اور جو دکھانا چاہے اللہ تعالیٰ (اس کا عمل) لوگوں کو دکھا دیتا ہے۔

تشریح: مگر ایسے شخص کو آخرت میں کوئی جزائے خیر نہیں ملے گی بلکہ عذاب ہوگا۔

روزِ قیامت کا خوف :

(۸۱) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ اَبُوالْقَاسِمِ ﷺ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا وَّ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا (رواه البخاری)

ترجمہ: ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہا ابوالقاسم ﷺ نے فرمایا خدا تعالیٰ کی قسم اگر تم وہ چیز جانو جو میں جانتا ہوں تو تم زیادہ روؤ اور تھوڑا ہنسو۔

تشریح: یعنی نافرمانوں کے لئے جو سزائیں تجویز شدہ ہیں اور جو جرح ان پر ہونے والی ہے اور جو راز کھلنے والے ہیں اگر تمہیں معلوم ہوں تو زیادہ روؤ اور کم ہنسو۔

قیامت کے دن ہونے والے سلوک سے لاعلمی :

(۸۲) عَنْ اُمِّ الْعَلَاءِؓ الْاَنْصَارِيَّةِ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاللّٰهِ لَا اَدْرِیْ وَاللّٰهِ لَا اَدْرِیْ وَاَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا يُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِكُمْ. (کمافی المشکوة رواه البخاری)

ترجمہ: اُمّ العلاءؓ انصاریہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خدا کی قسم میں نہیں جانتا۔ خدا کی قسم میں نہیں جانتا حالانکہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں کہ میرے اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا۔

تشریح: حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے وجود اقدس سے علم غیب کی نفی فرما رہے ہیں۔ یعنی جو آپ کے حق میں مقدر ہے یا دوسروں کے حق میں جو کچھ علم الٰہی میں مضمر ہے اس کا علم نہیں رکھتے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ کو اپنی نجات کا بھی یقین نہیں ہے کیونکہ دوسری احادیث اس کے متعلق موجود ہیں (مرقاۃ) مذکور الصدر شرح تو ملا علی قاریؒ نے کی ہے۔ اس میں جمال کے باعث اخلاق آ گیا ہے۔ لہذا مسلک اہلسنت والجماعت کی بنا پر اس مسئلے میں یوں عقیدہ رکھا جائے کہ خزانہ غیب سے جتنا علم اللہ تعالیٰ نے آپ کو

عطا فرمایا اتنا آپ نے پایا۔ مثلاً قرآن حکیم خزانہ غیب ہی کا عطیہ ہے اور احادیث نبویہؐ (جن میں معانی کا القاء ہوا اور الفاظ رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک نے تجویز فرمائے) بھی خزانہ غیب سے عطا ہوئیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو خزانہ غیب سے اتنا علم عطا فرمایا کہ اولین اور آخرین میں سے کسی کو بھی عطا نہیں کیا۔

قیامت کے دن ہر انسان اپنی اصلی حالت پر اُٹھے گا :

(۸۳) عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُبْعَثُ كُلُّ عَبْدٍ عَلٰى مَامَاتَ عَلَيْهِ.

(رواہ مسلم)

ترجمہ: جابرؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر انسان کو اس حالت پر اٹھایا جائے گا جس پر وہ مرا تھا۔

تشریح: یعنی کفر اور ایمان یا اطاعت اور نافرمانی۔ غرضیکہ جیسی حالت میں دنیا سے رخصت ہوا ہے قیامت کے دن اسی طرح اٹھے گا۔

آدمی اور آدمیت :

(۸۴) عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّمَا النَّاسُ كَالْاِبِلِ الْمِائَةِ لَا تَكَادُ تَجِدُ فِيْهَا رَاحِلَةً. (متفق علیه)

ترجمہ: عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں کی مثال ایسے اونٹوں کی ہے کہ سو میں سے ایک کا سواری کے لئے ملنا بھی مشکل ہے۔

تشریح: حاصل یہ ہے کہ آدمی تو سب ہیں مگر آدمیت کسی کسی میں ہوتی ہے۔

فتنوں کے دنوں میں عبادت :

(۸۵) عَنْ مُعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْعِبَادَةُ فِي الْهَرْجِ كَهِجْرَةٍ اِلَيَّ.

(رواہ مسلم)

ترجمہ: معقلؓ بن یسار سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فتنے کے دنوں میں عبادت کرنا میری طرف ہجرت کرنے کا حکم رکھتی ہے۔

تشریح: فتنہ کی پریشانیوں میں بھی عبادت کا نبھانا اتنا مشکل ہے جتنا وطن ودیار کو خیر باد کہہ کر رسول اللہ ﷺ کی طرف چل دینا۔ پھر جیسا اس ہجرت کا اجر ہے ویسا ہی اس عبادت کا اجر ہوگا۔

جھوٹوں سے بچو :

(۸۶) عَنْ جَابِرٍؓ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ كَذَّابِيْنَ فَاحْذَرُوْهُمْ. (رواہ مسلم)

ترجمہ: جابرؓ بن سمرہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے قیامت سے پہلے کئی جھوٹے پیدا ہوں گے ان سے بچنا۔

تشریح: کذاب سے مراد جھوٹی روایتیں بنانے والے یا جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرنے والے ہیں مسلمانوں کا فرض ہے کہ ایسے بے ایمانوں کے دام سے اپنے آپ کو بچائیں۔

سورج، چاند قیامت کے دن ختم ہو جائیں گے :

(۸۷) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ مُكَوَّرَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (رواہ البخاری)

ترجمہ : ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سورج اور چاند قیامت کے دن لپیٹے جائیں گے۔

تشریح: جب تک انسان کا بقا عالم ناسوت میں مطلوب ہے اس وقت تک ان دونوں کی ضرورت ہے جب جہاں فنا ہو جائے گا انہیں بھی ختم کر دیا جائے گا۔

جنت کی نعمتیں

(۸۸) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ يَّدْخُلُ الْجَنَّةَ يَنْعَمُ وَلَا يَبْأَسُ وَلَا

يَبْلٰى ثِيَابُهٗ وَلَا يَفْنٰى شَبَابُهٗ(رواه مسلم)

ترجمہ: ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص بہشت میں جائے گا نعمت پائے گا اور کوئی تکلیف نہیں اٹھائے گا اور نہ اس کے کپڑے پرانے ہوں گے اور نہ اس کی جوانی فنا ہوگی۔

تشریح: اس فانی جہان میں جس طرح نعمتوں پر زوال آتا ہے مثلاً جوانی کے بعد بڑھاپا، نئی چیز کا پرانا ہو جانا، بہشت میں نعمت پر زوال نہیں آئے گا۔

نرم دل لوگ :

(۸۹) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اَقْوَامٌ اَفْئِدَتُهُمْ مِثْلُ اَفْئِدَةِ الطَّيْرِ(رواه مسلم)

ترجمہ: ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بہشت میں کئی قومیں ایسی داخل ہوں گی ان کے دل پرندوں کے دلوں کے سے ہوں گے۔

تشریح: جس طرح پرندے کا دل نرم ہوتا ہے۔ اسی طرح ان کے دل اللہ تعالیٰ کے خوف سے نرم ہوں گے۔ بعض کی رائے ہے کہ جس طرح پرندہ اپنے رزق کی تلاش میں خدا تعالیٰ پر اعتماد کرتا ہے اسی طرح وہ بھی متوکل علی اللہ ہوں گے۔ (لمعات)

نورِ الٰہی :

(۹۰) عَنْ اَبِیْ ذَرٍّؓ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ هَلْ رَاَيْتَ رَبَّكَ قَالَ نُوْرٌ اَنّٰى اَرَاهُ.

(رواه مسلم)

ترجمہ: ابوذرؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے آپ نے فرمایا وہ نور ہے میں اسے کیسے دیکھ سکتا ہوں۔

تشریح: یہ لفظ انّٰی ہے ہمزہ کے فتح اور نون کی شد کے ساتھ اس حدیث کے

سارے راوی اسی طرح بیان کرتے ہیں معنیٰ اس کے یہ ہیں کہ اس کی ذات کا حجاب نور ہے اس نور کا کمال ذات کے ادراک سے منع کرتا ہے ایک حدیث شریف میں ہے۔ رَاَیْتُ نُوْرًا میں نے نور دیکھا۔ اس سے مراد بھی وہی معنیٰ ہے کہ میں نے نور کو دیکھا۔ ذات کو نہیں دیکھا۔ (لمحات ملخصاً)

آدم کی پیدائش :

(۹۱) عَنْ عَائِشَةَؓ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُوْرٍ وَّ خُلِقَ الْجَآنُّ مِنْ مَّارِجٍ مِنْ نَّارٍ وَّ خُلِقَ اٰدَمُ مِمَّا وُصِفَ لَكُمْ .(رواہ مسلم)

ترجمہ: عائشہؓ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا فرشتے نور سے پیدا کیے گئے ہیں اور جن آگ کے شعلے سے اور آدم علیہ السلام اس سے جو تم سے بیان کی گئی ہے۔

تشریح: یہی وجہ ہے کہ ہر ایک سے اپنے اپنے مادہ خلقت کے لحاظ سے مختلف قسم کے افعال صادر ہوتے ہیں۔ ملائکہ عظام سے نافرمانی ہوتی ہی نہیں کیونکہ وہ نوری ہیں۔ جنوں سے زیادہ تر نافرمانی ہوتی ہے۔ کیونکہ آگ اپنی سوزش کے باعث حدِّ اعتدال سے متجاوز ہے اور آدمی مٹی سے پیدا شدہ ہے اس کے اندر اپنی مال اندیشی نہیں ہے اسلئے جن (جو شیطان کے نائب ہیں) اسے گمراہ کر لیتے ہیں۔

ابراہیم علیہ السلام اور ختنہ :

(۹۲) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اخْتَتَنَ اِبْرَاهِيْمُ النَّبِیُّ وَهُوَ ابْنُ ثَمَانِيْنَ سَنَةً بِالْقُدُّوْمِ (متفق علیہ)

ترجمہ: ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے اسی (۸۰) سال کی عمر میں قدوم میں ختنہ کیا تھا۔

تشریح: موطا امام مالکؒ میں ہے۔ اس وقت آپ کی عمر ایک سو بیس (۱۲۰) سال کی تھی۔ مگر اسی (۸۰) سال والا قول زیادہ صحیح ہے۔ قدوم بڑھئی کے ایک ہتھیار کو بھی کہتے ہیں اور اس جگہ کو بھی کہتے ہیں۔ جہاں انہوں نے ختنہ کیا تھا۔

یونس بن متیٰ کے متعلق ہدایت :

(۹۳) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا یَنْبَغِیْ لِعَبْدٍ اَنْ یَّقُوْلَ اِنِّیْ خَیْرٌ مِّنْ یُوْنُسَ ابْنِ مَتّٰی (متفق علیه)

ترجمہ: ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی شخص کو یہ حق نہیں کہ یہ کہے کہ میں یونس بن متیٰ سے بہتر ہوں۔

تشریح: اس عبارت کی دو توجیہیں ہوسکتی ہیں۔ یا تو یہ کہا جائے کہ رسول اللہ اس بات سے منع فرما رہے ہیں کہ آپ کو یونس بن متی پر فضیلت نہ دی جائے۔ اور یا یہ مطلب ہے کہ کہ کوئی شخص بھی اپنے آپ کو یونس بن متیٰ سے بہتر خیال نہ کرے۔

زکریا علیہ السلام بڑھئی تھے :

(۹۴) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ کَانَ زَکَرِیَّآءُ نَجَّارًا (رواه مسلم)

ترجمہ: ابوھریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا زکریا علیہ السلام بڑھئی تھے۔

تشریح: اس سے معلوم ہوا کہ کسی شخص کو بلحاظ کسی کسب کے ذلیل نہ سمجھا جائے۔ عام طور پر یہ لوگ بڑھئی کو حقیر خیال کرتے ہیں حالانکہ زکریا علیہ السلام باوجود نبی ہونے کے یہ کسب کیا کرتے تھے۔

اولادِ آدم کے سردار :

(۹۵) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَاَوَّلُ مَنْ

يُنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَاَوَّلُ شَافِعٍ وَّ اَوَّلُ مُشَفَّعٍ(رواه مسلم)

ترجمہ: ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں قیامت کے دن آدم علیہ السلام کی ساری اولاد کا سردار ہوں گا۔ اور پہلا شخص ہوں گا جس کی قبر کھلے گی اور پہلا شفاعت کرنے والا اور جس کی شفاعت قبول کی گئی ہو۔

تشریح: قیامت کے دن کی قید اس واسطے فرمائی کہ آپ کی سرداری کے آثار کا ظہور اس دن ہوگا اس دن ظاہر ہو جائے گا کہ قربِ الٰہی میں جو درجہ آپ کا ہے وہ کسی کو حاصل نہیں ہے۔

امتِ محمدیہ کی کثرت :

(۹۶) عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنَا اَكْثَرُ الْاَنْبِيَاءِ تَبَعًا يَّوْمَ الْقِيَامَةِ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ يَّقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ(رواه مسلم)

ترجمہ: انسؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن سارے نبیوں میں سے میرے فرمانبردار زیادہ ہوں گے اور میں سب سے پہلے بہشت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا۔

تشریح: اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں سب انبیاء علیہم السلام سے زیادہ آپ کو کامیابی حاصل ہوئی اور قیامت کے دن بھی تمام انبیاء علیہم السلام اور ان کی امتوں کے لئے جنت کا دروازہ آپ ہی کھولیں گے۔ وَذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔

اخلاقِ حمیدہ کے پیکر :

(۹۷) عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ خَدَمْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَشْرَ سِنِيْنَ فَمَا قَالَ لِيْ اُفٍّ وَّ لَالِمَ صَنَعْتَ وَلَا اَلَا صَنَعْتَ (متفق عليه)

ترجمہ: انسؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی دس سال خدمت کی ہے مجھے آپ نے اُف بھی کبھی نہیں کہا اور نہ یہ کہ تم نے کیوں کیا اور نہ یہ کہ کیوں تم

نے نہیں کیا۔

تشریح: یہ آپ کے اعلیٰ اخلاق حمیدہ کا ثبوت ہے ورنہ یہ ناممکن ہے کہ چھوٹے بچے کے کسی فعل پر غصہ نہ آئے۔ ایسے ناتجربہ کار بچے روزانہ کئی کام ایسے کرتے ہیں جن پر انہیں جھڑکنا پڑتا ہے۔

حضور ﷺ کی کمال عبدیت اور تواضع :

(۹۸) عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَتْ اَمَةٌ مِّنْ اِمَاءِ اَهْلِ الْمَدِیْنَةِ تَاْخُذُ بِیَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَتَنْطَلِقُ بِهٖ حَیْثُ شَآءَتْ (رواہ البخاری)

ترجمہ: انسؓ سے روایت ہے کہ مدینہ کی لونڈیوں میں سے کوئی لونڈی بھی رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر جہاں چاہتی لے جاتی۔

تشریح: یہ اس امر کا بیّن ثبوت ہے کہ حضور انور ﷺ میں نخوت، تکبر، رعونت نہیں تھی۔ بخلاف اس کے اس قدر رحیم، متواضع، منکسر المزاج ہیں کہ لونڈی بھی بلائے تو اس کی خدمت کرنا بھی اپنی کسر شان خیال نہیں فرماتے۔

مشرکین کے لئے رحمت :

(۹۹) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ عَلَی الْمُشْرِکِیْنَ قَالَ اِنِّیْ لَمْ اُبْعَثْ لَعَّانًا وَّاِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً (رواہ مسلم)

ترجمہ: ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ آپ سے عرض کی گئی کہ آپ مشرکوں پر بددعا فرمائیے آپ نے فرمایا میں لعنت کے لئے نہیں بھیجا گیا میں تو صرف رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

تشریح: یہ آپ کے رحمۃ للعالمین ہونے کا ثبوت ہے کہ آپ فقط مومنین ہی کے لئے رحمت نہیں بلکہ مشرکین کے لئے بھی آپ کا وجود رحمت ہے۔

ہدیہ دے کر پھر واپس لینا

(۱۰۰) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْعَائِدُ فِیْ هِبَتِهٖ كَالْكَلْبِ يَعُوْدُ فِیْ قَيْئِهٖ لَيْسَ لَنَا مَثَلُ السُّوْءِ (رواہ البخاری)

ترجمہ: ابن عباسؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنی بخشش کی چیز واپس لینے والا اس کتے کی طرح ہے جو اپنی قے کر کے کھاجاتا ہے ہم مسلمانوں کو ایسی مثال سے بچنا چاہیے۔

تشریح: امام شافعیؒ، امام مالکؒ اور امام احمدؒ کے ہاں اس حدیث شریف کے اعتبار سے ہبہ کر کے رجوع کرنا حرام ہے اور احناف کے ہاں بعض دوسری احادیث نبویہؐ کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہبہ کا واپس کرنا حرام نہیں ہے کہ کتے کے فعل سے مشابہت رکھتا ہے۔

(لمعات)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِهٖ تَتِمُّ الصّٰلِحٰتُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ مُبَارَكًا عَلَيْهِ.

☆ ☆ ☆

رسول اللہ ﷺ کے فرمائے ہوئے وظیفے

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، اَمَّا بَعْدُ !

برادران عزیز ! انسان کا فطرتی تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے۔ جس کو ہر انسان خواہ مسلم ہو یا کافر اپنی عقل سے مانتا ہے۔

قولہ تعالیٰ : وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ. (زخرف [illegible])

ترجمہ! اور البتہ اگر آپ اُن سے سوال کریں کہ ان کو کس نے پیدا کیا ہے تو ضرور ہی کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ ہی نے بنایا ہے (جب یہ مانتے ہیں) پھر کدھر اُلٹے جا رہے ہیں انتہی

ہر انسان کو جب سخت مصیبت پہنچتی ہے۔ اسبابِ ظاہری جواب دے دیتے ہیں۔ تو فطرتِ سلیمہ اس کی ہادی بنتی ہے۔ کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے دروازہ کے اور کہیں سے تیری حاجت پوری نہیں ہوگی پھر اُدھر جاتا ہے اور مراد پاتا ہے۔

وَاِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ۔ (لقمان ۳۲)

ترجمہ ! اور جب ان مشرکین کو سائبانوں کی طرح (سمندر کی) موج ڈھانک لیتی ہے۔ تب ایک اللہ تعالیٰ ہی کو خالص کر کے پکارتے ہیں۔ انتہی۔

جب انسان خدا تعالیٰ کو اپنا خالق مانتا ہے اور اسے کارساز جانتا ہے۔ تب انسان کی فطرت اسے مجبور کرتی ہے کہ اپنے شفیق مالک کے ساتھ رشتہ مؤدت و محبت قائم رکھے۔

اور ہر انسان کو یقین کامل ہے کہ جس ذات پاک کو ہم اپنا کارساز و مالکِ حقیقی مانتے ہیں۔ وہ ہر حاجت وضرورت سے پاک ہے۔ اس کی کوئی حاجت ہی نہیں ہے تاکہ ہم اس کو پورا کردیں تو وہ خوش ہو جائے۔ البتہ ایک چیز ہے جس سے وہ خوش ہوتا ہے وہ ذکرِ الٰہی ہے۔

جب انسان فطرت کی دستگیری سے فلسفۂ یادالٰہی کو سمجھ کر یادِ حق کے لئے آمادہ ہوتا ہے۔ اور اُسے یقین ہو جاتا ہے کہ میرے محبوب حقیقی کی رضاء حاصل کرنے کے لئے میرے پاس سوائے ذکر کے اور کوئی بہتر راستہ نہیں ہے۔ تب شیطان لعین آکر اُسے بہکاتا ہے اور صحیح راستہ چھڑوا کر غلط راستہ کی رہنمائی کرتا ہے۔ اور بجائے خدائے قدوس کے غیر اللہ کی عبادت شروع کرا دیتا ہے اور انسان کو اس دھوکہ میں گمراہ رکھتا ہے کہ فلاں فلاں ہستی کی عبادت و یاد سے ہی تمہارا مالک راضی ہوگا۔ چنانچہ کفار عرب کا یہ مقولہ (جو قرآن مجید میں مذکور ہے) اسی گمراہی کا پتہ دیتا ہے:

مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى. (الزمر: ۳)

ترجمہ! ہم بتوں کی عبادت سوائے اس کے اور کسی غرض سے نہیں کرتے، کہ وہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے ہاں مرتبہ میں قریب کردیں۔

چونکہ شیطان لعین کو قیامت کے دن تک مہلت ملی ہوئی ہے اور اس کا مقصد سوائے اغواءِ انسانی کے اور کچھ نہیں ہے اسلئے رحمت الٰہی جوش میں آتی رہی، اور انبیاء علیہم السلام کو وقتاً فوقتاً بھیجتی رہی تاکہ لوگوں کو دامِ شیطان سے نکال کر حلقہ بگوش رحمٰن بنادیں۔ اسی پاک و مبارک مقصد کی تکمیل کے لئے سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا۔ چنانچہ آنحضور سراپا نور فداہ ابی واُمّی نے جب کلمہ **لا الٰہ الا اللّٰہ** کا اعلان فرمایا۔ تو مشرکین عرب نے (باوجود خدا تعالیٰ کی ہستی و عظمت تسلیم کرنے کے) علم خلاف بلند کیا اور اس مخالفت نے قتال وخونریزی تک نوبت پہنچائی اور حسب اعلان الٰہی شدید ترین لڑائیوں کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فتح پائی۔ **اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا** (المؤمن: ۵۱) ترجمہ! بے شک

ہم اپنے رسولوں کی مدد کیا کرتے ہیں۔

آفتابِ نبوت کی ضیاباری کا اثر :

آنحضور ﷺ کے آفتاب نبوت کی ضیاء باریوں نے شرک وکفر کے سیاہ بادلوں کو سطحِ قلوب سے مٹادیا اور اس مبارک وطن حبیب کا ہر فرد مسلم مظہرِ انوار الٰہی بن گیا۔ لیکن آپ یہ بھی پیشین گوئی فرما گئے تھے کہ آئندہ چل کر پھر ایک زمانہ آنے والا ہے جس میں پھر مسلمانوں میں وہی امراض پیدا ہو جائیں گے جو پہلی اُمتوں میں موجود تھے۔ آپ کا ارشاد ہے:

لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا وَبِذِرَاعٍ.

ترجمہ: (اے مسلمانوں) البتہ ضرور تم پہلے لوگوں کے طریقے اختیار کرو گے بالشت کے مقابلہ بالشت اور ہاتھ کے مقابلہ میں ہاتھ بھرپورے اترو گے۔ انتھیٰ۔

چنانچہ آج پندرھویں صدی کے جس دور میں ہم جا رہے ہیں اس چودہ صد سالہ پیشتر والی پیشنگوئی کا ظہور وصداقت پا رہے ہیں۔

فرضِ علماء :

اس تباہی خیز وفتنہ انگیز دور میں علماءِ کرام کا فرض ہے کہ انوارِ محمدیہ ﷺ کا نور جوان کے سینوں میں روشن ہے اس کی مشعل سے گم گشتگان راہ ہدایت کو شاہراہ محمدی پر لائیں اور سو شہید کا اجر پائیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ تَمَسَّکَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِیْدٍ. (رواہ البیھقی)

ترجمہ : ابی ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا میری امت کے فساد کے وقت جس شخص نے میری سنت کو پکڑ لیا پس اس کے لئے سو شہید کا اجر ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے :

مَنْ اَحْيَاسُنَّتِیْ فَقَدْ اَحْيَانِیْ وَمَنْ اَحْيَانِیْ كَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّةِ۔ (رواہ الترمذی)

ترجمہ! جس شخص نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے مجھے زندہ کیا اور جس نے مجھے زندہ کیا۔ وہ میرے ساتھ بہشت میں اکٹھا ہوگا۔ انتہیٰ۔

لہٰذا علماءِ کرام کا فرض ہے کہ جانشینِ خاتم النبیین ﷺ ہونے کے لحاظ سے آج اس دورِ فساد میں وہ راہِ عمل اختیار کریں جس سے آنحضرت ﷺ کی سنت تازہ ہو۔

فضیلتِ دعا :

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے (اللہ تعالیٰ سے) دعا کرنا ہی عبادت ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ترجمہ! اور تمہارے رب نے فرمایا ہے کہ تم مجھے پکارو۔ میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ انتہیٰ

اس روایت کو ابوداؤد، ترمذی، نسائی و ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ انسؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ دعا عبادت کا مغز ہے۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔ ابوھریرہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ دُعا سے بڑھ کر کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ معزز نہیں ہے اس کو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

فضیلت ذکر الٰہی :

ابوہریرہؓ اور ابوسعیدؓ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کوئی قوم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے لئے نہیں بیٹھتی مگر فرشتے اسے گھیرا کر لیتے ہیں اور ان پر رحمت چھا جاتی ہے اور ان پر اطمینان قلبی نازل ہوتا ہے اور ان کو اللہ تعالیٰ اس جماعت میں یاد کرتا ہے جو اس کے ہاں ہے۔ اس کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔ ابوھریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میرا بندہ مجھے یاد کرتا ہے

اور میری یاد سے اس کے ہونٹ ہلتے ہیں تب میں اپنے بندہ کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اس کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

عبرت :

برادران اسلام جس دعا اور ذکر کی فضیلت آپ کو رسول اللہ ﷺ کے ارشاد سے معلوم ہوئی ہے اس دُعا سے مراد اللہ تعالیٰ سے مانگنا ہے اور ذکر سے مراد ذکر الٰہی ہے جس دُعا کی قبولیت کا اللہ تعالیٰ نے ذمہ اٹھایا ہے وہ وہی ہے جو خدائے قدوس سے مانگی جاوے اور جس ذکر پر نزول رحمت الٰہیہ ہوتی ہے وہ فقط ذکر الٰہی ہے۔ لہذا اگر آپ قبولیت دعا اور رحمت الٰہیہ کے امیدوار ہونا چاہتے ہیں تو فقط اللہ تعالیٰ کا ذکر کیجئے اور اسی سے مانگئے جن الفاظ میں آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو یاد فرمایا ہے۔ ان الفاظ سے بہتر اور کوئی الفاظ یادِ الٰہی کے لئے موزوں اور محبوبِ بارگاہ الٰہی نہیں ہو سکتے۔ لہذا انہیں افکارِ نبویہ کو آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں تاکہ آپ پر خدا تعالیٰ راضی ہو اور اس ناکارہ کو بھی اپنے حبیب پاک ﷺ کی احیاء سنت کی برکت سے عذاب سے نجات دے آمین یارب العالمین

(۱) ذکر صبح و شام :

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْکَ لَهٗ. لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ. (متفق علیہ)

ترجمہ : سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی معبود نہیں ہے وہ ایک ہی خدا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کی تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ انتہیٰ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص اس وظیفہ کو روزانہ سو (۱۰۰) مرتبہ پڑھے۔ اس کو دس غلاموں کے آزاد کرنے کا ثواب ملے گا اور اس کے لئے سو (۱۰۰) نیکیاں لکھی جائیں گی۔ اور سو (۱۰۰) گناہ معاف کیے جائیں گے اور شام تک شیطان کے پنجے سے محفوظ

رہے گا۔ (بخاری و مسلم)

عرضداشت :

ابوداؤد اور ابن ماجہ میں رسول اللہ ﷺ سے منقول ہے کہ جو شخص یہ وظیفہ صبح وشام پڑھے۔ اس کو اس وظیفہ کا ثواب فلاں فلاں چیز ملے گی۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ یہ وظیفہ صبح وشام کے وقت پڑھنا چاہیئے۔

مسلمان بھائیو ! خدا تعالیٰ کے لئے غور کرو۔ کیا رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کردہ وظیفہ کے فضائل جیسا اور کسی کا بنایا ہوا وظیفہ ہوسکتا ہے۔ اور جو آپ کے بتلائے ہوئے کا ثواب مل سکتا ہے وہ اور کسی کے بتلائے ہوئے سے نصیب ہوسکتا ہے ہرگز نہیں۔ مشکوٰۃ شریف کے باب الاعتصام بالکتاب والسنة کے فصل ثالث میں مذکور ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ کوئی قوم بدعت ایجاد نہیں کرتی مگر کہ اتنی کہ سنتِ نبویؐ ان سے اٹھالی جاتی ہے۔ واقعی یہی ہوا کہ جب ہم نے اپنے وظیفے ایجاد کیے تو آنحضرت ﷺ کے ارشاد کردہ وظائف ہم سے چھوٹ گئے۔ خدا کے بندو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ اگر شوق ہے تو صبح وشام کو مذکور الصدر وظیفہ ایک سو مرتبہ پڑھا کرو۔ اور اگر اس سے بھی زیادہ پڑھنا ہو۔ تو آپ ہی کے فرمودہ وظائف صبح وشام کے دوسرے بھی ملا لیا کرو۔

(۲) سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ . (متفق عليه)

ترجمہ! اللہ تعالیٰ سب عیبوں سے پاک ہے اور (سارے جہاں میں) اسی کی تعریف ہے۔

فضیلت :

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے جو شخص اس وظیفہ کو صبح وشام سو دفعہ روزانہ پڑھے۔ تو کوئی شخص اس سے زیادہ بہتر (وظیفہ) نہیں لائے گا۔ مگر وہ شخص جو یہی وظیفہ اتنا ہی پڑھے یا اس سے بھی زیادہ پڑھے۔

عبرت :

مسلمان بھائیو: خدائے تعالیٰ سے ڈرو جب رسول اللہ ﷺ تمہیں بہترین وظیفہ بتلا چکے ہیں تو آپ کیوں ان بہترین وظائف کو چھوڑ کر ان وظائف کے پابند ہو رہے ہو۔ جن کا پتہ نہ دربار خداوندی سے لگتا ہو۔ نہ ارشادات محمدیؐ سے ملتا ہے۔

اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنَا لِمَاتُحِبُّ وَتَرْضٰی آمین.

(۳) ذکر صبح وشام

(۳) رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِیْناً وَّ بِمُحَمَّدٍ ﷺ نَبِیًّا.(رواہ احمد والترمذی)

ترجمہ! میں اللہ تعالیٰ کو اپنے پالنے والا تسلیم کرنے اور اسلام کو اپنا دین بنانے اور محمد (ﷺ) کو نبی ماننے میں راضی ہوں۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ کوئی مسلمان بندہ اس دعا کو صبح وشام تین دفعہ نہیں پڑھتا مگر اللہ تعالیٰ پر اس کا حق ہو جاتا ہے کہ قیامت کے دن اسے راضی کرے۔

(رواہ احمد والترمذی)

عبرت :

عزیز بھائیو ! وظائف کے پڑھنے سے مطلب تو یہ ہے کہ خدا تعالیٰ راضی ہو اور عذاب الٰہی سے نجات ملے جب رسول اللہ ﷺ اس وظیفہ کو پڑھنے والوں کے لئے عذابِ الٰہی سے نجات کا ذمہ لیتے ہیں تو اس سے بڑھ کر تمہیں قبولیت اور نجات کا اور پکا وعدہ کہاں سے مل سکتا ہے ہمارا فرض ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بتلائے ہوئے طریقوں سے اللہ تعالیٰ کو راضی کریں۔

ضروری تنبیہ :

بھائیو ! اللہ تعالیٰ کا وعدہ تب تمہیں نصیب ہوگا جب اس دعا کو سمجھ کر عمل کرو، ورنہ

یقیناً یا درکھو زبانی ورد اور عملاً انکار سے کوئی نتیجہ مرتب نہیں ہو سکے گا۔

جب اللہ تعالیٰ کو ہم نے پالنے والا مان لیا۔تو ہمارا فرض ہے کہ پرورش کے لئے سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلائیں اپنی کسی بھی حاجت میں سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کے دروازہ کو نہ کھٹکھٹائیں اور جب تک پا نہ لیں وہاں سے چھوڑ کر کہیں نہ جائیں کیونکہ یہ یقین ہے کہ سوائے اس کے اور دروازہ نہیں ہے جہاں سے مل سکے۔اور اگر کہیں بھی گئے تو گویا کہ عملاً ہم نے اس وعدہ کو توڑ دیا اور مشرک بن گئے۔

اپنی عبادات اور اقتصادیات ،سیاسیات میں قانون اسلام (کتاب اللہ وسنت رسولہ) کو دستور العمل بنائیں۔ ورنہ ہم زبان سے اسلام کے مداح اور عمل سے دشمن کہلائیں گے۔

جب سیّد المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالیٰ کا بھیجا ہوا مان لیا ہے اور ہم خدائے عزوجل کے بندے ہیں تب ہمارا فرض ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں باگ دیدیں اور چُپ چاپ آپ کے نقشِ قدم پر چلے جائیں۔

ہر نماز کے بعد کا ذِکر :

(۴) سُبۡحَانَ اللّٰهِ اَلۡحَمۡدُلِلّٰهِ اَللّٰهُ اَکۡبَرۡ. (رواہ مسلم)

ترجمہ! اللہ تعالیٰ سب عیبوں سے پاک ہے۔سب تعریف اللہ تعالیٰ ہی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضرت فاطمہؓ رسول اللہ ﷺ کے ہاں ایک خادم لینے کے لئے تشریف لائیں آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتلادوں جو خادم سے بہتر ہو ،پھر آپؐ نے فرمایا سُبۡحَانَ اللّٰهِ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ تینتیس تینتیس بار اور اللہ اکبر چونتیس بار ہر نماز کے وقت اور سونے کے وقت پڑھا کرو۔

مطلب! یعنی جتنا آرام آپ کو خادم سے پہنچتا ہے۔ اس سے زیادہ ان کلمات کے پڑھنے سے بارگاہِ خداوندی میں نصیب ہوگا۔

(۵) سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْم

ترجمہ! اللہ تعالیٰ سب عیبوں سے پاک ہے اور ساری تعریف اسی کے لئے ہے اللہ تعالیٰ عظمت والا (سب عیبوں سے) پاک ہے۔

عبرت :

خدا تعالیٰ کے بندو نماز کے علاوہ جب تمہیں یادِ الٰہی کا شوق پیدا ہو۔ تو ان وظائف کو پڑھا کرو جو کہ بے حد مختصر اور بہت ہی آسان اور بارگاہِ الٰہی میں یقیناً مقبول ہیں۔

(۶) سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ. (متفق علیه)

ترجمہ! اللہ تعالیٰ سب عیبوں سے پاک ہے۔ سب تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی معبود نہیں۔ اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔ یہ چار کلمات سارے کلاموں سے افضل ہیں ایک روایت میں ہے یہ کلمے اللہ تعالیٰ کے ہاں سب کلاموں سے زیادہ پیارے ہیں۔

(رواہ مسلم)

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ان کلمات کا پڑھنا میرے ہاں تمام ان چیزوں سے زیادہ محبوب ہے جن پر سورج نکلتا ہے۔ (رواہ مسلم)

عبرت :

اللہ تعالیٰ کے بندو! خدا سے ڈرو اور جو کچھ سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے وہ کرو۔ اپنی طرف سے نئی نئی ایجادیں مت کرو۔ جب رسول اللہ ﷺ اس وظیفہ کو سب سے افضل اور سب سے زیادہ محبوب فرماتے ہیں تو کیا تمہاری محبت محمدیہ

ﷺ تمہیں مجبور نہیں کرتی کہ تم اسے دل میں جگہ دو اور زبان سے اس کا ورد کرو اور رسول اللہ ﷺ کی ان ترک شدہ سنتوں کو زندہ کر کے بہشت میں آپ کی معیت کا فخر حاصل کرو کیونکہ آنحضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس نے میری سنت کو زندہ کیا وہ میرے ساتھ اکٹھا بہشت میں ہوگا۔ عزیزو! اپنے گھروں اور مسجدوں میں ان وظائف نبویہ کا چرچا ڈال دو اور اپنی ایجادات چھوڑ دو تاکہ تم پر خدا تعالیٰ راضی ہو اور رسول اللہ ﷺ کی روح پرفتوح تم سے خوش ہو۔

(۷) اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ . (رواہ الترمذی)

ترجمہ! میں اس خدا تعالیٰ سے بخشش مانگتا ہوں جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے وہ زندہ ہے خود قائم اور جہاں کو قائم رکھنے والا ہے میں (اپنے گناہوں سے باز آ کر) اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس نے یہ سابقہ کلمات استغفار کے پڑھے۔ اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اگر چہ وہ میدان جنگ ہی سے بھاگا ہوا ہو۔ کیونکہ یہ گناہ کبیرہ ہے جب یہ معاف ہو جاتا ہے تو باقی بطریق اولیٰ معاف ہو جائیں گے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے جس نے استغفار کو لازم کر لیا۔ اللہ تعالیٰ اس کی ہر تنگی میں نکلنے کی راہ نکال دیتا ہے۔ اور ہر غم سے نکال کر اسے راحت پہنچاتا ہے اور اسے ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جہاں سے اس کا گمان بھی نہ ہو۔ (رواہ ابوداؤد)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔ سارے بنی آدم خطا کار ہیں اور بہترین خطا کار وہ لوگ ہیں جو توبہ کرنے والے ہیں۔ (رواہ الترمذی)

برادران اسلام صحیح مسلم میں سرور کائنات ﷺ سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا ہے اے لوگو! اللہ تعالیٰ کے دربار میں توبہ کرو۔ میں بھی روزانہ سو دفعہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں توبہ کرتا ہوں۔ علاوہ اس کے سابقہ ذکر شدہ فضیلتوں میں آپ پڑھ چکے ہیں۔ کہ ہر شخص

خطا کار ہے اور بہترین خطا کار وہ ہیں جو توبہ کرنے والے ہیں۔ لہٰذا ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اگر وہ نماز کے علاوہ اپنے شوق سے یاد الٰہی کرنا چاہتا ہے تو رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد بلکہ حضورانور کے اس عمل کا اتباع کرے کہ روزانہ سو دفعہ مذکور الصدر استغفار کا ورد کیا کرے۔ تا کہ اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بھی معاف فرماوے۔ اور اس کی ہر مصیبت دور ہو اور ہر رنج میں راحت نصیب ہو۔

توبہ کا صحیح مطلب :

توبہ سے مراد یہ توبہ نہیں ہے کہ فقط زبان سے ورد توبہ کرے اصل توبہ یہ ہے کہ اپنے گناہوں کو خیال میں لا کر سابقہ غلطیوں پر شرمندہ ہو اور آئندہ ان کے ترک کرنے کا دل سے پختہ ارادہ کرے۔

توبہ سے مصیبتوں کے دور ہونے کا راز :

اس جہان کا چلانے والا خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے اور جو وہ کرنا چاہے اسے کوئی روک نہیں سکتا اور اس کا اعلان ہے کہ میں ہر ایک کی دعا سنتا اور قبول کرتا ہوں۔ بشرطیکہ کسی گناہ کے کام کی دعا نہ ہو قطع رحمی کی نہ ہو اور جلدی نہ کرے۔ مانگتا رہے یہاں تک کہ کام ہو جائے۔ اس اعلان کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ایک زبردست شرط یہ ہے کہ مانگنے والے کا تعلق اپنے گناہوں کی شامت کے باعث خدا تعالیٰ سے بگڑا ہوا نہ ہو ورنہ اس کی مثالیں ایسی ہوگی کہ دریا سے ایک نہر میں پانی آتا تھا۔ لیکن چند روز کے بعد اس نہر میں مٹی بھر گئی کہ اب پانی آ ہی نہیں سکتا اور جتنا ملک قبل ازیں اس نہر پر سرسبز و شاداب نظر آتا تھا سب ویران ہو گیا۔ اگر ہم دوبارہ اس ملک کو سرسبز و شاداب دیکھنا چاہتے ہیں تو نہر کے طول و عرض سے مٹی کے انبار ہٹا دیں۔ تبھی پانی آ سکتا ہے اور سابقہ لہلہاتی کھیتیاں اور ہرے بھرے درختوں کے جھنڈ بن سکتے ہیں۔ بعینہٖ اسی طرح پر صدقِ دل والی توبہ سے تمام وہ حجابات اٹھ جائیں گے جو کہ قبولیت دعا میں مانع تھے اور ارادہ الٰہی کی برقی قوت اس کے

کاموں کی بگڑی ہوئی مشین کو چلا دے گی۔

(۸) نماز مغرب کے بعد کا ذکر :

اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ. (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ! اے اللہ تو مجھے دوزخ سے پناہ دے۔

فضیلت :

ایک صحابی کو آپ نے فرمایا کہ جب تم مغرب کی نماز سے فارغ ہو جاؤ تو کسی سے بولنے سے پہلے سات دفعہ یہ کلمات پڑھا کرو۔ جب تم نے شام کو پڑھے اور اسی رات تم مر گئے تو اللہ تعالیٰ تمہیں دوزخ سے نجات دے گا اور جب تم نے صبح کی نماز کے بعد پڑھے پھر اگر تم اسی دن مر گئے تو اللہ تعالیٰ تمہیں دوزخ سے نجات دے گا۔ (رواہ ابوداؤد)

عبرت: خدا تعالیٰ کے بندو! اگر اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات پانے کا شوق ہے تو نماز مغرب اور صبح کے بعد یہ وظیفہ پڑھا کرو۔

(۹) بستر پر لیٹنے کا ذکر :

اَللّٰھُمَّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تَجْمَعُ اَوْتَبْعَثُ عِبَادَکَ. (رواہ الترمذی)

ترجمہ : اے اللہ تعالیٰ جس دن تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا اس دن مجھے اپنے عذاب سے بچا۔

فضیلت: حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ سوتے وقت اپنا دایاں ہاتھ رخسار مبارک کے نیچے رکھ کر تین مرتبہ یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ (رواہ ابوداؤد)

عبرت: مسلمان بھائیو! کیا ہمیں بھی رسول اللہ ﷺ کی طرح رات کو سوتے وقت موت اور قیامت کا نقشہ یاد آ جاتا ہے اگر یاد آیا کرتا تو سوتے وقت تمام گناہوں سے تائب ہو کر سوتے اور صبح اٹھ کر بے ایمانی، خلق خدا کی دل آزاری، حق تلفی، غیبت، جھوٹ، حسد، کینہ

بغض، عداوت وغیرہ جیسی حماقتیں نہ کرتے۔ عقلمند و ہوش سے کام لو۔

(۱۰) مصیبت زدہ کو دیکھنے کے وقت کا ذکر :

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاکَ بِهٖ وَ فَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا ۔(رواہ الترمذی)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے مجھے عافیت دی اور اس مصیبت سے جس میں تمہیں مبتلا کیا اور مجھے اپنی بہت سی مخلوقات پر فضیلت دی۔

فضیلت :

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ کوئی شخص کسی مصیبت زدہ کو دیکھ کر یہ دعا نہیں پڑھتا مگر اس کو یہ مصیبت کبھی نہیں پہنچے گی۔(رواہ الترمذی و ابن ماجہ)

ادائے قرض کی دعا :

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعِجْزِ وَالْکَسْلِ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّیْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ ۔(رواہ ابوداؤد)

ترجمہ : اے اللہ تعالیٰ غم سے بچنے کے لئے تیری پناہ چاہتا ہوں عاجزی اور سستی سے محفوظ ہونے کے لئے تیری پناہ میں آتا ہوں بخل اور بزدلی سے بچنے کے لئے تیری حفاظت چاہتا ہوں قرضہ میں دب جانے اور لوگوں کی جھڑکوں سے محفوظ رہنے کے لئے تیری پناہ ڈھونڈھتا ہوں۔

فضیلت : حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی ۔یا رسول اللہ مجھے غموں اور قرضوں نے گھیر لیا۔آپ ﷺ نے فرمایا کیا تمہیں ایسی بات نہ بتلاؤں۔ جب تم اُسے پڑھو گے تو اللہ تعالیٰ تیرے غم دور کردے گا اور تیرا قرضہ اتار دے گا۔

اس نے عرض کی یا رسول اللہ ! ہاں بتلایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا صبح وشام یہ دعا پڑھا کرو۔ وہ شخص کہتا تھا کہ میں نے یہ دعا پڑھنی شروع کر دی تو اللہ تعالیٰ نے میرا غم بھی دور کر دیا اور میرا قرضہ بھی ادا کر دیا۔

عبرت: عزیزو! اس دعا مبارک کے پڑھنے سے جب تمام غموں کے دور ہونے کی ذمہ داری رسول اللہ ﷺ اٹھاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے تمام غم دور کر دے گا اور قرضے ادا کر دے گا تو میں نہیں سمجھتا کہ ایسی قبولیت کی ذمہ داری والی دعاؤں کو چھوڑ کر تم کیوں دوسری چیزوں کی طرف جاتے ہو۔ فاعتبروا یا اولی الابصار.

درود شریف

(۱۲) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ، اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

ترجمہ! اے اللہ تو محمد ﷺ اور اس کی آل پر رحمت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیمؑ اور ان کی آل پر رحمت نازل فرمائی۔ بے شک تو تعریف کیا ہوا بزرگ ہے۔ اے اللہ تو محمد ﷺ اور ان کی آل کو برکت دے۔ جس طرح تو نے ابراہیمؑ اور ان کی آل کو برکت دی تھی۔ بے شک تو تعریف کیا ہوا بزرگ ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اس پر دس دفعہ رحمت بھیجتا ہے اور اس کے دس گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور اس کے دس درجے (قرب الٰہی میں) بلند ہوتے ہیں۔ (رواہ نسائی)

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے قیامت کے دن سب سے زیادہ قریب میرے پاس وہ شخص ہوگا جس نے مجھ پر سب سے زیادہ درود شریف بھیجا ہوگا۔ (رواہ الترمذی)

چھینکنے والا یہ پڑھے :

(۱۳) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ . (رواہ البخاری) ترجمہ! سب تعریف خدا تعالیٰ کے لئے ہے۔

چھینک سننے والا یہ کہے :

(۱۴) يَرْحَمُكَ اللّٰهُ .(رواہ البخاری) ترجمہ: اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے۔

چھینکنے والا یہ دُعا دے :

(۱۵) يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ.(رواہ البخاری)

ترجمہ! تمہیں اللہ تعالیٰ ہدایت دے اور تمہاری حالت کو سنوارے۔

تکلیفوں میں مبتلا ہونے والا یہ دعا پڑھے :

(۱۶) حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ.(رواہ ابوداؤد)

ترجمہ! مجھے اللہ تعالیٰ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔

چاند دیکھنے کی دعا :

(۱۷) اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّيْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ .

(رواہ الترمذی)

ترجمہ! اے اللہ اس چاند کو ہم پر امن اور ایمان سلامتی اور اسلام کے ساتھ نکال۔

قبرستان میں جانے کی دعا :

(۱۸) اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ.

(رواہ الترمذی)

ترجمہ : اے قبروں والو! تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں بخشے۔ تم ہم سے پہلے جا پہنچے ہو ہم تمہارے پیچھے آرہے ہیں۔

سوتے یا جاگتے وقت ڈرنے والا یہ پڑھے :

(۱۹) اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّۃِ مِنْ غَضَبِہٖ وَشَرِّ عِبَادِہٖ وَمِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیٰطِیْنِ وَاَنْ یَّحْضُرُوْنِ .(رواہ ابوداؤد)

ترجمہ! اللہ تعالیٰ کے پورے کلمات کی پناہ میں آتا ہوں ان کے غصہ سے اور اس کے بندوں کی برائی سے اور شیطانوں کے وسوسے سے اور اس سے کہ شیطان میرے پاس آئیں۔

برادران اسلام ۔ فرائض ضروریہ کے ادا کرنے کے بعد اگر خدا یاد کرنے کا شوق ہو۔ تو علاوہ مذکورۃ الصدر وظائف کے سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین ﷺ پر درود شریف کثرت سے پڑھا کرو۔ لیکن یہ بھی یاد رہے کہ تمام درود شریفوں میں سے افضل وہی درود شریف ہے جو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کے استفسار پر ارشاد فرمایا ہے :

اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی وَاجْعَلْ اٰخِرَتَنَا خَیْرًا مِّنَ الْاُوْلٰی
وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆ ☆ ☆

معراج النبی ﷺ

الحمدللّٰہ العلی العظیم والصلوۃ والسلام علی نبیہ الکریم.

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

سُبحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلاً مِّنَ الْمَسْجِدِالْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی.

خلاصہ عقائد اسلامی :

برادرانِ اسلام ! ہم خدائے قدوس وحدہ لاشریک لہ کے بندے ہیں اور سیدالمرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت ہیں ۔ مذہب ہمارا اسلام ہے جس کا مجموعہ احکام قرآن ہے۔اس کی شرح حدیثِ خیرالا نام ہے۔

فرقہ ناجیہ کی راہِ عمل :

سرورِ کائنات ﷺ کا فرمان ہے۔ کہ آپ کی امت میں تہتر فرقے ہوں گے۔ بہتر دوزخ میں جائیں گے اور ایک بہشت میں جائے گا۔نجات پانے والے فرقے کی راہِ عمل وہی ہوگی جس کا ذکر خلاصہ عقائد اسلامی کے عنوان میں آچکا ہے۔وہ اس دائرے سے کبھی باہر نہیں جاتے۔قرآن وحدیث کے اجمال کی تفصیل یا ان کے کسی اشارے ''دلالت'' یا عبارت کا حل واضح تو کر دیتے ہیں۔لیکن اپنی طرف سے کوئی ایسی ایجاد نہیں کرتے۔جس سے مقصدِ اسلامی فوت ہو۔خصوصاً اسلامی فنا ہوں۔حلقہ بگوشانِ اسلام میں افلاس آئے اور تفریق ہو جائے افلاس دولت کا شکار ہوں۔

اہل السنۃ والجماعۃ :

اہل السنۃ والجماعۃ حقیقت میں مسلمانوں کے اسی مقدس گروہ کا نام ہے جس کے اندر اسلام حقیقی (جس کا ذکر فرقۂ ناجیہ کی راہِ عمل میں ہو چکا ہے) کی جھلک ہو۔ اور مذکورۃ الصدر ایجادات سے پاک ہو۔

ہندوستان کا وہابی :

ہندوستان میں وہابی کا لفظ استعمال کے لحاظ سے ایک جنس قرار پا گیا ہے۔ جس کے ماتحت دو نوع ہیں۔ ایک وہ وہابی جو محمد بن عبدالوھاب نجدی کے ہم خیال وہم مشرب وہم مذھب ہوں۔ دوسرے وہ لوگ جو ائمہ اربعہ خادمانِ اسلام میں سے کسی کے فروعات میں متبع بھی ہوں۔ لیکن اسلام محمدی (علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام) کے روشن ومنور چہرے سے بدعات کا سیاہ نقاب چاک کر کے دکھانا چاہیں۔ تو یہ بھی علماء سوء کے ہاں وہابی ہی کہلاتے ہیں۔ مقلدین آئمہ اربعہ ہزار دفعہ پکاریں کہ ہم کتاب وسنت کے بعد بقیہ خیالات فروعات مسائل ہیں۔ محمد بن عبدالوہاب کے متبع نہیں ہیں۔ بلکہ ائمہ اربعہ میں سے فلاں امام کے متبع ہیں۔ لیکن بدعت پسند علماء ایک نہیں سنتے۔

لاپرواہی کا باعث :

بدعت پسند علماء کی لاپرواہی کا باعث اصلی یہ ہے کہ جہاں کو فرقہ وہابیہ کے متعلق صحیح وغلط الزامات سنا سنا کر اس قدر متنفر کیا ہوا ہے کہ اس فرقے سے بدتر دنیا میں کوئی چیز ہی نہیں اس لئے اب بدعت پسند علماء جس وقت کسی شخص پر وہابی کا لقب لگا دیتے ہیں تو جاہل اس شخص سے اس قدر متنفر ہو جاتے ہیں کہ شاید خنزیر اور پاخانے سے بھی اتنے متنفر نہ ہوتے ہوں۔ ایسے شخص کی ہر بات کو گمراہی سمجھا جاتا ہے خواہ وہ کتاب وسنت ہی سے کہے۔ اور اس تنفر کے باعث علماء سوء (برے عالم) کی خوب شکم پروری جُہاں کے دروازوں سے ہوتی

رہتی ہے۔

معراج مبارک :

گذشتہ تمہید کے بعد اب معراج النبی ﷺ کے متعلق چند عنوان قائم کر کے ان پر ترتیب وار بحث کی جاوے گی۔

عنوانات :

(۱) معراج جسمانی ہوا یا روحانی (۲) معراج کا عقلی ثبوت (۳) روایات معراج میں سالوں کا اختلاف (۴) روایات معراج میں مہینوں کا اختلاف (۵) نتیجۂ اختلاف (۶) معراج کے متعلق بعض خلاف شرع رسوم (۷) حدیث المعراج (۸) تحفۂ معراج (۹) وعید تارک تحفۂ معراج

معراج جسمانی ہوا یا روحانی

خلاصۂ عبارات تفاسیر :

0 وَالْحَقُّ الَّذِیْ عَلَیْهِ اَکْثَرُ النَّاسِ وَمُعْظَمُ السَّلَفِ وَ عَامَّةُ الْخَلَفِ مِنَ الْمُتَاَخِّرِیْنَ من الْفُقَهَاءِ وَالْمُحَدِّثِیْنَ وَالْمُتَکَلِّمِیْنَ اَنَّهُ اُسْرِیَ بِرُوْحِهٖ وَجَسَدِهٖ ﷺ وَیَدُلُّ عَلَیْهِ قَوْلُهٗ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالیٰ سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا . وَلَفْظُ الْعَبْدِ عِبَارَةٌ عَنْ مجموع الرُّوْحِ وَ الْجَسَدِ . وَ الْاَحَادِیْثُ الصَّحِیْحَة الَّتِیْ تَقَدَّمَتْ (قبل هٰذا الفصل) تَدُلُّ عَلیٰ حُجَّةِ هٰذَا الْقَوْلِ لِمَنْ طَالَعَهَا وَبَحَثَ عَنْهَا وَ الصَّحِیْحُ مَا عَلَیْهِ جمهورُ الْعُلَماء مِنَ السَّلَف. (خازن جلد ثالث)

0 روی عن عائشة انّها کانت تَقُوْلُ مَافَقَدَ جَسَدُ النَّبِیِّ ﷺ ولٰکِنَّ اللّٰہَ اَسْرٰی بِرُوْحِهٖ وَالْاَکْثَرُوْنَ عَلٰی اَنَّهٗ اُسْرِیَ بِجَسَدِهٖ فِی الْیُقْظَةِ تَوَارَتِ الْاَخْبَارُ الصَّحِیْحَة عَلٰی ذٰلِکَ. (معالم التنزیل)

0 وَاخْتُلِفَ فِیْ اَنَّهٗ كَانَ فِی الْمَنَامِ اَوْفِی الْيُقْظَةِ بِرُوْحِهٖ اَوْبِجَسَدِهٖ اِلٰی بَيْتِ الْمُقَدَّسِ ثُمَّ عُرِجَ بِهٖ اِلَى السَّمٰوٰتِ حَتّٰى انْتَهٰى اِلٰى سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى وَلِذٰلِكَ تَعَجَّبَ قُرَيْشٌ وَاسْتَحَالُوْهُ. (بیضاوی)

الحاصل ! عبارات مفسرین کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی روح اور جسم مبارک دونوں کو مکہ معظمہ سے بیت المقدس اور وہاں سے آسمانوں کے اوپر حضور الٰہی جل شانہ وعزّ برہانہ میں پہنچایا گیا اور یہی مذہب صحیح ہے۔ انتہیٰ۔ اس مذہب کے مخالفین کی تعداد بمشکل ایک فیصد ہوگی اور اس مذہب کا منشاء بعض صحابہ کرام (مثلاً حضرت عائشہؓ) کا قول ہے لیکن اس کا جواب محدثین یہ دیتے ہیں کہ اِسْرَاء یعنی رات کو بیت المقدس کی سیر دو دفعہ آپ ﷺ کو کرائی گئی ہے۔ ایک دفعہ خواب میں جس کا ذکر حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں اور دوسری دفعہ واقعہ معراج میں اور یہ سیر جو واقعہ معراج میں ہوئی ہے یہ بیداری کی حالت میں ہوئی ہے اسی لئے تو کفار مکہ نے انکار کیا تھا اگر وہ لوگ بیداری کا واقعہ خیال نہ کرتے تو کبھی اس واقعے کو بعید از عقل نہ سمجھتے۔ اور حضور سراپا نور ﷺ سے بیت المقدس کی عمارت کے متعلق امتحانی سوالات نہ کرتے۔

معراجِ جسمانی کا عقلی ثبوت :

انسان کی دو جزو ہیں۔ ایک جسم جس کی ترکیب عناصر کے اجزاء لطیفہ سے ہے اس حصہ کے نشو ونما کے لئے انہی اشیاء کی ضرورت پڑتی ہے۔ جن کی ساخت عناصر سے ہو اور دوسرا اجزا انسان کی روح ہے۔

روح کے متعلق ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ چار ماہ کے بعد جب ساختِ اعضاء ماں کے رحم میں مکمل ہو جاتی ہے۔ تب خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک برقی طاقت اس جسم بے جان کے اندر آ گھستی ہے اور وہ فوراً متحرک ہو جاتا ہے۔ اور زندہ کہلاتا ہے گویا کہ زندگی اس روح کے اثر کا نام ہے بدن کے ڈھانچے میں روح ہے تو انسان زندہ ہے ورنہ مردہ۔ بلکہ تمام اقوال

وافعال انسانی کا منبع فقط یہ روح ہے۔ جب یہ روح بدن انسانی سے خارج ہو جاتی ہے تو انسان مردہ بے کار اور سپرد زمیں کرنے کے قابل سمجھا جاتا ہے۔ تحریر سابق سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ انسان دراصل اس روح کا نام ہے اور جسم عنصری اس کا آلۂ کار ہے ان دونوں کی نسبت انجن اور سیٹم کی سی ہے۔ نقل وحرکت تو انجن کے پرزے ہی کرتے ہیں لیکن اگر سیٹم نہ ہو تو انجن ایک انچ حرکت نہیں کر سکتا۔ سیٹم ہی کی بدولت ہزاروں کام انجن سے لیے جاتے ہیں یہی سیٹم جب زیادہ طاقتور ہو جائے تو سالم انجن لکڑی کا کافی بوجھ اور کئی انسانوں کو اٹھا کر ہوا پر اڑنے لگ جاتا ہے۔

بعینہ اسی طرح جب انسانی روحانیت کا سیٹم زیادہ تیز اور طاقتور ہو جاتا ہے تو انسان کو اٹھا کر آسمان پر لے اڑتا ہے جس چیز کو انسان اپنی ناقص عقل اور محدود فہم سے ایک محدود حد تک پہنچا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسی کام کو اپنے کلمۂ کن سے بے انتہا درجے تک لے جا سکتا ہے۔ لہٰذا بالفرض انسان اگر لوہے لکڑی اور آدمی کو دو میل کی بلندی تک آسمان پر اڑا سکتا ہے تو خدا تعالیٰ کی قدرت میں انہی اشیاء کو دو کروڑ یا دو سنکھ میل بلکہ اس سے زائد مسافت پر پہنچانا کوئی بعید نہیں ہے۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ. (النحل: ۶۷) ترجمہ: جو لوگ سمجھ رکھتے ہیں ان کے لئے ان (چیزوں) میں (قدرت خدا) کی نشانی ہے۔

اختلافِ روایات معراج شریف کس سال ہوا؟

نمبر شمار	سال	حوالۂ کتاب
۱	ہجرت سے پہلے چھ ماہ ہوا	فتح الباری شرح بخاری باب المعراج
۲	ہجرت سے پہلے آٹھ ماہ ہوا	فتح الباری شرح بخاری باب المعراج
۳	ہجرت سے پہلے گیارہ ماہ ہوا	فتح الباری شرح بخاری باب المعراج
۴	ہجرت سے پہلے ایک سال ہوا	فتح الباری وعینی شرح بخاری

۵	ہجرت سے پہلے چودہ ماہ ہوا	فتح الباری
۶	ہجرت سے پہلے پندرہ ماہ ہوا	فتح الباری وعینی شرح البخاری
۷	ہجرت سے پہلے سترہ ماہ ہوا	فتح الباری وعینی شرح البخاری
۸	ہجرت سے پہلے اٹھارہ ماہ ہوا	فتح الباری وعینی شرح البخاری
۹	ہجرت سے پہلے تین سال ہوا	فتح الباری وعینی شرح البخاری
۱۰	ہجرت سے پہلے آٹھ سال ہوا	فتح الباری وعینی شرح البخاری

معراج شریف کس مہینہ میں ہوا

نمبر شمار	نام ماہ	حوالۂ کتاب
۱	شوال	فتح الباری وعینی شرح البخاری
۲	ذی الحجہ	فتح الباری وعینی شرح البخاری
۳	ربیع الاول	فتح الباری وعینی شرح البخاری
۴	ربیع الآخر	فتح الباری وعینی شرح البخاری
۵	رجب	فتح الباری وعینی شرح البخاری
۶	رمضان	فتح الباری وعینی شرح البخاری

نتیجۂ اختلاف :

جو رسم ورواج حضور سرور کائنات ﷺ کے روبرو عمل میں لائے گئے یا جن عبادات کو اس مبارک زمانے میں عملی جامہ پہنایا گیا۔ آپؐ سے صحابہ کرامؓ نے سیکھے اور صحابہ کرامؓ سے ان کے شاگردوں نے سیکھے علیٰ ہذا القیاس ایسی چیزوں میں کبھی اختلاف نہیں ہوسکتا۔ مثلاً فرضی روزے ہر ایک مسلمان ابتدائے اسلام سے لیکر آج تک یہی دیکھتا اور کرتا آیا ہے کہ رمضان المبارک ہی میں رکھے گئے۔

لہذا کوئی شخص اس مسئلہ میں اختلاف نہیں کرسکتا کہ روزے بجائے رمضان شریف کے ربیع الاول یا شعبان میں رکھے جائیں لہذا برسوں اور مہینوں کے اختلاف مذکور سے یہ پتہ چلتا ہے کہ سید المرسلین خاتم النبیین ﷺ کے مبارک زمانہ یا صحابہ کرامؓ یا تابعین کے زمانے میں معراج شریف کے نام سے کسی تقریب کے منانے کا کوئی اہتمام نہیں کیا گیا۔ جس میں خورد ونوش یا لباس و پوشاک یا کوئی عبادت کسی خاص دن یا رات میں ادا کی جاتی ہو۔ اگر کوئی خاص اہتمام ہوتا تو ناممکن تھا کہ اس قدر اختلاف باقی رہتا کوئی مسلمان ایسا نہیں ہوسکتا جسے حضور سرورِ کائنات فداہ ابی و امی کی اس عزت افزائی سے فرحت و سرور نہ ہو جو آپ کو معراج شریف کی رات دربار الٰہی میں نصیب ہوئی ہے لیکن اس خوشی کے اظہار کا وہ طریقہ بھی پسندیدہ بلکہ جائز نہیں ہے جو پنجاب میں اختیار کیا جاتا ہے۔ اس خوشی کے اظہار کا صحیح طریقہ آئندہ تحفہ معراج کے عنوان میں آئے گا۔

خلافِ شرع رسوم :

پنجاب میں شب معراج شریف ستائیسویں رجب کو منائی جاتی ہے دن کو حلوا لچی پکایا جاتا ہے۔ رنگین کاغذوں کی جھنڈیاں لگائی جاتی ہیں۔ رات کو آتشبازی چلائی جاتی ہے۔ اور مٹی کی چھوٹی چھوٹی رکابیوں پر رنگین کاغذ منڈھے جاتے ہیں۔ جن میں چراغ رکھ کر رات کو کول جلانا کہتے ہیں جو شخص ان رسموں کی مخالفت کرے اسے وہابی کا لقب دیا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ عموماً ائمہ مساجد جاہلوں کی اس گالی سے ڈر کر ان کی مخالفت نہیں کرتے۔ حالانکہ پہلی رسم کو عبادت سمجھنا بالکل فضول ہے۔ دوسری تیسری اور چوتھی میں تبذیر اور اسراف پایا جاتا ہے جو شرعاً حرام ہے۔ **اللھم اھدنا الصراط المستقیم**

حدیث المعراج :

مالک بن صعصعہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے انہیں معراج کا واقعہ

سنایا فرمایا کہ میں حطیم اور بعض اوقات فرمایا کہ میں حجر میں لیٹا ہوا تھا۔ ناگہاں ایک شخص میرے پاس آیا اس نے میرے سینے کو ناف تک چیرا میرا دل نکالا۔ پھر میرے پاس ایک سونے کی طشتری ایمان سے بھری ہوئی لائی گئی۔ میرا دل دھو کر اس میں ایمان بھر کر اپنی جگہ پر رکھ دیا گیا ایک روایت میں آیا ہے کہ زمزم کے پانی سے پیٹ دھو کر ایمان اور حکمۃ سے بھر دیا گیا۔ پھر میرے پاس ایک سفید رنگ کی سواری لائی گئی۔ جو خچر سے چھوٹی اور گدھے سے بڑی تھی جس کا نام براق تھا۔ اس کا ایک قدم اپنی آنکھ کی نگاہ کی دوری پر پڑتا تھا۔ مجھے اس پر سوار کیا گیا۔ اور جبرئیل علیہ السلام مجھے ساتھ لے گئے۔ یہاں تک کہ آسمانِ دنیا پر جا پہنچے۔ دروازہ کھولنے کی درخواست کی۔ پوچھا گیا کون ہے۔ فرمایا جبرئیل۔ پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہے۔ فرمایا محمد رسول اللہ ﷺ۔ سوال کیا گیا۔ کیا آپ کو بلایا گیا ہے؟ فرمایا ہاں۔ کہا گیا مرحبا۔ اچھے تشریف لائے۔ جب میں وہاں پہنچا وہاں میں نے آدم علیہ السلام کو پایا۔ جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ آپؐ کے والد آدم علیہ السلام ہیں۔ ان کو سلام فرمایئے میں نے ان پر سلام کہا۔ آپ نے سلام کا جواب دیکر فرمایا بیٹے صالح اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔ پھر جبرئیلؑ مجھے تیسرے آسمان پر لے چڑھے۔ دروازہ کھولنے کی درخواست کی۔ پوچھا گیا کون ہے۔ فرمایا جبرئیلؑ۔ پوچھا گیا آپ کے ساتھ کون ہے۔ فرمایا محمد رسول اللہ ﷺ۔ پوچھا گیا۔ کیا آپ کو بلایا گیا ہے؟ فرمایا۔ ہاں۔ کہا گیا۔ مرحبا اچھے تشریف لائے۔ پھر دروازہ کھولا گیا جب میں وہاں پہنچا۔ یوسف علیہ السلام کو پایا۔ جبرئیلؑ نے فرمایا یہ یوسف علیہ السلام ہیں۔ ان کو سلام فرمایئے میں نے ان کو سلام کہا۔ انہوں نے جواب دیا۔ بھائی اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔ پھر جبرئیلؑ اوپر لے چڑھے۔ یہاں تک کہ چوتھے آسمان تک پہنچے۔ دروازہ کھولنے کی درخواست کی۔ کہا گیا کون ہے۔ فرمایا جبرئیلؑ پوچھا گیا۔ آپ کے ساتھ کون ہے۔ فرمایا محمد رسول اللہ ﷺ پوچھا گیا۔ کیا آپ کو بلایا گیا ہے؟ فرمایا ہاں۔ کہا گیا مرحبا اچھے تشریف لائے۔ پھر دروازہ کھولا گیا جب میں وہاں پہنچا۔ ادریسؑ کو وہاں پایا۔ جبرئیلؑ نے

فرمایا یہ ادریس (علیہ السلام) ہیں۔ان کو سلام فرمایئے۔میں نے ان کو سلام کہا۔انہوں نے سلام کا جواب دیا پھر فرمایا بھائی صالح اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔پھر جبرئیلؑ مجھے اوپر لے چڑھے یہاں تک کہ پانچویں آسمان تک جا پہنچے۔دروازہ کھولنے کی درخواست کی۔پوچھا گیا کون ہے۔فرمایا جبرئیلؑ۔کہا گیا۔اور آپ کے ساتھ کون ہے۔فرمایا محمد ﷺ پوچھا گیا۔کیا آپ کو بلایا گیا ہے؟ فرمایا ہاں۔کہا گیا مرحبا اچھے تشریف لائے۔پھر دروازہ کھولا گیا جب میں وہاں پہنچا۔ہارون علیہ السلام کو وہاں پایا۔جبرئیلؑ نے فرمایا یہ ہارون علیہ السلام ہیں ان کو سلام فرمایئے میں نے ان کو سلام کہا۔انہوں نے جواب دیا پھر فرمایا بھائی صالح اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔پھر جبرئیل مجھے لے چڑھے یہاں تک کہ چھٹے آسمان تک پہنچے۔دروازہ کھولنے کی درخواست کی۔کہا گیا کون ہے۔فرمایا جبرئیل پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ فرمایا محمد ﷺ کہا گیا۔کیا آپ کو بلایا گیا ہے؟ فرمایا ہاں کہا گیا مرحبا اچھے تشریف لائے ۔پھر دروازہ کھولا گیا جب وہاں پہنچا تو موسیٰ علیہ السلام کو وہاں پایا۔جبرئیلؑ نے فرمایا یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں ان کو سلام فرمایئے، میں نے ان کو سلام کہا انہوں نے جواب دیا پھر فرمایا بھائی صالح اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔جب میں ان کے پاس سے گزرا تو رو پڑے۔ان سے کہا گیا ۔آپ کو کس چیز نے رلایا فرمانے لگے۔اسلئے رویا کہ ایک نوجوان یعنی محمد ﷺ میرے بعد بھیجا گیا۔اُس کی امت میری امت سے زیادہ بہشت میں جائے گی۔پھر جبرئیلؑ نے مجھے ساتویں آسمان پر لے چڑھے۔دروازہ کھولنے کی درخواست کی ۔ پوچھا گیا کون ہے فرمایا جبرئیلؑ کہا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہے فرمایا محمد ﷺ کہا گیا کیا آپ کو بلایا گیا ہے؟ فرمایا ہاں ۔کہا گیا مرحبا اچھے تشریف لائے جب میں وہاں پہنچا۔ابراہیمؑ کو وہاں پایا جبرئیلؑ نے فرمایا یہ آپ کے باپ ابراہیمؑ ہیں ان کو سلام فرمایئے میں نے ان کو سلام کہا انہوں نے سلام کا جواب فرمایا پھر کہا بیٹے صالح اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔پھر میں سدرۃ المنتہیٰ تک اٹھایا گیا۔اس کے پھل ہجر کے مٹکوں جتنے بڑے تھے اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی

طرح تھے۔ جبرئیلؑ نے فرمایا یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے۔ وہاں میں نے چار دریا دیکھے۔ دو دریا ظاہر۔ دو دریا باطن میں نے کہا اے جبرئیل یہ کیا ہے فرمایا۔ دو باطن والے جنت کے ہیں اور دو ظاہر والے نیل اور فرات ہیں پھر مجھے بیت المعمور کی طرف اٹھایا گیا اور میرے پاس ایک برتن شراب کا اور ایک برتن دودھ کا اور ایک برتن شہد کا لایا گیا میں نے دودھ والے برتن کو لے لیا۔ جبرئیلؑ نے فرمایا یہی فطرت ہے جس پر تو اور تیری امت ہے۔ پھر مجھ پر روزانہ پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ میں (دربارِ الٰہی سے) لوٹ آیا۔ موسیٰ علیہ السلام پر گزرا انہوں نے پوچھا آپ کو کیا حکم دیا گیا ہے میں نے کہا روزانہ پچاس نمازوں کا حکم دیا گیا ہے فرمایا تیری امت روزانہ پچاس نمازیں نہیں پڑھ سکے گی۔ خدا تعالیٰ کی قسم ہے میں نے آپ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کر کے دیکھا ہے میں نے بنی اسرائیل کو بہت زیادہ آزمایا ہے۔ اپنے رب کے ہاں لوٹ کر جایئے اور اپنی امت کے لئے تخفیف کی درخواست کیجیے پھر میں لوٹ کر گیا تو اللہ تعالیٰ نے دس نمازیں معاف فرما دیں۔ پھر موسیٰؑ کے ہاں لوٹ کر آیا پھر ویسا ہی کہا پھر میں لوٹ کر گیا اللہ تعالیٰ نے دس اور معاف فرما دیں پھر میں لوٹ کر موسیٰؑ کے ہاں آیا پھر ویسا ہی کہا پھر میں لوٹ کر گیا پھر اللہ تعالیٰ نے دس اور معاف فرما دیں، پھر میں موسیٰؑ کے ہاں لوٹ آیا پھر ایسا ہی فرمایا پھر میں لوٹ کر گیا پھر اللہ تعالیٰ نے دس اور معاف فرما دیں پھر مجھے روزانہ دس نمازوں کا حکم دیا گیا۔ پھر لوٹ کر موسیٰؑ کے ہاں آیا پھر ویسا ہی فرمایا پھر مجھے روزانہ پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا پھر میں لوٹ کر موسیٰؑ کے ہاں آیا۔ پوچھا آپ کو کس چیز کا حکم دیا گیا ہے۔ میں نے کہا روزانہ پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا ہے۔ فرمایا تیری امت روزانہ پانچ نمازیں بھی نہیں پڑھ سکے گی میں نے آپ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کیا ہے اور بنی اسرائیل کو میں نے سخت آزمایا ہے اپنے رب کے ہاں جایئے اور اپنی امت کے لئے تخفیف کی درخواست کیجئے۔ آپ نے فرمایا میں نے اپنے رب سے بہت سوال کیے۔ اب شرم آتی ہے ۔اب میں راضی ہو جاتا ہوں اور اپنا اور ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں آپ نے فرمایا

جب میں آگے گزرا۔ ایک منادی نے آواز دی میں نے اپنے مقرر کیے ہوئے حکم کو پورا کرلیا۔ اور اپنے بندوں سے تخفیف بھی کردی۔ (بخاری شریف و مسلم شریف)

تحفۂ معراج :

برادرانِ اسلام! معراج مبارک کی حدیث کو غور سے پڑھ کر دیکھیے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی امت مرحومہ کے لئے کیا تحفہ لائے ہیں۔ روز روشن کی طرح واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ رسول خدا ﷺ اپنی امت مرحومہ کے لئے بارگاہ باری جل مجدہ وعز اسمہ سے پانچ وقت کی نمازوں کا تحفہ لائے ہیں۔ لہٰذا ہر مسلمان کا فرض ہے کہ معراج شریف کو سچا جانے اور معراج شریف کی خوشی میں وہ تحفہ اور تبرک جو رسول اللہ ﷺ لائے ہیں اس کو قبول کرے اور اس تحفہ معراجیہ کو تادم لحد ہاتھ سے جانے نہ دے جو شخص اس تحفہ کو قبول نہیں کرتا وہ گویا کہ معراج شریف کی برکت آسمانی سے محروم رہنا چاہتا ہے اور سید المرسلین خاتم النبیین علیہ السلام کا وہ ہاتھ مبارک جو اپنی امت کے ہر کلمہ گو کو تحفہ معراجیہ دینے کے لئے بڑھا ہوا ہے اس سے تحفہ لینے کا انکار کر رہا ہے۔

وعید تارک تحفۂ معراج شریف :

حضرت جابرؓ سے روایت ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا بندے اور کفر کو ملا دینے والی چیز نماز کا ترک کرنا ہے (مسلم) یعنی جو شخص نماز ترک کرتا ہے اس میں کفر کی بو آجاتی ہے ایک دوسری حدیث شریف کا یہ مضمون ہے کہ جو لوگ نماز میں شریک نہیں ہوتے جی چاہتا ہے کہ ان کے گھروں کو آگ لگا کر جلا دیا جائے۔

برادرانِ اسلام! اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اور مجھے تحفۂ معراج کو عملی جامہ پہنانے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

اُلٹی کھوپڑی :

موجودہ زمانے کے جاہل عجیب اُلٹی کھوپڑی کے واقع ہوئے ہیں۔حکم خداتعالیٰ اور اتباع سیدالمرسلین خاتم النبیین ﷺ کی تو پرواہ نہیں کرتے اور اپنی خودساختہ بدعات وایجادات خوب زوردیکر کرتے ہیں جو روکے اس پر جھٹ وہابی کا فتویٰ جڑ دیتے ہیں اور بعض کمزور ایمان والے یا جاہل مُلا جوشکم پروری کے لئے ان جاہلوں کے امام بنے ہوئے ہیں وہ بھی ان کی ہاں میں ہاں ملا دیتے ہیں جس سے ان جُہال کوسند مل جاتی ہے۔

نَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلا هَادِىَ لَهُ اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ وَوَ فِّقْنَا لِاتِّبَاعِ نَبِيِّکَ الكَرِيْمِ آمين يَاربَّ العٰلمين .

☆ ☆ ☆

تحفہ میلاد النبی ﷺ

برادرانِ ملت! وہ کون سا کلمہ گو ہے جسے خیر الخلائق سید البشر خاتم الانبیاء والمرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت پر فخر نہیں؟ ہر مسلم حضور سراپا نور ﷺ کے وجودِ باجود کو ابرِ رحمت خیال کرتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ آپ رحمۃ اللعالمین ہیں۔

یومِ میلاد النبی ﷺ :

مسلمانوں کو حضور سراپا نور ﷺ کے ظہور کی خوشی اس لئے ہے کہ آپ ﷺ کی برکت سے انہیں وہ آبِ حیات ملا جس سے وہ دنیا میں مردہ قوم سے زندہ قوم بن گئے ......

ذلیل سے عزیز قوم بن گئے   بد اخلاق سے بااخلاق بن گئے
مفسد سے مصلح بن گئے   بدامن سے امن پسند بن گئے
راہزن سے محافظِ راہ بن گئے   غیر متمدن سے متمدن بن گئے
چور سے پاسبان بن گئے   بت پرست سے خدا پرست بن گئے

انسان کی محسنِ حقیقی جل مجدہ سے سرکشی :

حضور سراپا نور ﷺ کے ظہور سے پہلے دنیا کیا تھی؟ ایک ظلمت کدہ تھی محسنِ حقیقی جل مجدہ کی احسان فراموشی کا بازار گرم تھا۔ عموماً ہر دل محسن کشی کے جذبات اور رویّہ سے لبریز تھا۔ خدا پرستی جو انسان کا فطری جذبہ تھا اس کی بجائے حَجر پرستی، شجر پرستی اور بت پرستی وغیرہ کا دور دورہ تھا بلکہ وہ قومیں (یہود و نصاریٰ) جنہیں خالص خدا پرستی کا دعویٰ تھا اور جو انبیاء علیہم

السلام کے نقشِ قدم پر چلنے کی مدعی تھیں وہ بھی انسان پرستی کے مرضِ مہلک میں مبتلا ہو چکی تھیں ۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصَارٰى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ.(توبہ ۳۰)

ترجمہ: یہود کہتے ہیں کہ عُزیرؑ خدا تعالیٰ کا بیٹا ہے۔اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ عیسیٰ خدا کا بیٹا ہے۔انتہی۔

باہمی تعلّقات کی خرابی :

بعض طبقاتِ انسانی میں اس قدر سنگدلی آ گئی تھی کہ اپنی بیٹیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے (عرب) یا گلا گھونٹ کر مار دیتے تھے۔(ہندوستان) بدچلنی پر فخر ہوتا تھا کہیں بعض انسانوں کو پیدائشی کمینہ اور خلقتی غلام سمجھا جاتا تھا اور اس خلقتی کمینہ کا سایہ دوسری قسم کے پاک انسانوں پر پڑ جاتا تو وہ ناپاک ہو جاتے تھے۔

حاصل یہ ہے کہ ساری دنیا میں ظلمتِ کفر و شرک کی گھٹائیں چاروں طرف چھا رہی تھیں۔بد اخلاقیوں کا دور دورہ تھا۔مذہب ایک بازیچۂ اطفال بنا ہوا تھا۔جیسے چاہا موڑا توڑا جسے چاہا کافر بنایا جسے چاہا جہنم کا مستحق ٹھہرایا۔علماء اہل کتاب ٹٹی کی آڑ میں شکار کھیلا کرتے تھے۔خود کو مذہبی مقتدا ظاہر کر کے ہر قسم کے اموال الٰہی پر قابض ہوتے تھے۔اور ادائے حقوق اللہ میں سب سے زیادہ خود ست تھے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَ الرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ .(توبہ ۳۴)

ترجمہ: اے ایمان والو اکثر احبار اور رہبان لوگوں کے مال نامشروع طریقہ سے کھاتے ہیں اور اللہ کی راہ سے باز رکھتے ہیں۔

ضرورتِ مُصلح :

نظامِ عالم کو ان تمام آلائشوں سے پاک کرنے کے لئے ایک ایسے مُصلح کی ضرورت تھی جس کی برکت سے یہ تمام نقائص دور ہو جاتے۔

سرورِ کائنات ﷺ مخزن برکات :

نظامِ عالم کو جس جامع ہادی کی ضرورت تھی ان تمام خوبیوں کا حامل عالمِ تقدیر میں سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین ﷺ کا وجود باجود تھا اس لئے دستِ غیب نے قرعہ فال بنام فخر الاولین والآخرین ﷺ فداہ ابی و اُمّی نکالا۔

مسلمانوں کا فرض :

رسول اللہ ﷺ جس عہدہ جلیلہ پر فائز ہوئے تھے اور جو فرائض منصبیہ آپ پر عائد کیے گئے تھے۔ اُمتِ محمدیہ ﷺ کے ہر فرد پر لازم ہے کہ ان کمالاتِ محمدیہ ﷺ کا مظہر و مترجم بنے۔ اسی حالِ محمدی ﷺ کو سب نے پہلے اپنا حال بنائے اور بعد ازاں اس قول و فعلِ محمدی ﷺ کی تبلیغ کو اپنا فرض قرار دے تاکہ کہیں مندرجہ ذیل جرائم کا مجرم قرار نہ دیدیا جائے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالْهُدٰی مِنْ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِی الْکِتٰبِ اُولٰٓئِکَ یَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَیَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ۔ (بقرہ ۱۵۹)

ترجمہ: جو لوگ اخفا کرتے ہیں ان مضامین کا جن کو ہم نے نازل کیا ہے جو کہ (اپنی ذات میں) واضح ہیں اور (دوسروں کو) ہادی ہیں بعد اس کے کہ ہم ان کو کتاب (الٰہی تورات وانجیل) میں عام لوگوں پر ظاہر کر چکے ہوں ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ بھی لعنت فرماتے ہیں اور (دوسرے بہتیرے) لعنت کرنیوالے بھی ان پر لعنت بھیجتے ہیں۔

سردارِ دو عالم ﷺ کے چار فرض :

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

ھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۔ (الجمعۃ : ۲)

ترجمہ: خدا تعالیٰ وہ ذات (بے نیاز ہے) جس نے ان پڑھوں میں انہیں میں سے رسول بھیجا جس کا (فرضِ اول) یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ (ان پر اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھتا ہے)

تلاوتِ مسنونہ کے دو جزو ہیں۔ الفاظ دھرانا۔ اور معانی کا سمجھنا۔ حضور سراپا نور ﷺ کی طرح سے تلاوت کا حق صحیح تب ہی ادا ہو سکتا ہے کہ پڑھنے والا دونوں کا لحاظ تام کرے اور اصل بات یہ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت کا فائدہ بھی جب ہی ہوگا۔ ہاں یہ جو قاعدہ شرعی ہے کہ ہر ایک حرفِ تہجی قرآن کی تلاوت پر دس نیکیاں ملتی ہیں۔ وہ مسلّم ہے۔ مثلاً الٓمّٓ کی تلاوت سے تیس نیکیوں کا مستحق ہو جائے گا۔ لیکن فرض کر لیجئے کہ ایک شخص قرآن حکیم کے ایک پارے کی تلاوت صبح کرتا ہے۔ بے شک اس نے بفضلہٖ تعالیٰ نیکیوں کا ایک انبار اپنے اعمالنامے میں جمع کر لیا۔ لیکن بازار یا دفتر میں جا کر انہی احکامِ قرآنی کی اپنی جہالت علمی کے باعث عملی مخالفت کرتا ہے جن کی تلاوت صبح کر کے آیا ہے۔ تو وہ شخص قرآن حکیم کی روزانہ تلاوت کے باوجود فاسق بلکہ اپنے فسق پر مُصر (ضد کرنے والا) کہلائے گا۔ یاد رہے کہ اصرار الصغیرہ (چھوٹے گناہ پر ضد کرنا) گناہ کبیرہ ہے۔ اور گناہ کبیرہ کرنے والا اگر بغیر توبہ مر جائے تو اس کی سزا جہنم ہے۔ قرآن حکیم کے معنٰی سے ناواقف تلاوت کرنے والا ممکن ہے کہ صغائر کو بھی نہ سمجھے اور ان میں مبتلا رہے۔ معنٰی سمجھ کر پڑھنے والا اگر ایک رکوع کی تلاوت کرتا ہے لیکن جو حکم احکم الحاکمین کی بارگاہ سے اسے ملتا ہے۔ اسے سمجھ کر قوتِ ایمانی کی برکت سے اس پر عمل کرنے کا عہد کر کے اٹھتا ہے تو وہ تھوڑے دنوں میں انشاء اللہ تعالیٰ اعلیٰ درجے کا پرہیزگار بن جائے گا۔

ازالۂ غلط فہمی :

مذکورۃ الصدر عرضداشت سے یہ نہ سمجھا جائے کہ میں تلاوۃ سادہ یعنی معنی سمجھے بغیر پڑھنے کا مخالف ہوں میں تو تلاوتِ مسنونہ کی تفصیل عرض کرر ہا تھا۔ اگر تلاوت کا حق تمام ادا نہ ہو سکے تو پھر جتنا ہو سکے اس سے قاصر نہ رہنا چاہئے ۔لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا کَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَااکْتَسَبَتْ (البقرہ ۲۸۶)

(فرض دوم) وَیُزَکِّیْهِمْ ترجمہ: اوران کے باطن کو پاک کرتا ہے۔

توضیح مزید :

یعنی امراضِ روحانی (حسد، بُغض، کینہ، عداوت، تعصب، ہٹ دھرمی، غرور، انانیت، تکبر، جاہ طلبی، زر پرستی، بدنیتی اور بدخواہی وغیرہ) سے پاک کرتا ہے۔ سرورِ کائنات فداہ ابی و امی ﷺ کے ہاں سوائے قرآن حکیم کے اور کوئی نصابِ تعلیم نہ تھا۔ لہذا معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اندران اوصافِ حمیدہ کا پیدا ہو جانا محض قرآن حکیم کی تعلیم اور رسول خدا ﷺ کی صحبت کی تاثیر سے تھا۔

تزکیۂ تصوف :

طرائق اربعہ (یعنی صوفیائے کرام کے چار طریقے نقشبندی، قادری، سہروردی اور چشتی) کے ذریعے سے جو تزکیہ کرایا جاتا ہے۔ اس کا مطلب صرف یہ ہوتا ہے کہ ذاکر کے دل میں محبت الٰہی کا ذوق اسی طرح غالب ہو جائے جس طرح محبّ و محبوب کا تعلق ہوتا ہے۔ محب اپنے محبوب کی ہر ادا پر فدا ہوتا ہے۔ اسی طرح خدا پرست مومن اپنے محبوب و معشوق حقیقی جل مجدہ کے ہر ایک حکم کی تعمیل بخوشی کرے اور حجاباتِ طبعیہ و رسمیہ مانع نہ ہوں۔

مثال: صوفیائے کرام کی صحبت اور اشغال و لطائف تزکیہ کی مثال بعینہ اسی طرح پر ہے جس طرح تختی کو میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے۔ تا کہ قلم بآسانی لکھ سکے۔ اور لکھا ہوا

صاف پڑھا جائے۔ حضرت مجدّد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ العزیز اپنے ملتوبات میں ارشاد فرماتے ہیں کہ طریقت اور حقیقت، شریعت کی خادمہ ہیں۔

لہذا تزکیہ وتصوّف متعارف، لوحِ دل کو احکامِ شریعت کے لکھنے کی خاطر صاف ستھرا کرنے کرانے کا نام ہے۔ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِحَقِيْقَةِ الْحَالِ

(فرض سوم) وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ ترجمہ: اور انہیں کتاب (اللہ تعالیٰ کی نازل کی ہوئی) پڑھاتا ہے۔

تالی ومعلّم کا فرق :

تالی (تلاوت کرنے والا) فقط الفاظ کے دہرانے والے کو بھی کہہ سکتے ہیں۔ اگر چہ وہ مخاطبین کے شکوک وشبہات میں سے ایک کا بھی جواب دینے کی استعداد نہ رکھتا ہو۔ لیکن معلّمِ قرآن میں اس استعداد کا ہونا ضروری ہے۔ جس سے متعلمین کے شکوک وشبہات رفع ہوں اور ان کا دل کتابُ اللہ کے معانی کے علاوہ مصالح اور حِکم سے بھی روشن ہو۔ اور ان کے قلوب میں کتابُ اللہ کے حقائق ومعارف سے منزِل کتاب جل مجدہ وعزّ اسمہٗ کی عظمت ورفعت کا سکّہ بیٹھ جائے اور اس کتاب پاک کی تعلیم ربانی کا وہ نشہ ان پر چڑھے کہ جب تک ساری دنیا کو پیغامِ حق پہنچا نہ لیں چین نہ آئے۔

هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ. (الصف: ۹)

(فرض چہارم) وَالْحِكْمَةَ ترجمہ: اور وہ نبی انہیں حکمت سکھاتا ہے۔ انتہیٰ

حکمت کے معنیٰ دانش ہے۔ یعنی مقاصد قرآن حکیم پڑھانے کے بعد درسگاہِ نبوی ﷺ سے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو وہ فہم ودانش اور عقل وشعور سکھایا جاتا ہے جس سے مقاصدِ مہمہ قرآن بفضلہٖ تعالیٰ بآسانی حاصل ہوجاتے ہیں۔ قرآن حکیم تو آج بھی مسلمانوں میں موجود ہے لیکن وہ دانش نہیں ہے جو صحابہ کرامؓ کو رسول اللہ

ﷺ کی صحبت میں حاصل ہوتی تھی۔ دنیا بھر کے بہادر جرنیلوں سے بڑھ کر وہ بہادر جرنیل تھے۔

دنیا بھر کے علماء سے بڑھ کر وہ بڑے عالم تھے۔ دنیا بھر کے مصنّفوں سے بڑھ کر عالی دماغ مصنف تھے، دنیا بھر کی منظم فوجوں سے بڑھ کر وہ منظم فوج تھے، دنیا بھر کے سپاہیوں سے بڑھ کر فرمانبردار سپاہی تھے، دنیا بھر کے مبلغین سے بڑھ کر بہترین مبلّغ تھے۔ غرضیکہ ان تمام اقوال وافعال میں دانشمندی کا بیّن ثبوت ملتا ہے۔ آج ہم ہیں کہ جن پر یہ ضرب المثل صادق آتی ہے۔ اُونٹ رے اُونٹ تیری کون سی کل سیدھی

آخری عرضداشت :

مسلمانوں کا فرض ہے کہ میلاد النبی ﷺ کی اس حکمت کو پیشِ نظر رکھیں۔ جو آپ کے وجودِ مسعود کے ساتھ وابستہ تھی۔ جس کا ذکر گذشتہ چار فرضوں میں آچکا ہے۔ اور اس کے احیاء میں سرگردان وساعی ہوں فقط یہی کافی نہیں کہ شیعہ حضرات کی طرح سال میں فقط ایک دفعہ اس واقعے کی یاد تازہ کر دی جائے اس دن کچھ کھایا کھلایا یا کچھ وعظ کرایا۔ بس ختم شد بلکہ ہر کلمہ گو کا فرض ہے کہ سال کے بارہ مہینے اور ہر مہینے کے تیس دن اور ہر دن کے چوبیس گھنٹوں اور ہر گھنٹے کے ساٹھ منٹوں میں حکمتِ میلاد النبی ﷺ کو اپنا حال بنائے اور دوسرے بنی نوع انسان کو اس نعمتِ عظمیٰ کی شرکت کے لئے دعوت دیتا رہے۔

موجودہ مجالس ہائے میلاد :

آنحضرت ﷺ کی ولادت باسعادت یا مناقب کا ذکرِ خیر موجبِ نزولِ رحمت الٰہیہ ہے۔ اس سے کسی مسلمان کو انکار نہیں ہوسکتا۔ اور ایسی مجالسِ متبرکہ کا انعقاد جب کوئی چاہے ہوسکتا ہے۔ ان مجالس میں ایسے علماءِ باخبر کو بلایا جائے جن کے دلوں میں رسول اللہ ﷺ کا سچا عشق ہو۔ اور آپ کے اتباع سے ان کے اقوال وافعال صورت وسیرت رنگی ہوئی

ہو، تاکہ ان کی زبان میں تاثیر ہو اور سننے والوں پر بھی اثر ہو۔ ایسی مجالس کے لئے نہ تعین تاریخ کی ضرورت ہے نہ تکلفاتِ روشنی اور سامان خورد ونوش کی احتیاج۔

موجودہ مجالسِ میلاد میں مندرجہ ذیل نقائص پائے جاتے ہیں:

(۱) بجائے علمائے ربّانی کے عموماً خوش الحان نعت خواں بلائے جاتے ہیں۔

(۲) نعت خوان عموماً جاہل، بے دین، داڑھی مُنڈے، بے نماز، غیبت کرنے والے اور جھوٹ بولنے والے ہوتے ہیں۔ لیکن ان کی خوش آوازی کے باعث انہیں اس مجلس مبارک کا روحِ رواں بنایا جاتا ہے۔

(۳) نعتیں عموماً جاہلوں کی کہی ہوئی ہوتی ہیں۔ جن میں شریعتِ محمدیہ ﷺ کے قواعد وضوابط کا لحاظ نہیں رکھا جاتا۔ مثلاً ایک نعت کا ایک شعر بطورِ نمونہ مشاہدہ ہو۔

شریعت کا ڈر ہے نہیں صاف کہہ دوں
خدا خود رسولِ خدا بن کے آیا

(۴) ایسی مجالس کے انعقاد کے وقت ضرورت سے زائد روشنی کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ جو اسراف ہے اور شرعاً حرام ہے۔ مثلاً ایک چراغ سے مسجد روشن ہوسکتی ہے تو اس کی بجائے دس پندرہ جلا دیئے جاتے ہیں۔

مذکورۃ الصدر نقائص پر جو شخص اپنے بھائیوں کو متنبہ کرنا چاہے تو بجائے اپنی اصلاح کے الٹا مصلح کو وہابی، بے ایمان، دشمنِ رسول کے القاب سے یاد کیا جاتا ہے۔

فَاعْتَبِرُوْا یَااُولِی الْاَبْصَارِ، وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ۔

☆ ☆ ☆

مسلمانوں کو مرزائیت سے نفرت کے اسباب
اور
مرزا کے متضاد اقوال

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْم .

برادرانِ اسلام! تقسیم ملک سے پہلے مرزائیوں کے باطل فرقہ کی اشاعت کا
دروازہ تقریباً بند ہو چکا تھا کیوں کہ مسلمانوں کے علماء کرام نے اپنی تقریروں اور تحریروں سے
اس باطل اور کفر پرست فرقہ کا پول اس قدر کھول دیا تھا کہ انہیں اتنی ہمت نہیں ہو سکتی تھی کہ
کہیں اہلِ سنت والجماعت کے مقابلہ پر آئیں انہیں مناظروں میں اتنی شکستیں مل چکی تھیں
کہ انہیں مقابلے میں آنے کی ہمت نہیں رہی تھی بالخصوص جمیعۃ احرارِ ہند کے صدر مجاہد اعظم
مجسمۂ شجاعت، عاشق قرآن، حافظ قرآن، مقرر سحر بیان، حضرت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ
بخاری صاحب نے احراری فوج کی معیت میں مرزائیت کے قلعہ پر اپنی تقریروں کے گولوں
سے وہ بمباری کی کہ مرزائیت کے قلعہ کی اینٹ سے اینٹ بج گئی اور مرزائیت کے قلعہ کے
مسمار ہو جانے کے بعد مسلمانوں کے دلوں سے مرزائیوں کے مسلمان ہونے یا ان کے خادم
اسلام ہونے کا خیال نکل گیا بلکہ مسلمانوں کے دلوں میں عقیدہ راسخ ہو گیا کہ فرقہ مرزائیہ
اسلام کے بھیس میں اسلام سے دشمنی کر رہا ہے۔ مگر

تقسیمِ مُلک کے بعد :

تقسیم ملک کے بعد اس فرقۂ باطلہ نے پھر سر اٹھایا. کیونکہ پاکستان میں ایسے حالات پیدا ہوگئے ہیں کہ کئی مرزائی معزز عہدوں پر برسرِ اقتدار آگئے ہیں. اور وہ لوگ اپنے ہم خیال لوگوں کی پوری پوری امداد کرتے ہیں اور ہر ممکن کوشش کر کے انہیں اچھی سے اچھی جگہیں دلانے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتے ہیں. اس لیے بہت سے نوجوان روٹی کے خاطر مرزائیت کی رو میں بہتے نظر آتے ہیں ابھی چند دن کا ذکر ہے کہ میرے پاس ایک نوجوان کلرک آیا. اور کہا کہ ہم چند دوست ہیں سوائے میرے باقی سب مرزائی ہونے پر آمادہ ہو چکے ہیں. کہ ہمارے مسلمان افسر ہماری کوئی مدد نہیں کرتے. اور مرزائی افسر اپنے چھوٹے چھوٹے آدمی کے لئے پوری امداد کرتے ہیں. اور اسے کامیاب کر دیتے ہیں۔

ڈاکٹر سر اقبال مرحوم کی رائے :

راقم الحروف (مولانا احمد علی عفی عنہ) ایک مرتبہ ڈاکٹر سر اقبال مرحوم ومغفور سے ملا. اور ان سے میں نے سوال کیا کہ ڈاکٹر صاحب! نوجوان طبقہ کیوں مرزائیت کی طرف مائل ہو جاتا ہے. فرمانے لگے، مولوی صاحب! روٹی کے باعث ادھر جھک جاتے ہیں.

روٹی کے لئے ایمان نہ بیچیں :

برادرانِ اسلام! رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے. کہ ماں کے پیٹ ہی میں انسان ہوتا ہے. اس وقت فرشتہ اللہ تعالیٰ سے دُعا کر کے انسان کا رزق مقدر لکھ دیتا ہے. میرے بھائیو! جو رزق ماں کے پیٹ میں مقدر ہو چکا ہے. اس میں سے ایک دانہ بھی چھوڑ کر انسان دنیا سے نہیں جائے گا اور نہ اس رزقِ مقدر سے ایک دانہ زائد کھا کر جائے گا. جب واقعہ یہ ہے تو پھر خدا تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ مسلمان روٹی کیلئے اپنا ایمان نہ بیچیں ۔ ورنہ یاد رکھئے. ایمان بیچ کر روٹی حاصل کرنے میں دنیا تو برباد ہوگی مگر اس کے ساتھ آخرت بھی برباد ہو جائے گی۔

نفرت بلا سبب نہیں ہے :

برادرانِ ملت ! مرزائیوں سے مسلمانوں کی نفرت بلا سبب نہیں ہے بلکہ اس کے لئے کئی اسباب ہیں ان کی مختصر سی فہرست پیش کرتا ہوں.

پہلا سبب :

مرزا غلام احمد نے ایسی امت تیار کی ہے. جو کہ انگریزوں کی وفادار فوج ہے :

''سو خدا تعالیٰ نے مجھے اس وصول پر قائم کیا ہے کہ محسن گورنمنٹ کی، جیسا کہ یہ گورنمنٹ برطانیہ ہے. سچی اطاعت کی جائے. اور سچی شکرگزاری کی جائے. سو میں اور میری جماعت اس اصول کے پابند ہیں. چنانچہ میں نے اس مسئلہ پر عمل درآمد کرانے کے لئے بہت سے کتابیں عربی، فارسی اور اردو میں تالیف کیں. اور ان میں تفصیل سے لکھا کہ کیونکر مسلمان برٹش انڈیا گورنمنٹ برطانیہ کے سائے کے نیچے آرام سے زندگی بسر کرتے ہیں. اور...... آزادی سے اپنے مذہب کی تبلیغ کرنے پر قادر ہیں اور تمام فرائض منصبی بے روک ٹوک بجا لاتے ہیں. پھر ''اس مبارک اور امن بخش گورنمنٹ کی نسبت کوئی بھی خیال جہاد کا دل میں لانا کس قدر ظلم اور بغاوت ہے''. یہ کتابیں ہزار ہا روپے کے خرچ سے طبع کرائی گئیں اور پھر اسلامی ممالک میں شائع کی گئیں اور میں جانتا ہوں کہ یقیناً ہزار ہا مسلمانوں پر ان کتابوں کا اثر پڑا ہے. بالخصوص وہ جماعت جو میرے ساتھ تعلق بیعت و مریدی رکھتی ہے. وہ ایک ایسی سچی مخلص اور خیر خواہ اس گورنمنٹ کی بن گئی ہے کہ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ ان کی نظیر دوسرے مسلمانوں میں نہیں پائی جاتی. وہ گورنمنٹ کے لئے ایک وفادار فوج ہے. جن کا ظاہر و باطن گورنمنٹ برطانیہ کی خیر خواہی سے بھرا ہوا ہے''. (تحفہ قیصریہ صفحہ ۱۰ مطبوعہ ماہ جولائی ۱۹۲۲ء)

مسلمانوں کی نظر میں انگریز :

مسلمان گورنمنٹ برطانیہ کو اس کے موجودہ خیالات و حالات کی بناء پر خدا تعالےٰ

کا دشمن، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن، قرآن کا دشمن، اسلام کا دشمن اور مسلمان کا دشمن جانتے ہیں. اور مرزا غلام احمد مسلمانوں کو اس کی وفادار فوج بنانا چاہتے ہیں جس کا ظاہر و باطن گورنمنٹ برطانیہ کی خیر خواہی سے بھرا ہوا ہے ......ع ببیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا

نتیجہ:۔ ان حالات میں مسلمان کیوں نہ مرزائیت سے متنفر ہوں.

دوسرا سبب' خدا تعالیٰ کی توہین (اپنے خدا ہونے کا دعویٰ) :

ایک طرف تو مرزا غلام احمد خدا تعالے کا رسول ہونے کا مدعی ہے. اپنی کتاب دافع البلاء صفحہ نمبر ۱۱ میں کہتا ہے. ''سچا خدا ہے جس نے قادیان میں رسول بھیجا'' اور دوسری طرف خود خدا ہونے کا مدعی ہے. کیا کبھی کسی نبی نے خدا ہونے کا دعویٰ بھی کیا ہے. اور کیا یہ دعویٰ نمرود اور فرعون جیسا نہیں ہے. مرزا کی عبارت ملاحظہ ہو :

''میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خدا ہوں اور یقین کیا کہ میں وہی ہوں''. (کتاب البریہ صفحہ ۸۷٬۸۹ آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۶۴)

تیسرا سبب' خدا کا باپ ہونے کا دعویٰ :

اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعُلیٰ کَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ .

(استفتاء صفحہ نمبر ۸۵)

چوتھا سبب' خدا کا بیٹا ہونے کا دعویٰ :

اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ اَوْلَادِیْ . (حاشیہ اربعین صفحہ نمبر ۴ و صفحہ نمبر ۱۹)

پانچواں سبب' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین :

محمدؐ پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

(اخبار بدر صفحہ ۴۳ جلد ۲ مورخہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء)

کیاان شعروں میں رسول للہ ﷺ کی توہین نہیں ہے؟

جو شخص انگریزوں کے لئے ظاہر و باطن فوج تیار کرنے والا ہو اور جو شخص خود کو گونمنٹ برطانیہ کا خود کاشتہ پودا کہے اور جو شخص انگریز کے خلاف جہاد کو حرام قرار دے محمد ﷺ کہلائے بلکہ رسول ﷺ سے اپنے آپ کو افضل سمجھے، کیا مسلمان اس سے خوش ہو سکتے ہیں؟ کیا یہ رسول اللہ ﷺ کی توہین نہیں ہے؟

نوٹ: یہ اشعار اس نظم کے ہیں۔ جو مرزا غلام احمد کے مرید اکمل آف گولیکے نے لکھی اور مرزا غلام احمد کے روبرو مجمع عام میں پڑھی گئی اور خوشخط لکھے ہوئے قطعے کی صورت میں پیش کی گئی اور مرزا صاحب اسے اپنے ساتھ اندر لے گئے اور اس وقت خود مرزا صاحب اور کسی دوسرے نے بھی اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ حالانکہ مولوی محمد علی امیر جماعت احمدیہ اور اعوانہم وہیں موجود تھے۔

(۲) رسول اللہ ﷺ سے افضل ہونے کا دعویٰ، ہمارے نبی اکرم ﷺ کے معجزات کی تعداد تین ہزار لکھی ہے۔ (تحفہ گولڑویہ ص نمبر ۴۰)

اور اپنے معجزات کی تعداد براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ نمبر ۵۶ پر دس ۱۰ لاکھ بتلائی ہے۔ کیا یہ حضرت محمد ﷺ کی توہین نہیں ہے؟

رسول اللہ ﷺ کی تیسری توہین :

"اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن وحدیث میں موجود ہے۔ اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے۔ هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ۔ (اعجاز احمدیہ ص ۷)

اس عبارت میں نبوت تشریعی کے ساتھ ساتھ یہ بھی دعویٰ ہے۔ کہ ہمارے رسول اللہ ﷺ اس آیت کے مصداق نہیں۔ جو صریح کفر ہے۔

چھٹا سبب' رسول اللہ ﷺ کی حدیث کی توہین :

''میرے اس دعویٰ کی بنیاد حدیث نہیں. بلکہ قرآن اور وحی ہے جو میرے پر نازل ہوئی. ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کر سکتے ہیں. جو قرآن شریف کے مطابق ہیں. اور میری وحی کے معارض نہیں. اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں''۔
(اعجاز احمد یہ صفحہ نمبر ۲۹، ۳۰، ۳۱ تحفہ گولڑ و یہ صفحہ ۱۰۰)

مسلمانوں کے متعلق مرزا بشیرالدین محمود کے فتویٰ :

۱ : کسی مسلمان کا جنازہ مت پڑھو:

''قرآن شریف سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسا شخص جو بظاہر ایمان لے آیا ہے. لیکن حقیقی طور پر اسکے دل کا کفر معلوم ہو گیا ہے تو اس کا بھی جنازہ جائز نہیں ہے. پھر غیر احمدی کا جنازہ کس طرح جائز ہو سکتا ہے''۔ (انوار خلافت ۱۲)

۲۔ مسلمانوں سے رشتے ناطے جائز نہیں :

''غیر احمدیوں کو لڑکی دینے سے بڑا نقصان پہنچتا ہے. اور علاوہ اس کے وہ نکاح جائز نہیں ہے. لڑکیاں چونکہ طبعاً کمزور ہوتی ہیں. اس لئے جس گھر میں بیاہی جاتی ہیں. اس کے خیالات اور اعتقادات کو اختیار کر لیتی ہیں اور اس طرح دین کو تباہ کر لیتی ہیں''۔
(برکاتہ خلافت صفحہ ۷۳. مصنفہ مرزا بشیرالدین محمود)

۳۔ غیر احمدی کے پیچھے نماز جائز نہیں :

''باہر سے لوگ بار بار پوچھتے ہیں. میں کہتا ہوں تم جتنی دفعہ بھی پوچھو گے اتنی دفعہ میں یہی جواب دوں گا کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں، جائز نہیں، جائز نہیں''۔
(انوار خلافت صفحہ نمبر ۸۹)

۴۔غیر احمدی ہندو اور عیسائیوں کی طرح کافر ہیں:

''جو شخص غیر احمدی کو رشتہ دیتا ہے.وہ یقیناً حضرت مسیح موعود کو نہیں سمجھتا.اور نہ یہ جانتا ہے کہ احمدیت کیا چیز ہے کیا کوئی غیر احمدیوں میں ایسا بے دین ہے جو کسی ہندو یا عیسائی کو اپنی لڑکی دے ان لوگوں کو تم کافر کہتے ہو مگر وہ تم سے اچھے رہے کہ کافر ہو کر بھی کسی کافر کو لڑکی نہیں دیتے مگر تم احمدی کہلا کر کافر کو دیتے ہو.'' (ملائکۃ اللہ صفحہ نمبر ۴۶ مصنفہ بشیر الدین محمود)

۵۔تمام اہل اسلام کافر خارج از دائرہ اسلام ہیں:

''سوم یہ کہ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے.خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا.وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں.میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ میرے عقائد ہیں''۔ (آئینہ صداقت صفحہ ۳۵)

۶۔غیر احمدی کے بچے کا بھی جنازہ مت پڑھو:

''پس غیر احمدی کا بچہ بھی غیر احمدی ہوا.اس لئے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہیئے''۔ (انوار صداقت صفحہ نمبر ۹۳ مصنفہ مرزا بشیر الدین محمود)

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے خدا ہونے کا دعویٰ کیا:

''میں نے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خدا ہوں اور یقین کیا کہ میں وہی ہوں''۔ (کتاب البریہ صفحہ نمبر ۹۔)

حضرت عیسیٰ کی توہین بزبان مرزا غلام احمد قادیانی:

۱۔ آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے.تین دادیاں اور نانیاں زنا کار عورتیں تھیں.جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا''۔ (حاشیہ ضمیمہ آتھم صفحہ نمبر ۷)

''آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت

درمیان ہے. ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا. کہ وہ اس کے سر پر ناپاک ہاتھ لگائے اور زناکاری کی کمائی کا عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے. سمجھ والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہوسکتا ہے''۔

(حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۷)

مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریز کی اطاعت اور جہاد کی ممانعت میں کتابوں کی پچاس الماریاں لکھیں: ''میری عمر کا اکثر حصہ سلطنتِ انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے. اور میں نے مخالفت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں. اور اشتہارات شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں'' ۔(تریاق القلوب صفحہ ۱۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

ساتواں سبب' مرزا صاحب کو نبی نہ ماننے والے سب مسلمان حرام زادے ہیں :

''ان میری کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی آنکھ سے دیکھتا ہے اور ان کی معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور مجھے قبول کرتا ہے. مگر رنڈیوں (زناکاروں) کی اولاد جن کے دلوں پر خدا نے مہر کر دی ہے وہ مجھے قبول نہیں کرتے''۔

(ترجمہ عبارت عربی آئینہ کمالاتِ اسلام. مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی ۵۴۸،۵۴۷)

آٹھواں سبب :

مرزا کے مخالف سؤر اور ان کی عورتیں کتیوں سے بھی بدتر ہیں:۔''میرے مخالف جنگلوں کے سؤر ہیں اور ان کی عورتیں کتیوں سے بدتر ہیں۔

(ترجمہ عربی نجم الھدیٰ. مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صفحہ ۱۰)

نواں سبب :

مرزا کے معجزات کو نہ ماننے والا شیطان ہے:۔ ''خدا نے مجھے ہزارہا نشانات

(معجزات) دیئے ہیں لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں وہ نہیں مانتے''۔

(بحوالہ [illegible] تصنیف مرزا غلام احمد قادیانی صفحہ ۱۳)

کیا یہی شرافت ہے ؟

برادران اسلام! کیا یہی شرافت ہے جس کے بل بوتے پر مرزا غلام احمد قادیانی اپنے آپ کو نبی اور رسول کہتے ہیں. کیا پیغمبروں کی یہی اخلاق ہوتے ہیں؟ مرزا غلام احمد نے اپنے نہ ماننے والے سب مسلمانوں کو حرام زادہ سؤر اور شیطان سے تعبیر کیا ہے. اور سب مسلمان عورتوں کو کتیاں بنا دیا ہے ایسے گرے ہوئے اخلاق کا انسان شریف انسان بھی نہیں ہوسکتا چہ جائے کہ نبی اور رسول ہو۔

پیغمبر کا اخلاقی مرتبہ :

پیغمبر تو سب سے بڑھ کر اعلےٰ درجے کا با اخلاق ہوتا ہے. چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے متعلق قرآن مجید میں اعلان ہے: ''بے شک تو (اے پیغمبر) بڑے خلق والا ہے''۔

دسواں سبب' انگریزوں کا خودکاشتہ پودا ہوکر نبوت کا دعویٰ :

''اے ایمان والو! یہود اور نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ. وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو کوئی تم میں سے ان کیساتھ دوستی کرے تو وہ انہی میں سے ہے۔

(سورۃ مائدہ، رکوع ۸)

اللہ تعالےٰ تو فرمائے کہ جو یہود اور نصاریٰ سے دوستی رکھے وہ انہیں میں سے اور مرزا صاحب مسلمانوں کے نبی بنتے ہیں اور نصاریٰ کے یارِ غار ہیں:۔ ''صرف یہ التماس ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس سال کے متواتر تجربہ سے ایک

وفادار جاں نثار خادم ثابت کر چکی ہے. اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں. "اس خود کاشتہ پودا" کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنا خون بہائے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا. اور نہ اب فرق ہے. لہذا ہمارا حق ہے کہ خدمات گذشتہ کے لحاظ سے سرکار دولت مدار کی پوری عنایت اور خصوصیت توجہ کی درخواست کریں. تا کہ ہر ایک شخص بے وجہ ہماری آبروریزی کے لئے دلیری نہ کر سکے. درخواست بحضور نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ. منجانب: خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان، مورخہ ۲۲ فروری ۱۸۹۸ء مندرجہ: تبلیغ رسالت (جلد ہفتم) مؤلفہ میر قاسم علی قادیانی)

حاصل یہ کہ: مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت خداداد نہیں تھی. بلکہ انگریزوں نے اسے نبی بنایا تھا. اس لئے انگریزوں کی حمایت کے لئے مرزا صاحب نے پچاس الماریاں کتابوں کی لکھ کر تمام ممالکِ اسلامیہ میں وہ کتابیں شائع کیں

گیارہواں سبب' عیسائی حکومت کے خلاف جہاد کرنے والے حرامی ہیں :

برادرانِ اسلام! آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں جو عیسائیت کی تصویر اور اس کے خال وخط تھے. وہ اسلام کے مخالف تھے اسی لئے اس وقت کے عیسائی اسلام سے ٹکرائے. اس لئے رسول اللہ ﷺ نے پیش گوئی فرمائی تھی :

"هلک کسریٰ ولا کسریٰ بعده'. هلک قیصر ولا قیصر بعده'

ترجمہ: کسریٰ ہلاک ہو جائے گا اس بعد کوئی کسریٰ نہیں ہوگا قیصر ہلاک ہوگا اور اس کے بعد کوئی قیصر نہیں ہوگا۔

اس فرمان کی بنا پر صحابہ کرام نے قیصر کی حکومت کو تباہ کیا۔ اس کے بعد صلیبی جنگوں میں عیسائی طاقتیں مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگاتی رہیں۔ گویا کہ ابتداء اسلام سے آج تک عیسائیوں سے جہاد ہوتا رہا۔ انگریزوں نے ہی خلافت اسلامی کو پارہ پارہ کیا۔ انگریزوں نے ہی فلسطین میں یہودیوں کو آباد کیا اب مرزا صاحب کہتے ہیں کہ انگریزوں سے جہاد کرنے والے حرامی ہیں: ـ ’’بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں؟ سو یہ یاد رہے کہ سوال ان کا نہایت ہی حماقت کا ہے۔ کیونکہ جن کے احسانات کا شکر کرنا عین فرض ہے اور واجب ہے اس سے جہاد کیسا؟ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار کا کام ہے‘‘۔

(اشتہار گورنمنٹ کی توجہ کے لائق ص ۳ ملحقہ شہادت القرآن مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

بارہواں سبب: ممانعت جہاد اور اطاعت انگریزوں میں کتابوں کی پچاس الماریاں:

’’میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید و حمایت میں گزرا ہے اور میں نے جہاد کی ممانعت اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار تقسیم کیے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ کوشش اور خواہش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں‘‘

تیرھواں سبب' مرزا کا آدھا دین انگریزوں کی وفاداری ہے :

''دوستو! میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں. یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں ایک یہ کہ خدا کی اطاعت کریں. دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو جس نے ظالموں کے ہاتھوں سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو سو وہ سلطنت حکومتِ برطانیہ ہے، (اشتہار گورنمنٹ کی توجہ کے لائق ص ۳ ملحقہ شہادت القرآن مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی) وہ حکومت برطانیہ جو خدا کی دشمن (بحیثیت تثلیث پرست ہونے کے) رسول اللہ ﷺ کی دشمن (کہ آپ کو سچا نبی نہیں مانتی) قرآن کی دشمن (کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے نازل شدہ نہیں مانتی) اسلام کی دشمن (کہ اس کے مٹانے کے درپے رہے) مسلمان کی دشمن (کہ ہمیشہ مسلمانوں کے درپئے آزار رہی) ایسی بے ایمان ودشمن اسلام حکومت کی وفاداری مرزا صاحب کا جزو ایمان ہے. کیا کوئی سچا مسلمان مرزا صاحب کے اس عقیدہ میں ہم خیال ہوسکتا ہے. ہاں وہ لوگ مرزا صاحب کے ہمنوا ہوسکتے ہیں. جو اپنے گناہوں کے سبب سے اپنی عقل سلیم کھو چکے ہیں. اور اللہ تعالےٰ نے ان کی سمجھ بوجھ سلب کر لی ہو۔

اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْھُمْ۔

چودھواں سبب' نبوت کے دعویٰ :

سچا خدا ہے جس نے قادیان میں رسول بھیجا۔ (دافع البلاء ص:۱۱)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ :

میرے بعد تیس دجال پیدا ہوں گے. ان میں ہر ایک نبی ہونے کا دعویٰ کرے گا. لیکن واقعہ یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا لہٰذا مسلمان ہر مدعی نبوت کو اس حدیث کی بنا پر دجال کہتے ہیں. چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی بھی مسلمانوں کے عقیدہ میں انہیں دجالوں میں سے ایک ہیں۔

عیسیٰ ابن مریم ہونے کا دعویٰ :

’’اس خدا کی تعریف جس نے مسیح بن مریم بنایا‘‘۔

(حاشیہ حقیقۃ الوحی ص ۷۱۔ اربعین ص ۳ ج ص ۳۲)

یہ دعویٰ تو تقریباً تمام کتابوں میں موجود ہے. مسلمان تو اس عیسیٰ ابن مریم کی آمد کے قائل ہیں جو رسول اللہ ﷺ سے تقریباً پونے پانچ سو سال پہلے پیدا ہوئے تھے. اور جو دمشق میں آسمان سے نازل ہوں گے. جو رسول اللہ ﷺ کے دین کی اشاعت فرمائیں گے نہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح اپنا دین بنائیں گے۔

سولھواں سبب ابراھیم علیہ السلام ہونے کا دعویٰ :

آیت:۔ وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِیْمَ مُصَلًّى. اس کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ جب امت محمدیہ میں بہت فرقے ہو جائیں تب آخر زمانہ میں ایک ابراھیم پیدا ہوگا. اور ان سب فرقوں میں وہ فرقہ نجات پائے گا. جو اس ابراھیم کا پیرو ہوگا.

(اربعین ص ۲،۲۳)

اس دعویٰ میں قرآن کی آیت کی تحریف ہے اللہ تعالےٰ ایسی بے ایمانیوں سے بچائے. کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے لے کر آج تک مسلمان گمراہ ہی رہے کہ انہوں نے اس آیت کا مصداق رسول اللہ ﷺ کو غلطی سے بنائے رکھا تھا. برادرانِ اسلام! آئندہ درج شدہ حوالہ جات سے یہ صاف ظاہر ہو جائے گا. کہ قادیانی نبی اپنے ہی فیصلہ کے مطابق (۱) کافر ہے (۲) خارج از اسلام ہے (۳) ملعون ہے (۴) پاگل ہے (۵) منافق ہے (۶) مخبوط الحواس ہے (۷) اور جھوٹا ہے۔

قادیانی نبی کی متضاد باتیں :

قادیان طاعون سے اس لئے محفوظ رکھی گئی ہے. کہ وہ خدا کا رسول اور فرستادہ

قادیان میں تھا۔ (دافع البلاء صفحہ ۵)

اگرچہ طاعون تمام بلاد پر اپنا پر ہیبت اثر ڈالے گی مگر قادیان یقیناً اس کی دستبرد سے محفوظ رہے گا۔ (اخبار الحکم، ۱۰ اپریل ۱۹۰۲ء)

چونکہ یہ امر ممنوع ہے کہ طاعون زدہ لوگ اپنے دیہات کو چھوڑ کر دوسری جگہ جائیں اس لئے اپنی جماعت کے ان تمام لوگوں کو جو طاعون زدہ علاقہ میں ہیں منع کرتا ہوں کہ وہ اپنے علاقہ سے قادیان یا دوسری جگہ جانے کا ہرگز قصد نہ کریں۔ اور دوسروں کو بھی روکیں اور اپنے مقامات سے ہرگز نہ ہلیں۔ (اشتہار لنگر خانہ کا انتظام حاشیہ)

طاعون کے دنوں میں جب قادیان میں طاعون زور پر تھا۔ میرا لڑکا شریف احمد بیمار ہوا۔ (حقیقۃ الوحی حاشیہ صفحہ ۸۴)

مجھے معلوم ہوا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب کسی شہر میں وبا نازل ہو تو اس شہر کے لوگوں کو چاہیے کہ بلا توقف اس شہر کو چھوڑ دیں۔ ورنہ خدا تعالےٰ سے لڑنے والے ٹھہرائے جائیں گے۔ (ریویو جلد نمبر ۶ صفحہ نمبر ۳۶۵) مریدوں کے لئے عام ہدایت)

برادرانِ اسلام! میں اس رسالہ کے صفحہ نمبر ۱۳، ۱۴ پر مرزا صاحب کی کتابوں کے حوالے سے ثابت کر چکا ہوں کہ مرزا صاحب کو نبی نہ ماننے والے مسلمان حرام زادے ہیں۔ مرزا صاحب کے مخالف سؤر اور ان کی عورتیں کتیوں سے بدتر ہیں مرزا صاحب کو نہ ماننے والے شیطان ہیں۔

ہم ایسے ناپاک خیال اور متکبر اور راستبازوں کے دشمن کو ایک بھلا مانس آدمی قرار نہیں دے سکتے چہ جائیکہ نبی قرار دیں۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵ حاشیہ)

کسی انسان کو حیوان کہنا بھی ایک قسم کی گالی ہے۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۲۶ حاشیہ)

جہاں تک مجھے معلوم ہے، میں نے ایک لفظ بھی ایسا استعمال نہیں کیا جس کو دشنام دہی کہا جائے۔ (ازالہ صفحہ نمبر ۱۳)

پیدا۔ (ریویو اپریل ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۵۹)

خدا تعالیٰ نے یسوع کی قرآن شریف میں کچھ خبر نہیں دی۔ کہ وہ کون تھا۔

(ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۹ حاشیہ)

نوٹ:۔ مرزا صاحب کے نزدیک یسوع مسیح حضرت عیسےٰ ابن مریم کے نام ہیں۔

چنانچہ مرزا صاحب کی عبارت ملاحظہ ہو۔ مسیح ابن مریم جس کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔

(توضیح المرام صفحہ ۳)

حضرت مسیح علیہ السّلام کے متعلق متضاد باتیں :

میرا یہ دعویٰ ہے کہ میں وہ مسیح موعود ہوں۔ جس کے بارے میں خدا تعالےٰ کی تمام پاک کتابوں میں پیشگوئیاں ہیں کہ وہ آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۹۵)

وہ ابن مریم جو آنے والا ہے کوئی نبی نہیں ہوگا۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۱۲۰)

یہ ظاہر ہے کہ حضرت مسیح بن مریم اس امت کے شمار میں آگئے ہیں۔

(ازالہ اوہام حصہ دوم ص ۶۲۳)

ہاں بعض احادیث میں عیسیٰ ابن مریم کے نزول کا لفظ پایا جاتا ہے لیکن کسی حدیث میں یہ نہیں پاؤ گے کہ اس کا نزول آسمان سے ہوگا۔ (حمامۃ البشریٰ صفحہ ۷۷)

اس عاجز نے جو مثل مسیح کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۱۹۵)

جس آنے والے مسیح موعود کا حدیثوں سے پتہ چلتا ہے اس کا انہیں حدیثوں سے یہ نشان دیا گیا ہے کہ وہ نبی ہوگا۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۹)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو امتی قرار دینا کفر ہے۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ ۵ صفحہ ۱۹۲)

مسیح آسمان پر سے جب اترے گا تو زرد چادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی۔

(تشحیذ الاذہان ماہ جون ۱۹۰۶ء)

بائبل اور ہماری حدیثوں اور اخبار کی کتابوں کی رو سے جن نبیوں کا اسی وجود عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا ہے وہ دو نبی ہیں۔ ایک یوحنا جس کا نام ایلیا اور ادریس بھی ہے۔ دوسرے مسیح ابن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔ (توضیح المرام صفحہ ۳)

آپ کے ہاتھ میں سوائے مکروفریب کے کچھ نہ تھا۔ (ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۷)

حضرت عیسیٰ تو انجیل کو ناقص کی ناقص چھوڑ کر آسمان پر جا بیٹھے۔ (براہین احمدیہ صفحہ ۳۶۱)

حضرت عیسیٰ فوت ہو چکے ہیں۔ اور ان کا زندہ آسمان پر مع جسم عنصری جانا اور اب تک زندہ ہونا اور پھر کسی وقت مع جسم عنصری زمین پر آنا یہ سب ان پر تہمتیں ہیں۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ نمبر ۵ صفحہ ۲۳۰)

ہم تو قرآن شریف کے فرمودہ کے مطابق حضرت عیسیٰ کو سچا نبی مانتے ہیں۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ نمبر ۵ صفحہ نمبر ۱۰۱)

حضرت عیسیٰ پر یہ ایک تہمت ہے کہ گویا وہ مع جسم عنصری آسمان پر چلے گئے۔

(نصرۃ الحق براہین احمدیہ صفحہ ۵۵)

میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا۔

(تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰)

مسیح کے چال چلن کے متعلق مرزا صاحب لکھتے ہیں "ایک کھاؤ پیو، شرابی نہ زاہد نہ عابد نہ حق کا پرستار خود بین خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔ (مکتوبات احمد جلد نمبر ۳ صفحہ ۲۳، ۲۴)

دوسرے یہ کفر کہ مثلاً مسیح موعود کو نہیں مانتا۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۷۹)

انہوں نے (مسیح نے) اپنی نسبت کوئی ایسی دعویٰ نہیں کیا جس سے وہ خدائی کے مدعی ثابت ہوں۔ (لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۴۳)

مرزا کا اپنے متعلق فیصلہ کہ خارج از اسلام اور کافر ہے:

وَمَا كَانَ لِيْ اَنْ اَدَّعِيَ النُّبُوَّةَ وَاَخْرُجَ مِنَ الْاِسْلَامِ وَاَلْحَقُ بِقَوْمِ كَافِرِيْنَ۔

اور مجھے کہاں یہ حق پہنچتا ہے کہ نبوت کا دعویٰ کروں اور اسلام سے خارج ہو جاؤں
اور قوم کافرین سے جا کر مل جاؤں. یہ کیوں کر ممکن ہے کہ مسلمان ہو کر نبوت کا ادعا کروں.
(حمامۃ البشریٰ صفحہ نمبر ۷۹ طبع اول)

ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں. (اخبار بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء)

نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں. (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱)

اور خدا کی پناہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی اور سردار دو
جہان محمد مصطفیٰ کو خاتم النبیین بنا دیا میں نبوت کا مدعی بنتا۔ (حمامۃ البشریٰ صفحہ ۸۳)

سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔ (دافع البلاء ص ۱۱)

مرزا صاحب کا اپنے ملعون ہونے کا فیصلہ :

ان پر واضح ہو کہ ہم بھی نبوّت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں. اور کلمہ: لَا اِلٰـهَ اِلا اللّٰهُ
مُحَمَّدُ رَّسُوْلُ اللّٰه کے قائل ہیں اور آنحضرت صلعم کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔
(تبلیغ رسالت جلد نمبر ۶ صفحہ ۳۰۲)

ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔ (اخبار بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء)

نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱)

مرزا کا اپنے متعلق فیصلہ کہ منافق اور پاگل ہیں :

ظاہر ہے کہ ایک دل سے دو متناقض باتیں نہیں نکل سکتیں. کیوں کہ ایسے طریق سے
یا انسان پاگل کہلاتا ہے یا منافق۔ (ست بچن صفحہ ۳۱)

مرزا کا اپنے متعلق فیصلہ کہ مخبوط الحواس ہیں :

اس شخص کی حالت ایک مخبوط الحواس انسان کی حالت ۔ ہے کہ ایک کھلا کھلا تناقض
[illegible] (حقیقۃ الوحی صفحہ [illegible])

مرزا صاحب کا اپنے متعلق فیصلہ کہ دانش مند نہیں اوران کی حواس درست نہیں :

کوئی دانشمند اور قائم الحواس آدمی ایسے دو متضاد اعتقاد ہرگز نہیں رکھ سکتا۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۲۳۹)

مرزا صاحب کا اپنے متعلق فیصلہ کہ جھوٹے ہیں :

''جھوٹے کے کلام میں تناقض ضرور ہوتا ہے''۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ صفحہ ۱۱۱ حصہ نمبر ۵)

برادرانِ اسلام :

بندہ نے مرزا غلام احمد قادیانی کی صحیح پوزیشن آپ کے سامنے واضح کردی ہے. اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو رسول اللہ ﷺ کے مدنی اسلام پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمادے. اور جولوگ مرزائی ہوکر دائرہ اسلام سے خارج ہو چکے ہیں. اللہ تعالیٰ انہیں تائب ہوکر پھر اسلام کا متبع بنائے۔ آمین یا الہ العالمین.

☆ ☆ ☆

فلسفۂ نماز

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، اَمَّابَعْدُ !

برادران اسلام ! اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس نے پیدا ہونے کے بعد تیئس سالہ زندگی میں وہ انقلاب کر دکھایا کہ اس کی نظیر تاریخ عالم میں نہیں۔ چنانچہ

جاہلوں	کو	عالم
ظالموں	--	عادل
وحشیوں	--	مہذّب
بداخلاقوں	--	بااخلاق
گڈریوں	--	بادشاہ
ڈاکوؤں	--	پاسبان
غیرمتمدّنوں	--	متمدّن اور مہذب

بنادیا۔ اتنا ہی نہیں، بلکہ ان خوبیوں میں انہیں ساری دنیا کا امام ٹھہرایا اور خلافت (شہنشاہیت) کے تخت پر بٹھایا۔ غرضیکہ ان کے ہر قبح کو متبدل بہ حُسن کر دیا۔

انقلاب کا سبب وحید :

ساری دنیا جانتی ہے کہ اس انقلاب کا سبب وحید فقط قرآن پاک تھا۔ جس نے انہیں قعرِ مذلّت سے اٹھا کر بام عروج پر پہنچا دیا اُس نے ان کے دلوں میں ایسا قبضہ جمایا کہ نادانوں نے اُس کے مُعلّم (سرورِ کائنات ﷺ) پر جادوگر کا الزام لگایا۔

عملی تعلیم :

عقیدہ توحید ذہن نشین کرنے کے بعد قرآن حکیم نے انہیں نماز، روزہ، حج اور زکوۃ پر عمل سراپا اسی مختصر سے لائحہ عمل نے اُن پر ایسا رنگ چڑھایا کہ اُن کی فوج بے نظیر، ان کی اطاعت بے مثیل۔ ان کے جج سراپا انصاف ان کی مساوات ضرب المثل اور ان کا ایثار، بے مثل ہو گیا۔ وہ محنت کے عادی، مشقت کے دلدادہ، بھوک اور پیاس سے مانوس، رات کو یاد الٰہی میں بیدار، اور دن کو شہسوار نظر آنے لگے۔

پیغامِ حیات :

اسلام کے پانچ ارکان کے اندر آج بھی وہی پیغامِ حیات موجود ہے بشرطیکہ مسلمان انہیں صحیح طور پر عملی جامہ پہنائیں۔ اس صحبت میں فقط اسرارِ نماز بیان کیے جائیں گے تاکہ مسلمانوں کو معلوم ہو جائے کہ آبِ حیات خود ان کے گھر میں موجود ہے انہیں دوسروں کے دروازوں پر جانے کی مطلق ضرورت نہیں۔

مقصدِ نماز :

نماز میں خداتعالیٰ کی بندگی کا حق ادا کرنا مقصود ہے تاکہ اس کی نعمتوں کا شکریہ بجا لائیں، ہاتھ جوڑیں، سر جھکائیں، سجدے میں گریں اس کی عظمت کے گن گائیں اور روحانی لذت پائیں اس کے علاوہ اپنی لغزشوں سے توبہ کریں، غرض کہ اپنے حقیقی مولیٰ سے غلامی کا تعلق تازہ کر کے آئیں۔

نماز کے فائدے :

نماز کا اصلی مقصد پہلے عرض کر چکا ہوں۔ اب نماز کے وہ فائدے بھی سن لیجیے کہ اگر انہیں ذہن میں رکھ کر نماز پڑھی جائے تو مردہ قوم زندہ ہو سکتی ہے۔ محکوم قوم حاکم بن سکتی

ہے آپس میں دست وگریبان ہونے والی جماعت شیر وشکر ہوکر رہ سکتی ہے۔

	فائدوں کی فہرست	عنوان شرعی
(۱)	مسلمانوں کو ایک مرکز پر جمع کرنا	مسجد
(۲)	بہترین آدمی انتخاب کر کے صدر بنانا	امام
(۳)	امام کے ماتحت چلنا	اقتداء
(۴)	امام کے اتباع میں ہمہ تن ادب کا مجسمہ بن جانا اور	--
	کھانا پینا، بولنا یا ضروریاتِ زندگی سے بھی اجتناب کرنا	اطاعت
(۵)	اپنے آپ نے آپ کو منظم کر کے امام کی آواز پر نقل وحرکت کرنا	اتباع
(۶)	اوران ساری پابندیوں میں امام پر احسان نہ دھرنا بلکہ اس کی	--
	تابعداری کو سب سے ضروری فرض خیال کرنا	احساسِ فرض
(۷)	اس تمام فرمانبرداری میں کسی اُجرت کا خواہاں نہ ہونا	--
	بلکہ گھر سے کھا کر اطاعت کرنا	اخلاص
(۸)	مساوات کا جذبہ پیدا کرنا تاکہ کام کے وقت شاہ وگدا	--
	ایک صف میں کھڑے ہوجائیں۔	مساوات
(۹)	ایثار کی روح پھونکنا، جو پہلے آئے آگے کھڑا ہوجائے	--
	اور جو بعد میں آئے وہ پچھلی صف میں بیٹھ جائے۔ خواہ	--
	بادشاہِ وقت ہی کیوں نہ ہو۔	ایثار

حاصل یہ ہے کہ اس خدا پرست منظم جماعت کی صدا ایک، سردار ایک، مرکز ایک، مقصد ایک، قبلہ ایک، قول ایک، فعل ایک، صورت ایک اوران ساری وحدتوں میں مقصود ایک (خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ)

کامیابی کا سہرا:

جب یہ خدا پرست جماعت وحدت کا درسِ عبرت پا کر دنیا میں قدم اٹھائے گی

خدائی طاقت ان کی مدد کے لئے آئے گی۔اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ ترجمہ: اگر تم اللہ تعالیٰ کی مدد کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا۔

علاوہ اس کے زمین و آسمان کے خزانے ان کی خدمت کے لئے وقف کر دیے جائیں گے اور ہر میدان میں کامیابی کا سہرا ان کے سر باندھا جائے گا۔

نتیجہ نماز :

جب ایسی ایثار کرنے والی جماعت ایک امام کے ماتحت ہو جائے تو پھر دیکھیے کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ جو گھر سے کھا کر امیر کے اشارے سے جان پر کھیلنے تک کے لئے تیار ہو اور امام وہ شخص ہو جس کے سینے میں علم و عرفان ہو اور وہ غیرت و شجاعت ہو جو سید المرسلین، خاتم النبیین ﷺ کے سینۂ اطہر میں تھی اور وہ سوائے خدا تعالیٰ کے کسی سے نہ ڈرے نہ کسی کی پروا کرے، نہ کسی سے طمع رکھے، بات وہ کہے جو خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کو پسند آئے اور جس سے اسلام کا بول بالا ہو مسلمانوں کا بھلا ہو۔ انہیں عزت نصیب ہو، عدل و انصاف ہو، دنیا میں امن و امان قائم ہو، حق سے سرکشی کرنے والے نیست و نابود ہوں۔ ایسے امام کا پشتیبان خود خدا ہوگا۔ وَ کَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ ترجمہ اور مومنوں کی مدد کرنا ہمارا فرض ہے۔

جب مسلمانوں میں یہ نظام پیدا ہو جائے۔ تو یہ لوگ کسی دوسری قوم کے محکوم نہیں رہ سکتے۔ جب یہ آزادی کے لئے قدم بڑھائیں گے تو آزادی استقبال کے لئے آئے گی اور کامیابی کا سہرا ان کے سر بندھے گا یہ قوم پہلے اگر مردہ نظر آتی تھی تو اب زندہ۔ وہی بے کار تھی تو باکار نظر آئے گی، مفلس تھی، تو خزائن الٰہی کے دروازے اس پر کھل جائیں گے اور مالا مال ہو جائے گی۔

قولہ تعالیٰ : وَ لَوْ اَنَّھُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰۃَ وَ الْاِنْجِیْلَ وَ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْھِمْ مِّنْ

رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ. (المائدہ ۶۶:۵)

ترجمہ: اور اگر وہ قائم رکھیں توریت اور انجیل کو اور جو اتارا گیا ان کی طرف ان کے رب سے کھائیں اپنے اُوپر سے اور پاؤں کے نیچے سے۔

شہنشاہی سلام :

نماز دراصل شہنشاہی سلام ہے جو شخص شہنشاہِ حقیقی عزاسمہ وجل مجدہ کے دربار میں آنے اور سلام شاہی کے بجالانے سے جی چرائے وہ باغی خیال کیا جاتا ہے جرم بغاوت کی فرد لگنے کے بعد بھی اسے ایک مدت (یعنی زندگی دنیا) تک مہلت دی جاتی ہے۔ اگر پیغام موت پانے تک اپنی ضد سے باز نہ آئے تو پھر الٰہی جیل خانے میں بھیج دیا جاتا ہے۔

ترکِ سلام کی سزا :

عَنْ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَمْرٍ وبْنِ الْعَاصِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ ذَكَرَ الصَّلوٰةَ يَوْمًا فَقَالَ مَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهُ نُوْرًا وَبُرْهَانًا وَنَجَاةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ لَمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا لَمْ تَكُنْ لَهُ نُوْرًا وَلَا بُرْهَانًا وَلَا نَجَاةً وَكَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ قَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَ اُبَيِّ بْنِ خَلَفٍ. (رواہ احمد دارمی والبیھقی فی شعب الایمان)

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن عمرو بن العاصؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے ایک دن نماز کا ذکر فرمایا کہ جس نے نماز کی حفاظت کی۔ نماز اس کے لئے قیامت کے دن نور ہوگی اور اس کے ایمان کی دلیل ہوگی اور اس کے لئے ذریعہ نجات قرار دی جائے گی اور جس شخص نے اس کی حفاظت نہ کی، نہ اس کے لئے نور ہوگی اور نہ ایمان پر دلیل بنے گی اور نہ اس کے لئے ذریعۂ نجات ہوگی اور وہ شخص قیامت کے دن قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا (یعنی دوزخ میں)

(رواہ احمد والدارمی والبیھقی فی شعب الایمان)

(۲) وفا شعاروں کی فہرست سے اخراج :

عن جابرؓ قال قال رسول الله ﷺ بین العبد وبین الکفر ترک الصلوۃ .
(رواہ الترمذی)

ترجمہ: جابرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آدمی کو کفر سے ملانے والی چیز نماز کا چھوڑ دینا ہے (یعنی جس نے نماز چھوڑ دی اس نے گویا کفر سے بھائی بندی جوڑی)

(۳) قانونِ شاہی حفاظت سے بیزار :

عن ابی ذرؓ قال اوصانی خلیلی ان لا تشرک باللّٰہ شیئاً وان قطعت او حرقت ولا تترک صلوۃ مکتوبۃ متعمدا من ترکھا متعمدا فقد برئت منہ الذمۃ ولا تشرب الخمر فانہ مفتاح کل شر (رواہ ابن ماجہ)

ترجمہ: ابوذرؓ نے فرمایا میرے یار جانی (رسول اللہ ﷺ) نے مجھے وصیت کی کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک مت کرو۔ اگرچہ تمہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے یا جلا دیا جائے اور فرض نماز کو جان بوجھ کر مت چھوڑو جس شخص نے نماز کو جان بوجھ کر چھوڑ دیا اس (کی حفاظت) کی ذمہ داری جاتی رہی اور شراب نہ پینا کیونکہ وہ ہر برائی کی کنجی ہے (انتہیٰ)

پنجاب کے ایک کروڑ چودہ لاکھ مسلمانوں کا متفقہ لیڈر اور اس کی طاقت :

اگر آج سیزدہ صد سالہ تنظیم کی پھر تجدید ہو جائے۔ مثلاً لاہور (پنجاب کے ام القریٰ) کی شاہی مسجد میں فریضۂ نماز ادا کرنے کے لئے سب مسلمان آئیں اس میں وزرائے مملکت، ہائی کورٹ کے جج، بیرسٹرایٹ لاء، پی ایچ ڈی، وکلاء، تحصیلدار، قانونگو، پولیس اور فوج کے تمام مسلمان افسران موجود ہوں۔ دیہات کے نمبردار اور ذیلدار بھی اس

مقدس جلسے میں شامل ہوں تا کہ جو حکم پائیں بستیوں میں جا کر اسے عملی جامہ پہنائیں اور امام مسجد صحیح معنیٰ میں سید المرسلین ﷺ کا جانشین ہو جس کے خطبے میں جان ہو۔ ہر ایک فقرے میں تڑپ ہو ایک ایک لفظ میں زندگی کا پیام ہو، حاضرین کے دلوں کا تار اس کی پانچ انگلیوں میں ہو، جب دبائے جو آواز چاہے نکلوائے۔ کسی چھوٹے یا بڑے کو اس کی حکم عدولی کی طاقت نہ ہو پھر دیکھیے کہ کیا ہوتا ہے تمام طاغوتی اور مادی طاقتیں اس خدائی طاقت سے لرزہ براندام نظر آئیں گی انہیں جرأت نہ ہوگی کہ اس منظم جماعت سے آنکھ ملائیں اور اپنی ہستی معرض خطر میں ڈالیں۔ شعر ....

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

اِنَّمَا اَشْكُوْا بَثِّیْ وَحُزْنِیْ اِلَى اللّٰهِ . وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ.

غیر مسلم کی شہادت :

Whorver has seen the muslims assembled at prayer in rows, Favauring aut the observances with astanishing uniformity order and dignity ,will not fail to recognize the educational value of this disiplinary prayer the regular meeting of all the faithful at this common prayer warnished the spirit of solidarity , implanted the feeling of the equality of man.

All later milltary successes of Islam were due to the quulities which were now for the first Arabs,discipline and contempt for death.

(Joscph Hells..Arab Civilization..)

ترجمہ: جس شخص نے مسلمانوں کو حیرت انگیز یک آہنگی ترتیب اور وقار کے ساتھ صفیں باندھتے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا ہے وہ اس انضباط سکھانے والی نماز کے تعلیمی افادے کو تسلیم کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس نماز باجماعت میں مومنین کا باقاعدہ اجتماع ان کے قلوب میں اتحاد ملت کی روح اور مساوات انسانی کا احساس پیدا کر رہا تھا۔

بعد کے زمانے میں اسلام نے جو عسکری کامیابیاں حاصل کیں وہ ان اوصاف کی شرمندۂ احسان تھیں جنہوں نے اسلام کے ابتدائی زمانے میں سب سے پہلے عربوں کے اندر نشوونما پایا اور وہ خصوصیتیں وہ تھیں یعنی ضبط و تنظیم اور موت سے بے پروائی۔

(جوزف ہل، عرب سولائزیشن)

ازالہ غلط فہمی :

اگر ایک صحیح قانون کے غلط استعمال سے اچھے نتائج نہ نکلیں تو اس میں قانون کا کیا قصور ہے؟ بلکہ اس کا ناجائز استعمال ہی ساری خرابی کا ذمہ دار ہے اگر آج کل ہماری نمازوں سے وہ نتائج پیدا نہیں ہوتے جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے تو اس میں قانون نماز کا کوئی قصور نہیں بلکہ یہ ہماری اپنی بے راہ روی کا نتیجہ ہے۔

اشعار ضروری :

رہ گئی رسمِ اذاں روحِ بلالی نہ رہی	فلسفہ رہ گیا تلقینِ غزالی نہ رہی
مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے	یعنی وہ صاحب اوصاف حجازی نہ رہے
شور ہے ہو گئے دنیا سے مسلماں نابود	ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود
وضع میں تم ہو، نصاریٰ تو تمدن میں ہنود	یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

اللہ تعالیٰ کا فرمان واجب الاذعان ہے: اِنَّ اللّٰہَ لَایُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نیکو کاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

یہ تو نہیں فرمایا :

اِنَّ اللّٰہَ لَایُضِیۡعُ اَجۡرَ الۡغَافِلِیۡن. (بے شک اللہ تعالیٰ غافلوں کا اجر ضائع نہیں کرتا)

ضمیمہ ترکیب نماز :

نمبر شمار	ترکیب افعال	فرض، واجب، سنت کی تفصیل	کیفیت
(۱)	نیت	فرض	--
(۲)	تکبیر تحریمہ کہنا	فرض	--
(۳)	تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھانا	سنت	--
(۴)	ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا	سنت	عورتوں کو سینے پر ہاتھ باندھنا
(۵)	سُبۡحَانَکَ اللّٰھُمَّ الخ پڑھنا	سنت	--
(۶)	اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ الخ پڑھنا	سنت	--
(۷)	بِسۡمِ اللّٰہ الخ پڑھنا	سنت	--
(۸)	قیام	فرض	--
(۹)	اَلۡحَمۡدُلِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ الخ پڑھنا	واجب (قرآن حکیم کی مطلق)	--
(۱۰)	کوئی سورۃ ملانا	واجب ،(قرأت فرض ہے)	--
(۱۱)	اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں جانا	سنت	
(۱۲)	رکوع کرنا	فرض	
(۱۳)	رکوع میں کم از کم تین مرتبہ سُبۡحَانَ رَبِّیَ الۡعَظِیۡم کہنا	سنت	

(۱۴)	رکوع میں گھٹنوں کو ہاتھ سے پکڑنا	سنت
(۱۵)	سمع اللّٰہ لمن حمدہٗ کہہ کر رکوع سے اٹھنا	سنت
(۱۶)	سیدھا کھڑے ہو جانا	واجب
(۱۷)	سجدے کی طرف جاتے ہوئے اللہ اکبر کہنا	سنت
(۱۸)	سجدہ کرنا	فرض
(۱۹)	سجدے میں کم از کم تین دفعہ سُبحانَ ربِّیَ الاعلٰی کہنا	سنت
(۲۰)	دو سجدوں کے درمیان ایک تسبیح کے قدر ٹھہرنا	واجب
(۲۱)	پہلا قعدہ	واجب
(۲۲)	اَلتَّحِیَّاتُ الخ پڑھنا	سنت
(۲۳)	دوسرا قعدہ	فرض
(۲۴)	اَلتَّحِیَّاتُ الخ پڑھنا	واجب
(۲۵)	دونوں قعدوں میں بائیں پاؤں پر بیٹھنا اور دائیں	---
	پاؤں کو کھڑا کرنا	سنت
(۲۶)	درود شریف پڑھنا	سنت
(۲۷)	درود شریف کے بعد دعاؤں کا پڑھنا	سنت
(۲۸)	اپنے ارادے سے نماز ختم کرنا	فرض
(۲۹)	السلام علیکم ورحمۃ اللہ سے ختم کرنا	واجب
(۳۰)	سلام کے وقت دونوں طرف منہ پھیرنا	سنت
(۳۱)	سلام میں فرشتوں اور مقتدیوں کی نیت کرنا	سنت

تعریف

فرض : اگر رہ جائے تو نماز نہیں ہوتی۔

واجب : اگر رہ جائے تو سجدہ سہو کرنا واجب ہے اور اگر قصداً چھوڑ دیا جائے تو فرض نماز نہایت نقص کے ساتھ ادا ہو جاتی ہے لیکن دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔

سُنت : سنت کے رہ جانے سے نہ سجدہ سہو لازم آتا ہے اور نہ نماز فاسد ہوتی ہے مگر قصداً چھوڑنا برا ہے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ
وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ

☆ ☆ ☆

مسلمان عورت کے فرائض

اَلحَمدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِینَ اصطَفٰی، اَمَّابَعدُ!

مسلمان بہنو! یادرکھو دنیا ہمیشہ رہنے کی جگہ نہیں ہے۔ ایک دوسرا جہان ہے جہاں جاکر ہم نے ہمیشہ رہنا ہے اس جہان کا نام عالم آخرت ہے اس سے پہلے دنیا وآخرت کے درمیان زندگی کا ایک دور ہے جسے عالم برزخ کہا جاتا ہے۔

پیاری بہنو! تم جانتی ہو کہ اس دنیا میں آرام سے زندگی بسر کرنے کے لئے دنیاوی اسباب کی ضرورت ہے جسے وہ میسر ہیں وہ آرام میں ہے اور جسے میسر نہیں اس کی زندگی تلخ ہے اسی طرح آخرت کی زندگی کا حال ہے وہاں جن لوگوں کو راحتِ آخرت کے اسباب میسر ہوں گے۔ راحت پائیں گے اور جو بدقسمت ان اسباب سے محروم ہوں گے وہ طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا ہوں گے۔

میری بہنو! دنیا میں تم باپوں اور خاوندوں کی کمائی سے فائدہ اٹھاسکتی ہو۔ ان کی عزت سے عزت پاسکتی ہو۔ مثلاً لوگ تمہاری اس واسطے عزت کرسکتے ہیں کہ تم کسی عالم یا کسی بزرگ کی بیٹی ہو۔ یا تمہارا باپ دنیاوی لحاظ سے بہت بڑا معزز ہے۔ مثلاً بادشاہ کی بیٹی شاہزادی اور اس کی بیوی بیگم بادشاہ کہلاتی ہے مگر یادرکھو! آخرت میں عزت وآرام پانے کے لئے فقط اپنی نیکیاں کام آئیں گی ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہؓ سے فرمایا تھا۔ اے فاطمہؓ! رسول اللہ کی بیٹی میرے مال سے جتنا چاہو مانگ لو۔ مگر اللہ کے عذاب سے میں نہیں چھڑا سکتا، جس خدا تعالیٰ نے تمہیں پیدا کیا ہے اس نے جو فرائض تمہاری دنیا کی

زندگی کے مقرر کیے ہیں وہ ادا کر کے دنیا سے جاؤ گی تو آخرت میں عزت پاؤ گی ورنہ عذاب میں مبتلا کی جاؤ گی۔

پیاری بہنو! اس چھوٹے سے رسالے کا مقصد یہ ہے کہ تمہارے ذمہ جو فرائض ہیں تمہیں ان سے آگاہ کیا جائے تاکہ ان پر عمل کر کے بارگاہِ الٰہی میں عزت پاؤ، عذابِ الٰہی سے بچ جاؤ۔ دنیا میں ان فرائض کے ادا کرنے کے باعث عزت و آرام سے زندگی بسر کرو۔ قبر میں جاؤ تو وہ تمہارے لئے بہشت کا باغ بن جائے۔ میدان حشر میں جاؤ تو رسول اللہ ﷺ تمہیں حوضِ کوثر سے پانی پلائیں اللہ تعالیٰ کی مغفرت تمہارے شاملِ حال ہو اور پل صراط سے صحیح وسالم پار اتر کر بہشت میں جا پہنچو۔

فرائض کی اجمالی فہرست :

(۱) اللہ کا حق (۲) رسول اللہ ﷺ کا حق (۳) ماں باپ کا حق (۴) رشتہ داروں کا حق (۵) اولاد کا حق (۶) خاوند کا حق (۷) پڑوسی کا حق (۸) باقی لوگوں کا حق۔

(۱) اللہ تعالیٰ کا حق :

عَنْ مَعَاذٍ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنِیْ بِعَمَلٍ يُّدْخِلُنِیْ الْجَنَّةَ وَيُبَاعِدُنِیْ مِنَ النَّارِ قَالَ لَقَدْ سَاَلْتَ عَنْ اَمْرٍ عَظِيْمٍ وَاِنَّهٗ لَيَسِيْرٌ عَلٰی مَنْ يَّسَّرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ تَعْبُدُ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا وَتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِی الزَّكٰوةَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ وَتَحُجُّ الْبَيْتَ.

ترجمہ! معاذؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی مجھے ایسا عمل بتلایئے جو مجھے بہشت میں پہنچائے اور دوزخ سے دور ہٹائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم نے بہت بڑی چیز پوچھی ہے اور جس پر اللہ تعالیٰ آسان کر دیں اس کے لئے آسان [illegible] ہے (وہ یہ ہے) تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کر، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنا، نماز اچھی [illegible] دے، رمضان کے روزے رکھ اور بیت اللہ الحرام کا حج کر۔

میری بہنو! اگر تمہارا یہ ایمان ہے کہ رسول اللہ ﷺ سچے رسول ہیں اور واقعی تم دوزخ سے بچنا اور بہشت میں جانا چاہتی ہو تو تمہارا فرض ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے فرمائے ہوئے طریقے پر عمل کرو۔ ورنہ تمہاری مثال ایسی ہوگی جس طرح ایک مریض اعلیٰ درجہ کے حکیم حاذق سے نسخہ تو دریافت کر لیتا ہے مگر استعمال نہیں کرتا وہ کبھی شفایاب نہیں ہو سکتا۔

اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے اور شرک سے بچنے کے معنی :

میری بہنو! شرک کے معنی حصہ داری ہے۔ شریعت کی اصطلاح میں شرک سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شان خصوصی میں کسی غیر کو حصہ دار بنا دینا۔

اللہ تعالیٰ کی شانِ خصوصی کا اجمالی نقشہ :

(۱) اس جہان کا بنانے والا اللہ تعالیٰ ہے (۲) اس جہان کا چلانے والا اللہ تعالیٰ ہے (۳) رزق میں تنگی یا کشادگی کرنے والا وہی ہے (۴) بیمار یا تندرست کرنے والا وہی ہے (۵) ہر چیز کا نفع یا نقصان اسی کے حکم سے ہوتا ہے (۶) زندگی اور موت کی باگ اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے (۷) انسان کو جب ضرورت پیش آئے اسی سے مانگے (۸) جب چیز مل جائے شکر فقط اسی کا بجالائے۔

اگرچہ مجازی اور عارضی طور پر اس انسان کا شکریہ بھی ادا کر دے جس کے ہاتھ سے ہو کر یہ نعمت ملی ہو۔ مثلاً استاد سے کہے میں آپ کا بڑا ممنون ہوں کہ آپ نے تکلیف اٹھا کر مجھے پڑھایا مگر دل میں یہ خیال کرے کہ ایسے قابل استاد کا بہم پہنچانا اور ایسا کمال عطا فرمانا یہ تو اللہ تعالیٰ ہی کا فضل ہے۔ اگر وہ میرے استاد کو کمال عطا نہ فرماتا تو میں کیسے فیض حاصل کرتا۔ چنانچہ قرآن شریف میں ہے وَمَا بِكُمْ مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنَ اللهِ یعنی تمہاری ساری نعمتیں اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہیں۔

(۹) اللہ تعالیٰ کے سوا کسی غیر کو سجدہ نہ کرے (۱۰) مستحق عبادت کا صرف اسی کو ٹھہرائے۔

میری بہنو! اوپر کی بیان کردہ دس چیزوں میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی غیر کو حصہ دار سمجھو گی تو مشرک ہو جاؤ گی اور شرک کبھی معاف نہیں ہوگا ایسا شخص ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔

(قولہ تعالیٰ) اِنَّ اللّٰہَ لَایَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ۔

ترجمہ! اللہ تعالیٰ شرک کبھی معاف نہیں کرے گا۔ اور شرک کے سوا جو گناہ جسے چاہے معاف کر دے۔

(۴) رسول اللہ ﷺ کا حق :

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰیؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّمَا مَثَلِیْ وَمَثَلُ مَابَعَثَنِیَ اللّٰہُ بِہٖ کَمَثَلِ رَجُلٍ اَتٰی قَوْمًا فَقَالَ یَاقَوْمِ اِنِّیْ رَاَیْتُ الْجَیْشَ بِعَیْنَیَّ . وَاِنِّیْ اَنَا النَّذِیْرُ الْعُرْیَانُ فَالنَّجَاءَ النَّجَاءَ. فَاَطَاعَہٗ طَآئِفَۃٌ مِّنْ قَوْمِہٖ فَاَدْلَجُوْا فَانْطَلَقُوْا عَلٰی مَھْلِھِمْ فَنَجَوْا وَکَذَّبَتْ طَائِفَۃٌ مِّنْھُمْ فَاَصْبَحُوْا مَکَانَھُمْ فَصَبَّحَھُمُ الْجَیْشُ فَاَھْلَکَھُمْ وَاجْتَاحَھُمْ فَذَالِکَ مَثَلُ مَنْ اَطَاعَنِیْ مَا تَّبَعَ مَاجِئْتَ بِہٖ وَمَثَلُ مَنْ عَصَانِیْ وَکَذَّبَ مَاجِئْتُ بِہٖ مِنَ الْحَقِّ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

ترجمہ! ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری جو چیز اللہ تعالیٰ نے مجھے دیکر بھیجا ہے اس کی مثال ایسی ہے جس طرح ایک شخص کسی قوم کے پاس آیا اور پھر کہا اے لوگو میں نے اپنی آنکھوں سے ایک لشکر دیکھا ہے (یعنی جو تمہیں لوٹنے کے لئے آ رہا ہے) اور میں برہنہ بدن ڈرانے والا ہوں (عرب میں دستور تھا کہ جب کوئی شخص خطرناک دشمن کے آنے کی اطلاع دیتا تو برہنہ بدن ہو کر واویلا کرتا) پس جلدی جلدی (یعنی جلدی نکل جاؤ) پھر اس کی قوم میں سے ایک جماعت نے اس کا کہا مان لیا اور رات کے اندھیرے میں چل نکلے۔ نہایت آرام سے نکل گئے اور نجات پا گئے اور ایک جماعت نے اسے جھٹلایا وہ اپنی جگہ پر ٹھہرے رہے صبح ہوتے ہی (دشمن کا) لشکر ان پر آ پہنچا۔

اور ان کا ستیاناس کر دیا۔ یہی مثال ہے اس شخص کی جس نے میری فرمانبرداری کی اور جو چیزیں میں لایا ہوں اس کی تابعداری کی اور جس نے میری نافرمانی کی (اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو حق میں لایا ہوں اسے جھٹلایا)

(۳) ماں باپ کا حق :

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَغِمَ اَنْفُهٗ . رَغِمَ اَنْفُهٗ قِیْلَ مَنْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَنْ اَدْرَکَ وَالِدَیْهِ عِنْدَ الْکِبَرِ اَحَدُهُمَا اَوْ کِلَاهُمَا ثُمَّ لَمْ یَدْخُلِ الْجَنَّةَ .

(رواہ مسلم)

ترجمہ! حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کی ناک خاک آلود ہو۔ اس کی ناک خاک آلود ہو۔ اس کی ناک خاک آلود ہو۔ (یہ کلمہ ایک طرح کی بددعا ہے) آپ سے عرض کی گئی۔ کس شخص کے لئے یہ بددعا فرمارہے ہیں۔ آپ نے فرمایا جو شخص بڑھاپے کی حالت میں دونوں ماں باپ یا ان میں سے ایک کو پائے۔ پھر بہشت میں داخل نہ ہو۔

یعنی بڑھاپے میں ماں باپ کی خدمت کرنا اس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے اور بہشت میں داخل فرمادیتا ہے۔

میری بہنو! آج کل فتنہ وفساد کا دور دورہ ہے۔ شرم وحیا رخصت ہورہے ہیں۔ ماں باپ، ساس، خسر کا ادب نہیں رہا۔ عام طور پر آپ دیکھیں گی کہ بیٹیاں اپنی بوڑھی ماؤں کو اس طرح ڈانٹ دیتی ہیں جس طرح خادمہ کو ڈانٹا جاتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اگر ماں باپ سے کوئی غلطی ہو جائے تو اُف بھی مت کہو وہ بڑی بدبخت ہوں گی جو ماں باپ جیسے شفیق مہربانوں کو راضی نہ کرسکیں اور جہنم میں جائیں۔

اَللّٰهُمَّ اَعِذْنَامِنْهُ وَجَمِیْعَ الْمُسْلِمِیْنَ۔

(۴) رشتہ داروں کا حق :

عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لیس الواصل بالمکافی ولکن الواصل الذی اذا قطعت رحمہ وصلھا. رواہ البخاری. عن جبیر بن مطعمؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لا یدخل الجنۃ قاطع. (متفق علیہ)

ترجمہ! عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صلہ رحمی (رشتہ داروں سے اچھا سلوک) کرنے والا وہ شخص نہیں ہے۔ جو (رشتہ داروں کے اچھے سلوک کا بدلہ دینے والا ہو۔ بلکہ صلہ رحمی کرنے والا وہ شخص ہے جب اس سے رشتہ توڑا جائے تو وہ اسے جوڑے۔

(۲) جبیر بن مطعمؓ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قطع رحم کرنے والا بہشت میں نہیں (یعنی ابتداءً نہیں جائے گا۔ ہاں سزا بھگت کر جا سکتا ہے۔

حدیث شریف سے معلوم ہوا جو رشتہ دار ہم سے اچھی طرح سے ملتے ہیں۔ ہماری عزت کرتے ہیں غرضیکہ دستور کے مطابق ہم سے ہر لحاظ سے اچھی طرح پیش آتے ہیں ان کی عزت کرنے اور ان سے ہر طرح کا نیک سلوک کرنے سے صلہ رحمی کا پورا حق ادا نہیں ہوتا بارگاہ الٰہی سے صلہ رحمی کا سرٹیفکیٹ ان لوگوں کو ملے گا جو قطع رحمی کرنے والوں سے صلہ رحمی کرتے ہیں۔

عن ابی ھریرۃؓ ان رجلاً قال یارسول اللہ ان لی قرابۃً اصلھم و یقطعونی واحسن الیھم ویسیئون الی واحلم عنھم ویجھلون علی فقال لئن کنت کما قلت فکانما تسفھم المل ولا یزال معک من اللہ ظھیر علیھم مادمت علی ذلک.

(رواہ مسلم ص ۳۱۴ باب البر والصلہ)

ترجمہ! ابوہریرہؓ سے روایت ہے ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے رشتہ دار ہیں میں ان سے صلہ رحمی یعنی رشتہ داروں سے عمدہ سلوک کرتا ہوں اور وہ مجھ

سے قطع رحمی کرتے ہیں میں ان سے نیکی کرتا ہوں وہ مجھ سے برائی کرتے ہیں میں ان سے بُردباری سے پیش آتا ہوں اور وہ مجھ پر سختی کرتے ہیں آپ ﷺ نے ساری بات سن کر فرمایا اگر ایسا ہی ہے جیسا تو کہہ رہا ہے؟ تو گویا کہ ان کے منہ پر راکھ ڈال رہا ہے اور جب تک تم اسی طرح رہو گے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے ساتھ ان کے مقابلہ میں ہمیشہ مدد شامل ہوگی۔

نتیجہ یہ نکلا جو شخص رشتہ داروں کی بدسلوکی پر صبر کرے اللہ تعالیٰ کی مدد اس کے ساتھ رہتی ہے دنیا میں اللہ تعالیٰ اسے عزت دے گا اور وہ ذلیل ہوں گے اور آخرت میں بھی یہ نجات پا جائے گا اور وہ قطع رحمی کے جرم میں گرفتار ہو جائیں گے۔

(۵) اولاد کا حق :

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ فَالْاِمَامُ الَّذِیْ عَلَى النَّاسِ رَاعٍ وَّهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰی اَهْلِ بَيْتِهٖ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ وَالْمَرْاَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰی بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهٖ وَهِیَ مَسْئُوْلَةٌ عَنْهُمْ وَعَبْدُ الرَّجُلِ رَاعٍ عَلٰی مَالِ سَيِّدِهٖ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْهُ اَلَا فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَّكُلُّكُمْ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ. (متفق علیہ)

لڑکیوں کی خدمت کا ثواب :

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتّٰی تَبْلُغَا جَآءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَنَا وَهُوَ هٰكَذَا وَضَمَّ اَصَابِعَهٗ. (رواہ مسلم)

ترجمہ! انسؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے دو لڑکیوں کی بالغ ہونے تک پرورش کی۔ قیامت کے دن میں اور وہ اس طرح پر آئیں گے اور آپ نے اپنی انگلیوں کو ملا کر دکھایا (یعنی جس طرح یہ انگلیاں آپس میں ملی ہوئی ہیں اس

طرح وہ قیامت کے دن میرے ساتھ ہوگا)

عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ جَآءَ نِیْ اَمْرَءَ ۃٌ وَّ مَعَهَا ابْنَتَانِ لَهَا تَسْأَلُنِیْ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِیْ غَیْرَ تَمْرَةٍ وَّاحِدَةٍ فَاَعْطَیْتُهَا اِیَّاهَا فَقَسَمَتْهَا بَیْنَ ابْنَتَیْهَا وَلَمْ تَأْکُلْ مِنْهَا ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ فَدَخَلَ النَّبِیُّ ﷺ فَحَدَّثْتُهُ فَقَالَ مَنِ ابْتُلِیَ مِنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ بِشَیْءٍ فَاَحْسَنَ اِلَیْهِنَّ کُنَّ لَهٗ سِتْرًا مِّنَ النَّارِ. (متفق علیہ ص ۴۱۳)

ترجمہ! حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میرے پاس ایک عورت سائلہ آئی۔ اور اس کے ساتھ دو بیٹیاں تھیں اس وقت میرے پاس سوائے ایک کھجور کے اور کچھ نہ تھا میں نے اسے وہی دیدی اس نے خود تو نہ کھائی اور دونوں بیٹیوں کو تقسیم کردی پھر اٹھ کر چلی گئی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ میں نے انہیں ساری بات سنائی تو حضور ﷺ نے فرمایا جس شخص کی بیٹیوں کے ذریعے آزمائش کی گئی اور اس نے ان سے اچھا سلوک کیا یہ بیٹیاں اس کے لئے دوزخ کے سامنے آڑ بن جائیں گی۔

دنیادار عموماً بیٹیوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ جب بیٹی پیدا ہو تو خوش نہیں ہوتے اور ان کی خدمت کو چٹی خیال کرتے ہیں ہمارے پنجاب میں ذرا سی بات میں ماں اگر ناراض ہو جائے تو بیٹی کو ان الفاظ سے کوستی ہے (۱) نیں تو مرجاویں (۲) نیں توں ڈب جاویں (۳) نیں تو مگروں لہہ جاویں اور اگر ماں باپ راضی ہوں تو دنیادار مندرجہ ذیل الفاظ سے یاد کرتے ہیں (۱) ناس ہونیں گلاں کیہویں سونہیاں کردی اے (۲) تیری کلیجی کڈھ لواں (۳) تیری کلیجی بھُن کھانواں

میری بہنو! یہ الفاظ نقرے پتہ دے رہے ہیں کہ تمہیں بیٹی کے پیدا ہونے سے خوشی نہیں ہے۔ تم ہی انصاف کرو۔ کیا بیٹوں کے حق میں بھی خوشی کے وقت ایسے الفاظ استعمال کیا کرتی ہو۔

عزیز بہنو! یاد رکھو۔ گذشتہ دونوں حدیثوں میں غور کر کے دیکھو۔ کہ دو بیٹیاں

آخرت میں وہ کام دیں گی کہ بیٹے ہو کر بھی نہیں دے سکتے۔ اس سے بڑھ کر کوئی شرف ہو ہی نہیں سکتا کہ قیامت کے دن سید المرسلین خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ تمہیں بہشت میں جگہ ملے لہذا یاد رکھو۔ بیٹیوں کی خدمت کرنا اپنی سعادت خیال کیا کرو اور خوشی سے ان کی خدمت کیا کرو۔ تاکہ تمہارے لئے ذریعہ نجات ثابت ہوں۔ یہ بھی یاد رکھو کہ آنحضرت ﷺ کی صاحبزادیاں ہی تھیں اور صاحبزادے تو دودھ پینے کی حالت میں وفات پا گئے۔ حضرت فاطمہؓ سے آنحضرت ﷺ کا یہ سلوک تھا کہ جب وہ تشریف لاتیں تو آپ ﷺ کھڑے ہو جاتے۔ سفر سے تشریف لاتے۔ تو پہلے ان کے ہاں تشریف لے جاتے۔

بیٹی کا حق :

میری بہنو! بیٹی کا حق فقط کھلانا، پلانا، پہنانا اور بیمار ہو جائے تو دوائی کرنا اور جوان ہو جائے تو جہیز دیکر بیاہ دینا ہی نہیں ہے بلکہ تمہارا فرض ہے کہ بیٹی کو ضروریاتِ دین کی تعلیم دو جب تک تمہاری زیرِ نگرانی رہیں۔ احکامِ دینی کی پابندی کراؤ۔ مثلاً باقاعدہ نماز پڑھیں، روزے رکھیں، قرآن شریف کی تلاوت کریں، بڑوں کا ادب سیکھیں، ورنہ یاد رکھو۔ قیامت کے دن اولاد کی تربیت کے متعلق تم سے باز پرس ہوگی۔ ایسا نہ ہو کہ ان کے گناہوں کے باعث کہیں تمہیں جہنم میں جانا پڑے۔

غلط فہمی کا ازالہ :

میری بہنو! آج کل بڑے شہروں میں لڑکیوں کی طرف خاص طور پر توجہ کی جا رہی ہے۔ لڑکیاں سکولوں کالجوں میں تعلیم پا رہی ہیں لیکن یاد رکھو ان سکولوں کالجوں میں دینی تعلیم نہیں دی جاتی اس تعلیم جدید کے نصاب سے خوفِ خدا، محبتِ الٰہی، فکرِ عاقبت، نجات آخرت کے ذرائع بتلانا، ان پر عمل کروانا۔ یہ سب چیزیں حرفِ غلط کی طرح مٹا دی گئی ہیں۔ بلکہ آج کل کی تعلیم میں لڑکیوں کو گانا بجانا سکھایا جاتا ہے۔ ڈرامہ اور سینما عورتوں کی تعلیم کا جزو بنائے

جا رہے ہیں۔ میری بہنو! خود ہی اندازہ کرلو کہ اس تعلیم کے کیا نتائج نکلیں گے۔ لہذا یہ نہ سمجھنا کہ یہ تعلیم دلا کر تم عند اللہ بری الذمہ ہو جاؤ گی۔

(۶) خاوند کا حق :

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمَرْأَةُ اِذَا صَلَّتْ خَمْسَهَا وَصَامَتْ شَهْرَهَا وَاَحْصَنَتْ فَرْجَهَا وَاَطَاعَتْ بَعْلَهَا فَلْتَدْخُلْ مِنْ اَىِّ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَآءَتْ .

(رواه ابونعيم فی امحلیته باب عشرة النساء ص ۴۷۳)

ترجمہ! انسؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب عورت پانچ نمازیں پڑھا کرے اور رمضان کے روزے رکھے اور اپنی عفت کی حفاظت کرے یعنی اپنے خاوند کے سوا غیر سے ناجائز تعلق نہ رکھے اور اپنے خاوند کی فرمانبرداری کرے تو بہشت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔

میری بہنو! فقط مسلمان کہلوانے، مسلمانوں کے نام رکھوانے، مسلمانوں کے گھر میں بیاہی جانے، مسلمانوں کے تہواروں میں خوشیاں منانے مثلاً عید الفطر آئی تو عمدہ کپڑے پہن لیے اور عید الاضحی آئی تو کپڑے پہنے اور قربانی کا گوشت کھالیا اس سے بارگاہ الٰہی میں تم مسلمان نہیں کہلا سکتی اور نہ عذاب الٰہی سے نجات پا سکتی ہو۔

(۲) بعض عورتوں میں یہ مرض ہوتا ہے بجائے اس کے کہ مردوں کی فرمانبردار ہوں، مردوں کو اپنا تابع بنانا چاہتی ہیں کہ مرد جو کمائے ان کی ہتھیلی پر لا کر رکھ دے نہ ماں کو دے نہ باپ کی خدمت کرے، نہ کسی بہن بھائی کا حق ادا کرے اور جن سے ان کی صلح ہو اس سے مرد ملے جلے اور جہاں ان کی لڑائی ہو ان لوگوں سے مرد بھی کوئی تعلق نہ رکھے ایسی صورت میں اگر مرد نے بیوی کا کہا مان لیا تو دونوں ہی دوزخ کا ایندھن بنیں گے۔

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ كُنْتُ اٰمِرُ اَحَدًا اَنْ يَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْأَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا .(رواه الترمذی)

ترجمہ! ابوھریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میں کسی شخص کو کسی کے سجدہ کرنے کا حکم دے سکتا تو عورت کو حکم کرتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔

میری بہنو! آپ سمجھ گئی ہوں گی کہ اللہ تعالیٰ نے خاوندوں کا کتنا درجہ بلند کیا ہے کہ اگر غیر اللہ کا سجدہ جائز ہوتا تو بیویوں سے خاوندوں کو سجدہ کروایا جاتا لہذا یاد رکھو اگر مرد تم سے ناراض ہے تو سمجھو کہ اللہ تعالیٰ بھی ناراض ہے۔

مرد کی ناراضگی کے اسباب :

(۱) عورت بدزبان ہو، بولتے وقت مرد کی عزت کا لحاظ نہیں رکھتی، غصہ کے وقت اس کی پت اتار کر رکھ دیتی ہے۔ (۲) بعض عورتیں مرد کے ماں باپ کو برا بھلا کہہ دیتی ہیں جسے مرد برداشت نہیں کرسکتا۔ (۳) عورت فضول خرچ ہو۔ مرد کی مرضی کے بغیر عورت کو اس کا مال خرچ کرنا حرام ہے (۴) مرد کی مرضی کے بغیر عورت گھر سے باہر جائے خواہ رشتہ داروں کے ہاں جائے (۵) جن لوگوں کے سامنے کھلے منہ آنا مرد پسند نہیں کرتا ان ہی کے سامنے آنا۔

عزیز بہنو! اس قسم کی غلطیوں سے اپنے آپ کو بچایا کرو تاکہ عذاب الٰہی میں مبتلا نہ ہونے پاؤ۔ ہاں یہ الگ بات ہے کہ آپ نے ان کی فرمانبرداری میں کوئی کمی نہیں کی اور پھر بھی مرد خواہ مخواہ ناراض رہتا ہے تو اس صورت میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید ہے کہ گرفت نہیں ہوگی۔

(۷) پڑوسی کا حق :

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ "یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ فُلَانَةَ تُذْکَرُ مِنْ کَثْرَةِ صَلَاتِهَا وَصِیَامِهَا وَصَدَقَتِهَا غَیْرَ اَنَّهَا تُؤْذِیْ جِیْرَانَهَا بِلِسَانِهَا قَالَ هِیَ فِی النَّارِ . قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَاِنَّ فُلَانَةَ تُذْکَرُ قِلَّةَ صِیَامِهَا وَصَدَقَتِهَا وَصَلَاتِهَا وَاِنَّهَا تَصَدَّقُ بِالْاَ ثْوَارِ مِنَ

اَلاَ قِسطٍ وَلاَ تُوْذِیْ بِلِسَانِهَا جِیْرَانَهَا قَالَ هِیَ فِیْ الْجَنَّةِ. (رواه احمد البیهقی)

ترجمہ! ابوھریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا۔ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ ﷺ فلانی عورت کے متعلق ذکر کیا جاتا ہے کہ بڑی نمازیں اور بڑے روزے اور بڑی خیرات کرتی ہے مگر وہ اپنے ہمسایوں کو زبان سے ایذا پہنچاتی ہے۔ آپ نے فرمایا وہ دوزخ میں جائے گی (پھر) اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ فلانی عورت (پہلی سے) روزے تھوڑے اور خیرات تھوڑی اور نماز تھوڑی پڑھتی ہے (یعنی فرضوں کے بعد نفل نمازیں تھوڑی پڑھتی ہے) اور وہ پنیر کے ٹکڑے خیرات کرتی ہے (یعنی پنیر کے بچے کھچے ٹکڑے گداگروں کو دیتی ہے) اور اپنے ہمسایوں کو اپنی زبان سے نہیں ستاتی۔ آپ نے فرمایا وہ بہشت میں جائے گی۔

مسلمان بہنو! تم نے دیکھا۔ زبان دراز، ہمسایوں کو ایذا دینے والی عورت باوجود نفلی نماز روزہ خیرات کرنے کے دوزخ میں جائے گی اگر تم دوزخ سے بچنا چاہتی ہو تو تمہارا فرض ہے کہ کوئی کام ایسا نہ کرو جس سے ہمسایہ کو تکلیف ہو، بطورِ نمونہ بعض باتیں ذکر کردی جاتی ہیں تاکہ عبرت ہو مثلاً

(۱) لڑائی کسی اور بات پر تھی مگر ہمسائی کو ذلیل کرنے کے لئے اس پر بہتان باندھ دیا کہ فلاں شخص سے تیرا ناجائز تعلق ہے۔

(۲) یا ہمسائی کی بہو، بیٹی کو محض ذلیل وخوار کرنے کے لئے ان پر تہمت لگادی کہ ان کا فلاں شخص سے ناجائز تعلق ہے۔

(۳) یا گھر میں سے کوئی چیز گم ہوئی تو بلا تحقیق اپنے گمان سے ہمسائی کے ذمہ لگادی کہ وہ یا اس کے بچے لے گئے ہوں گے یہ خیال نہیں کرتیں ممکن ہے ہمارے بچے نے ہی کہیں ضائع کی ہو۔

(۴) عموماً ہمسائے ایک دوسرے کے حالات سے بخوبی واقف ہوتے ہیں۔ بعض

عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ ہمسایوں کے پوست کندہ حالات جہاں گئیں وہیں سناتی رہیں۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ غیبت (گلہ کرنا) کا گناہ زنا سے بھی سخت ہے اور غیبت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جھوٹی بات کہی جائے جو بھی بات کسی کے پس پشت کہی جائے غیبت ہے اگر روبرو کہی جاتی تو اسے ناگوار طبع ہوتی خواہ وہ سچی بات ہو تو بھی غیبت ہے۔

(۸) عام انسانوں کے حقوق :

عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا يَرْحَمُ اللّٰہُ مَنْ لَا يَرْحَمُ النَّاسَ. (متفق علیہ)

ترجمہ! جریر بن عبداللہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص لوگوں پر رحم نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں کرتا۔

عزیز بہنو! اگر تم چاہتی ہو کہ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے تو تمہیں چاہیے کہ ہر ایک انسان پر (خواہ مسلمان یا کافر ہو) رحم کرو یعنی جہاں تک ممکن ہو۔ ہر ایک انسان کی مدد کر کے دعا لیا کرو۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍوؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلرَّاحِمُوْنَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ اِرْحَمُوْا مَنْ فِي الْاَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَّنْ فِي السَّمَاءِ. (رواہ ابوداؤد والترمذی)

ترجمہ! عبداللہ بن عمروؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رحم کرنے والوں پر رحمٰن رحمت نازل کرتا ہے تم زمین والوں پر رحم کرو۔ تم پر وہ (اللہ تعالیٰ) اور اس کے فرشتے رحم کریں گے جو آسمان پر ہیں۔

عزیز بہنو! زمین پر رہنے والے انسان بلکہ پرند چرند حیوانات پر رحم کیا کرو تا کہ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے۔ غرضیکہ ہر ایک جاندار کو دکھ دینے سے پرہیز کیا کرو۔ مثلاً حیوانات پر

اس طرح ظلم ہو سکتا ہے کہ گائے، بھینس، بھیڑ، بکری ہم نے پالی ہوئی ہے اسے وقت پر پانی نہ پلائیں، چارہ کم کھلائیں، ہر وقت باندھ کر رکھیں ان جانوروں کے بچوں کو بھوکا ماریں اور دودھ سارا خود دوہ لیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک عورت کو دوزخ میں دیکھا جس نے بلی کو باندھ رکھا تھا نہ خود کھانے کے لئے اسے دیا اور نہ چھوڑا کہ خود تلاش کر کے اپنا رزق کھاتی اسی حالت میں وہ مرگئی۔

آخری گزارش :

عزیز بہنو! جن بہنوں کا خدا تعالیٰ پر ایمان ہے۔ قیامت پر یقین رکھتی ہیں۔ عذاب الٰہی سے نجات چاہتی ہیں انہیں اپنی ایمانی قوت سے فرائض اسلامی کے بجالانے کا شوق پیدا ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی مدد سے وہ ادا کر سکیں گی۔ مگر جنہیں دنیا ہی کی زندگی کا آرام وراحت مقصود ہو۔ نہ خدا تعالیٰ پر ایمان نہ عذاب وثواب سے سروکار۔ انہیں کیا ضرورت ہے کہ مسلمان عورت کے اسلامی فرائض سے آگاہ ہوں۔ یا سینما اور تھیٹر دیکھنا چھوڑ دیں۔ یا کھلے بندوں اجنبی غیر محرم مردوں سے یا تنہائی میں میل جول سے پرہیز کریں یا گانے بجانے کی بجائے تلاوتِ قرآن حکیم کریں۔ یا ذکرِ الٰہی سے روح کو آرام پہنچائیں۔

☆ ☆ ☆

اصلی حنفیّت

اِنِّیْ وَجَّہْتُ وَجْہِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّ مَآاَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ.

ترجمہ! بے شک میں نے اپنا منہ اس ذات پاک جلّ مجدہ کی طرف پھیرا ہے۔ جس نے آسمانوں اور زمین کو بنایا میں سوائے ایک خدا تعالیٰ کے کسی کا نہیں ہوں اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔

حنفی بھائیو !

السلام علیکم ورحمۃ اللہ! ہماری آپس کی ناچاقی کے باعث لاہور (اب تو لاہور اور پاکستان ہی کیا یورپ اور افریقہ تک یہ سلسلہ جاری ہو چکا ہے) میں جو کچھ ہو رہا ہے۔ وہ آپ کو معلوم ہی ہے اس اختلاف کے باعث ہم اپنا دین بھی برباد کر رہے ہیں اور دنیا کی تباہی بھی خرید رہے ہیں۔ آؤ ذرا علماء کے اختلاف پر تنقیدی نگاہ ڈالیں اور جانچیں کہ یہ حنفی علماء کیوں لڑ رہے ہیں اور ان میں سے مسلمانوں کا سچا خیر خواہ کون ہے اور حضرت امام الائمہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کا صحیح متبع کون ہے اور حنفیت صحیحہ کا علم بردار کون ہے۔

تقلید کا صحیح مطلب :

حنفی بھائیو! اپنے مذہب کو کھیل اور تماشا نہ بناؤ بلکہ تمہارا فرض ہے کہ سوچو کہ حضرت امام اعظم امام ابوحنیفہؒ کے مقلّد ہونے کا کیا مطلب ہے؟ ہمارے تمام سلف صالحین احنافؒ اس امر پر متفق ہیں کہ سب سے پہلے ہمیں اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید پر عمل پیرا ہونا

لازمی ہے کیونکہ ہم اس کے بندے ہیں اور جب اس کا حکم صریح مل جائے تو پھر کسی اور طرف جانے کی ضرورت نہیں اس کے بعد نمبر دوم سید المرسلین خاتم النبیّین شفیع المذنبین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے ارشادات مبارکہ ہیں جب ان دونوں مقامات سے کوئی مسئلہ سمجھ میں نہ آئے تو پھر اجماع امت کو دیکھا جائے کہ آیا پہلے مبارک زمانوں میں اس مسئلے پر بحث ہوئی ہے اور کچھ طے پایا ہے؟ اگر وہ مل جائے تو فبہا ورنہ پھر شرعاً قیاس کرنے کی اجازت ہے لیکن بجائے اس کے کہ انسان خود قیاس کرے اگر کسی بڑے عالم اعلیٰ درجے کے متقی، عابد زاہد ماہر علوم کتاب اللہ وسنت نبویہ ﷺ کے قیاس پر اس شرط سے عمل کرے کہ اگر میرے امام کی رائے اللہ تعالیٰ کی کتاب پاک یا رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کے مخالف ہوئی تو اس کو چھوڑ دوں گا۔ اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کی تعمیل کروں گا تو اس کا نام تقلید ہے۔

سراج الامۃ حضرت امام ابوحنیفہؒ کا اپنا ارشاد ہے۔

اذا صح الحديث فهو مذهبي. (ردالمختار شامی ص ۴۸ مطبوعہ میمنیہ مصر)

ترجمہ: آنحضرت ﷺ سے جو حدیث صحیح مل جائے وہی میرا مذہب ہے۔ (انتہیٰ)۔

چنانچہ ہمارے فقہاء عظام کے ہاں یہی اصول اربعہ مُسلّمہ ہیں۔ نور الانوار کی عبارت ملاحظہ ہو۔

اعلم ان اصول الشرع ثلثة الكتاب والسنة واجماع الامة والاصل الرابع القياس (الى قوله) فما دام كان الحكم موجوداً في واحدٍ من الثلاثة لم تحتج الى القياس. (نورالانوار ص ۶، ۷)

ترجمہ: بے شک شریعت کے اصول تین ہیں۔ کتاب، سنت، اجماع امت چوتھا قیاس پس جب تک کوئی حکم پہلے تین اصولوں میں ملے تو چوتھے اصول قیاس کی طرف جانے کی ضرورت نہیں۔

حنفی دراصل فقط امام ابوحنیفہؒ کا مقلد ہے :

فقہ حنفی کی بنیاد ائمہ ثلاثہ یعنی امام الائمہ سراج الامۃ حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ اور ان کے دو شاگردوں امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے اقوال پر ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ حضرت امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے اقوال بھی دراصل امام ابوحنیفہؒ کے ہی اقوال ہیں اس لئے حاصل یہ نکلا کہ فقہ حنفی کا مدار اقوال امام ابوحنیفہؒ ہی ہیں۔ چنانچہ امام صاحب کے تمام بڑے بڑے شاگردوں کا حلفیہ بیان ہے کہ ہم سوائے امام صاحب کے قول کے اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے۔

قال ابویوسفؒ ماقلت قولاً خالفت فیه اباحنیفهؒ الاقد کان قاله وروی عن زفرؒ انه قال ما خلفت اباحنیفهؒ فی شئی الا قد قاله ثم رجع عنه فهذا الاشارة الی انهم ما سلکوا طریق الخلاف بل قالوا ماقالوا عن اجتهاد ورأی اتباعاً لما قاله استاذهم ابوحنیفةؒ وفی آخر الحاوی والقدسی واذااخذبقول واحد منهم یعلم قطعاانه یکون به اخذ بقول ابی حنیفة فانه روی عن جمیع اصحابه من الکبار کابی یوسف ومحمد وزفر والحسن انهم قالوا ما قلنا فی مسئلة قولاً اِلاوهو روایتنا عن ابی حنیفة واقسموا علیه ایماناً غلاظاً فلم تتحقق فی الفقه جواب ولامذهب الاله الخ.

(رد المختار شامی جلد اول ص ۴۸)(مطبوعه میمنیه مصر)

ترجمہ: امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ میں نے کوئی بات ایسی نہیں کہی جس میں حضرت امام ابوحنیفہؒ کی مخالفت کی ہو میں نے وہی بات کہی ہے جو آپ نے فرمائی ہے اور امام زفرؒ سے روایت کی گئی ہے۔ فرماتے ہیں میں نے امام ابوحنیفہؒ کی کسی مسئلہ میں مخالفت نہیں کی۔ البتہ وہی کہا ہے جو آپ نے فرمایا تھا پھر خواہ امام صاحبؒ نے رجوع کرلیا ہو۔ ان باتوں میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ امام صاحبؒ کے شاگردان کے خلاف نہیں چلے۔ جو کچھ انہوں نے فرمایا اپنی رائے اور اجتہاد سے وہی فرمایا جو امام صاحب کے فرمودہ کے عین

مطابق تھا اور الحاوی القدسی کے اخیر میں ہے کہ جب ان میں سے کسی ایک کا قول لیا جائے تو یقیناً سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ شخص امام صاحبؒ کا قول لے رہا ہے کیونکہ آپ کے تمام بڑے بڑے شاگردوں مثلاً امام ابو یوسفؒ، امام محمدؒ، امام زفرؒ اور امام حسنؒ سے منقول ہے کہ یہ تمام اصحاب کہتے ہیں کہ ہم نے کسی مسئلہ میں اپنی رائے سے نہیں کہا صرف وہی کہا ہے جو ہمیں امام صاحبؒ سے روایت ملی تھی اپنے اس بیان پر انہوں نے بڑی پکی قسمیں بھی کھائی ہیں لہذا اب فقہ (حنفی) میں سوائے امام ابوحنیفہؒ کے جواب اور مذہب کے اور کچھ نہیں ہوگا اور دوسروں کی طرف مسائل کی نسبت مجازی ہوگی تاکہ معلوم ہو کہ یہ بھی امام صاحبؒ کے موافق ہے انتہیٰ۔

حنفیت میں ہمارا طریقہ :

عزیز بھائیو! ہم تو اس معنیٰ میں حنفی ہیں جو ہمارے سلف صالحین احناف کا پاک مسلک تھا یعنی سب سے پہلے رب العزۃ جل جلالہ وعم نوالہ کی مقدس کتاب یعنی قرآن مجید پر عمل کرنا ضروری سمجھتے ہیں اگر کوئی مسئلہ کتاب اللہ سے واضح طور پر سمجھ میں نہ آئے تو سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین محمد رسول اللہ ﷺ کے ارشاداتِ مبارکہ سے اس کا حل تلاش کیا جائے۔ اگر بالفرض اپنی کوتاہ نظری و کم فہمی کے باعث وہاں سے بھی مسئلہ سمجھ میں نہ آئے۔ تو پھر غیر مجمع علیہ مسئلہ امام الائمہ سراج الامۃ حضرت ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفیؒ کے ارشاد یا ان کے مقدس شاگردوں مثلاً امام ابو یوسفؒ، امام محمدؒ، امام زفرؒ، امام حسنؒ میں سے کسی کے قول پر عمل کیا جائے کیونکہ ان ہی حضرات کا حلفیہ بیان پہلے گزر چکا ہے کہ ہم ہر قول میں امام صاحبؒ کے پابند ہیں۔ لہذا بحیثیت حنفی ہونے کے ہم ان حضرات کے اقوال کے سامنے سر جھکانا اپنا فخر سمجھتے ہیں ان کے سوا کسی شخص کا قول ماننے کے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ جو حنفی کہلائے وہ ہمارا آقا بن جائے لہذا ہمارا یہ کہنا بجا اور درست ہے کہ ہم پکے حنفی ہیں جو عزت ہمارے دل میں بلحاظ اتباع وتقلید امام صاحبؒ کی ہے وہ درجہ کسی اور کو نصیب نہیں۔

لاہوری بھائیوں کی حنفیت :

اگر ہمارے سارے بھائی مذکورۃ الصدر اصول پر کاربند ہو جائیں تو آج ہی جھگڑا مٹ سکتا ہے لیکن یہاں تو عجیب قصہ ہے کہ جو چیز ایجاد کردہ وہ حنفیت میں کھپ سکتی ہے۔ آج کل لاہوری حنفیت میں بجائے اتباع کتاب اللہ وسنت محمد رسول اللہ ﷺ کے اتباع بدعات کا بڑا زور ہے۔ اگر کوئی مسلمان رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کردہ اسلام کے ارکان کا بھی تارک ہو (توحید، نماز، روزہ، حج، زکوۃ لیکن بعد کے ایجاد کردہ وظائف یا رسموں کا پابند ہو تو اسے سچا حنفی مسلمان سمجھا جاتا ہے۔

اور اگر آنحضرت ﷺ کے ارشاد کردہ اسلام کا پورا پابند ہو مثلاً توحید اور رسالت کا معتقد ہے، نماز کا پابند ہے، رمضان شریف میں بالالتزام روزہ رکھا کرتا ہے۔ زکوۃ سالانہ ادا کرتا ہے، حج کر آیا ہے اسی طرح تمام امور شرعیہ کو صحیح مانتا ہے لیکن پنجاب کے اسلام کی ضروریات کا پابند نہیں تو وہ وہابی ہے کافر ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا منکر ہے، بزرگوں کا دشمن ہے جو چاہو اسے گندے سے گندے لقب دے دو۔

چونکہ یہ تمام رسمیں بعد کی ایجاد ہیں ان کا ثبوت آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں نہیں ہے۔ اور نہ صحابہ کرامؓ کے زمانہ میں ہے اور نہ ائمہ اربعہ کے زمانہ میں پایا جاتا ہے لہذا کوئی مسلمان ان کو ماننے کے لئے مجبور نہیں ہے پس اگر کوئی ان کی فرضیت تسلیم نہ کرے تو بھی وہ پکا مسلمان رہ سکتا ہے کیونکہ یہ چیزیں رسول اللہ ﷺ کے دین کا جزو ہرگز ہرگز نہیں ہیں۔ بلکہ سلفِ صالحین کے اقوال کی رو سے ان رسومات کا مرتکب بدعتی کہلاتا ہے اور بدعتی کے لئے جو وعید ہے وہ آئندہ تفصیل سے ملاحظہ ہو۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھذا ما لیس منه فھو رَدٌّ۔ (متفق علیہ)

ترجمہ: جس نے ہمارے اس دین میں کوئی نیا کام کیا جو اس دین میں سے نہ ہو پس وہ مردود ہے۔

اسی طرح طبرانی نے عبداللہ بن بشیرؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول نقل کیا ہے :

مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ اَعَانَ عَلٰی هَدَمِ الْاِسْلَامِ۔

ترجمہ : جس نے بدعتی کی تعظیم کی، تحقیق اس نے اسلام ڈھانے میں اس کے ساتھ تعاون کیا۔

فضیل بن عیاض فرماتے تھے کہ :

مَنْ اَحَبَّ صَاحِبَ بِدْعَةٍ اَحْبَطَ اللّٰهُ عَمَلَهٗ وَ اَخْرَجَ نُوْرَ الْاِسْلَامِ مِنْ قَلْبِهٖ۔

ترجمہ : جو شخص کسی بدعتی سے محبت رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے عمل کو حبط کر دے گا اور اسلام کا نور اس کے دل سے نکال دے گا۔

لیث بن سعد فرماتے تھے :

لَوْ رَاَيْتُ صَاحِبَ هَوٰی يَمْشِیْ عَلَی الْمَاءِ مَا قَبِلْتُهٗ۔

ترجمہ : اگر میں کسی خواہش پرست (بدعتی) کو دیکھوں کہ پانی پر چل رہا ہے تو بھی اس کو قبول نہیں کروں گا۔

تو امام شافعی نے فرمایا : اگر یہی شخص (بدعتی) محل بنائے اور ہوا میں اُڑے تو بھی میں اسے (اس کی بات، عمل) قبول نہیں کروں گا۔

ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

اَهْلُ الْبِدْعِ كِلَابُ اَهْلِ النَّارِ۔

ترجمہ : بدعتی جہنمیوں کے کتے ہوں گے۔

قیامِ مجلس (میلاد النبی ﷺ):

اگر آنحضرت ﷺ فداہ ابی و امی کی ولادت باسعادت کا ذکرِ خیر اور آپ کے وجودِ مسعود کی برکات کا ذکر کیا جائے۔ سنانے والا عالم ہو، سننے والے اتباع و اخلاق نبوی ﷺ کا ولولہ اور تڑپ دل میں رکھتے ہوں۔ تاریخ کی تعیین نہ کی جائے۔ تو ایسی مجلس ہر طرح سے پاک اور رحمتِ الٰہیہ کے نزول کا باعث ہوگی۔ لیکن موجودہ مجالس میلاد میں بہت سی چیزیں خلافِ شرع ہیں اسلئے معیوب ہیں مثلاً بہت سے چراغ جلانا اسراف ہے جو نصِ قطعی سے حرام ہے یا بے دینوں، بے نمازوں، ڈاڑھی مُنڈوں سے نعتیں پڑھوانا جس کے دل میں خود رسول اللہ ﷺ کے اتباع کا شوق نہیں ایسے بے دین اور مجلس میلاد النبی ﷺ کا سنگار بناؤ۔ افسوس صد افسوس۔ اے مسلمانو! تم نے اللہ تعالیٰ کے دین کو کھیل اور تماشا بنا رکھا ہے اور حنفی فقہ کی بھی کچھ پرواہ نہیں کی۔ ردالمختار شامی جو ہمارے فقہ حنفی میں مسلّم ہے اس میں جلد دوم ص ۱۳۲ مطبوعہ میمنیہ پر لکھا ہے۔

اما لو نذر زیتا لا یقاد قندیل فوق ضریح الشیخ اوفی المنارة کمایفعل النساء من نذر الزیت لسیّدی عبدالقادر ویوقد فی المنارة جهة المشرق فهو باطل واقبح منه النذر بقرأة المولد فی المنابر مع اشتماله علی الغناء واللعب وایهاب ثواب ذلک الی حضرة المصطفیٰ ﷺ

ترجمہ: اگر شیخ کے مزار پر فانوس میں تیل جلانے یا مینار میں جلانے کی نذر کی۔ جس طرح ہمارے ہاں سید عبدالقادر جیلانیؒ کے لئے تیل جلانے کی عورتیں نذر کیا کرتی ہیں اور وہ چراغ مشرق کی جانب مینار پر جلایا جاتا ہے پس یہ باطل ہے اور اس سے بھی زیادہ بری یہ بات ہے کہ گانے اور کھیل کے ساتھ ممبروں پر مولود پڑھنے کی نذر کی جائے اور اس کا ثواب رسول اللہ ﷺ کو پہنچایا جائے۔

خدا کے بندو! دیکھ لو! ہمارے بزرگوں کا ارشاد ہے کہ گانے اور کھیل کے ساتھ مولود شریف پڑھنا ناجائز ہے حالانکہ تمہاری موجودہ مجالسِ میلاد گانے والوں کے سوا سجتی ہی نہیں ۔ خواہ وہ نعت خواں داڑھی مُنڈے اور بے دین ہی کیوں نہ ہوں ۔ کیا رسول اللہ ﷺ نے تمہیں یہی دین سکھایا تھا ۔ افسوس صد افسوس ۔ باقی رہا مسئلہ قیام تو یہ ۶۰۴ھ کی ایجاد ہے ۔ عمر بن محمد موصلی جو عراقِ عرب کا رہنے والا تھا اس نے یہ رسم ایجاد کی تھی تاریخ ابن خلقان میں اس کا قصہ مذکور ہے ۔

میت کو ثواب پہنچانا :

مُردوں کو ہر طرح سے ثواب پہنچانے کے ہم مخالف نہیں ہیں اگر مال حلال کا ہو، دینے والے کی نیت محض خدا کے واسطے کی ہو ۔ لوگوں سے واہ واہ اور شاباش لینا مقصود نہ ہو ،مصارف کفن ،دفن ،ادائے قرضہ ،اجراءِ وصیت اور تقسیمِ میراث کے بعد اپنے حصے میں سے دے ان شرطوں کو ملحوظ رکھنے کے بعد مساکین کو دے کر اس عملِ صالح کا ثواب میت کی روح کو پہنچانے میں کوئی حرج نہیں بلکہ موجبِ ثواب ہے اور جائز ہے لیکن جس طرح آج کل آپ عموماً میّت کو ثواب پہنچاتے ہیں کہ نہ قرضہ ادا کیا جاتا ہے نہ وارثوں مثلاً بہنوں وغیرہ کو حصہ دیا جاتا ہے ۔ خیراتیں پہلے شروع کر دی جاتی ہیں ۔ وارثوں میں اگر کوئی یتیم بچہ بھی ہو تو بھی نہ خیرات دینے والے اس کی پرواہ کرتے ہیں نہ لینے والے پرواہ کرتے ہیں کہ یہ یتیم کا مال ہے اور حرام ہے بلکہ آنکھیں بند کر کے لے جاتے ہیں اس طریقہ سے خیرات ہی ناجائز ہے ۔ چہ جائیکہ میت کو اس سے کچھ فائدہ ہو ۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی جو ہمارے ہندوستان کے حنفیوں کے مسلّم امام ہیں ان کا فتویٰ حضرت مولانا عبدالحیؒ کے فتاویٰ جلد سوم ص ۶۸ مطبوعہ مطبع شوکتِ اسلام پر منقول ہے ۔ وہ بعینہ درج ذیل ہے ۔

سوال: سوم یا پنجم مردُم بطلب یا بلا طلب جمع میشوند و چند ختم کلام مجید می خوانند بعضے آہستہ

وبعضے با آواز بلند ودر پیالہ خوشبوی گُل می اندازند ودیگر خصوصیات در سوم بعمل می آرند چہ حکم دارد؟

ترجمہ: تیسرے یا پانچویں دن لوگ بلائے یا بن بلاوے جمع ہو جاتے ہیں اور ختم قرآن مجید کرتے ہیں بعض لوگ آہستہ اور بعض بلند آواز سے پڑھتے ہیں اور پیالے میں پھولوں کی خوشبو ڈال دیتے ہیں اور بھی کچھ رسمیں ادا کرتے ہیں ان کے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب: مقرر کردن روز سوم وغیرہ بالتخصیص واو ضروری انگاشتن در شریعت محمدیہؐ ثابت نیست۔ صاحب نصاب الاحتساب آں را مکروہ نوشتہ رسم وراہِ تخصیص بگذارند و ہر روز یکہ خواہند ثواب بروحِ میت برسانند

ترجمہ: خاص کر تیسرے یا کسی اور دن کا مقرر کرنا اور اس کو ضروری سمجھنا شریعت محمدیہؐ میں اس کا ثبوت نہیں ہے نصاب الاحتساب والے نے ان باتوں کو مکروہ لکھا ہے خاص دنوں کو بطور رسم کے مقرر کرنا چھوڑ دیں اور جس دن چاہیں میت کی روح کو ثواب پہنچادیں انتہیٰ۔

اسی کے صفحہ نمبر ۶۸ پر ایک دوسرا سوال اور جواب ملاحظہ ہو۔

سوال: فاتحۂ مروّجہ حال یعنی طعام را روبرو نہادہ دست برداشتہ چیزے خواندان چہ حکم دارد؟

ترجمہ: اس زمانہ کی مروّجہ فاتحہ یعنی کھانے کا سامنے رکھ کر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایں طور مخصوص نہ در زمان آنحضرت ﷺ بود نہ در زمان خلفاً بلکہ وجود در آں قرونِ ثلاثہ کہ مشہود لہا بالخیر اند منقول نشدہ

ترجمہ: یہ خاص طریقہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں نہ تھا اور خلفاء راشدینؓ کے زمانہ میں بھی نہ تھا بلکہ وہ تین زمانے (رسول اللہ ﷺ کا، صحابہ کرامؓ کا، تابعین کا) جن کی نیکی کے متعلق رسول اللہ ﷺ کی طرف سے خبر دی گئی ہے (کہ وہ اچھے ہیں) ان تینوں مبارک زمانوں میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

فتوؤں کا حاصل :

(۱) موجودہ زمانے کی مروجہ رسمیں یعنی تیجا، چالیسواں وغیرہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ثابت نہیں ہیں اور نہ خلفاء راشدین کے زمانہ میں پائی گئیں اور آئمہ اربعہ (امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ) کے زمانہ مبارک میں بھی ان کی کوئی اصلیّت نہیں ملتی۔

(۲) اگرچہ بعض بدعتی نام نہاد حنفی ان کے قائل بھی ہیں لیکن سچے حنفی علماء ان کے مخالف ہیں۔ اور چونکہ امام صاحبؒ کے مذہب سے ان چیزوں کو کوئی تعلق نہیں ہے اس لئے ان مروجہ رسموں کے خلاف کرنے والے کو پکا مقلد اور متبع امام ابوحنیفہؒ کہا جائے گا۔

(شامی باب الجنائز اهداء ثواب الطعام الی ا لمیّت)

فی البزازية ويكره اتخاذ الطعام فی اليوم الاول والثالث وبعد الاسبوع ونقل الطعام الی القبر فی المواسم واتخاذ الدعوة لقرأةِ القرآن وجمع الصلحاء والقراء للختم او لقرأة سورة الانعام والاخلاص والحاصل ان اتخاذالطعام عند قرأة القرآن لاجل الاكل يكره وفيها من كتاب الاستحسان وان اتخذطعاما للفقراء كان حسنا واطال فی ذلک فی المعراج وقال هذه الافعال كلها للسمعة والرياء فيحترز عنها لانهم لا يريدون بها وجه الله تعالیٰ الخ

ترجمہ: فتاویٰ بزازیہ میں ہے کہ میت کے لئے پہلے دن یا تیسرے دن یا ہفتے کے بعد کھانا پکانا مکروہ ہے اور موسموں میں قبر کی طرف کھانا اٹھا کر لے جانا بھی مکروہ ہے اور میت کے لئے قرآن پڑھنے کے لئے دعوت دینا بھی مکروہ ہے قرآن شریف کے ختم پڑھنے یا سورۃ انعام یا سورۃ اخلاص کے پڑھنے کے لئے صالحین اور پڑھنے والوں کو جمع کرنا بھی مکروہ ہے خلاصہ یہ ہے کہ قرآن شریف پڑھنے کے لئے کھانا پکانا مکروہ ہے اور اسی ''بزازیہ'' کے ''کتاب الاستحسان'' میں ہے کہ اگر محض مسکینوں کو کھانا کھلانے کے لئے پکایا جائے تو اچھا ہے

اور معراج میں اس کی بہت لمبی بحث ہے اور فرمایا ہے کہ یہ سارے کام چونکہ دکھاوے اور سنانے کے لئے کیئے جاتے ہیں اس لئے ان سے بچنا چاہیئے کیونکہ ان لوگوں کو ان کاموں میں اللہ کی رضا مطلوب نہیں ہوتی۔

درود شریف کے فضائل :

عزیز بھائیو! قرآن شریف میں درود شریف پڑھنے کا حکم ہے درود شریف کے فضائل کا کوئی مسلمان انکار نہیں کرسکتا۔ درود شریف کے پڑھنے سے انسان کے دس گناہ معاف ہوتے ہیں دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور دس درجے بلند ہوتے ہیں۔ دس دفعہ اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے لیکن نمازوں کے بعد بلند آواز سے درود شریف پڑھنا رسول اللہ ﷺ وصحابہ کرامؓ اور ائمہ اربعہ وامام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام احمد بن حنبلؒ، کے زمانے میں ہرگز ہرگز ثابت نہیں ہے اس کی ایجاد ۷۸۱ھ میں ہوئی ہے اور ۷۹۱ھ تک تمام نمازوں کے بعد پڑھا جانے لگا۔ اس سن کو حزب الاحناف کے رسالہ تاریخ نجدیہ یعنی حقیقت وہابیہ ص ۱۳ مطبوعہ کریمی پریس میں تسلیم کیا گیا ہے۔ ردالمختار شامی جلد اول ص ۶۶۳ مطبوعہ میمنیہ مصر کی عبارت ملاحظہ ہو۔ **اجمع العلماء سلفاً وخلفاً علی استحباب ذکر الجماعۃ فی المساجد وغیر ھا الا ان یشوش جھرھم علی نائم او مصل او قاری.** (انتہی)

ترجمہ: تمام اگلے پچھلے علماء کرام نے مساجد وغیرہ میں مل کر ذکر کرنے کو مستحب خیال فرمایا ہے بشرطیکہ ان لوگوں کو بلند آواز سے ذکر کرنا سونے والے یا نماز پڑھنے والے یا قران مجید پڑھنے والے کو تکلیف نہ دے۔

دعوتِ انصاف :

خدا تعالیٰ کے بندو! انصاف سے کام لو، قیامت کے دن خدا تعالیٰ کو چل کر منہ دکھانا ہے وہاں کیا جواب دو گے کیا تمہیں اسلام نے یہ حق دیا ہے یا امام ابوحنیفہؒ نے یہ فرمایا

تھا کہ جو شخص نماز کے بعد بلند آواز سے درود شریف نہ پڑھے اسے خارج از اسلام سمجھا جائے؟ نماز کے بعد ذکر جہر کے متعلق حضرت مولانا عبدالحئی لکھنوی حنفیؒ کا فتویٰ جلد اول ص ۳۵۱) ملاحظہ فرمایئے۔

استفتاء :

کیا اس طرح سر دُھن دُھن کر حضرت محمد ﷺ کے زمانے میں لوگ اللہ اکبر کہا کرتے تھے؟ فرض نماز کے بعد یا صحابہؓ کے زمانہ میں لوگ کہا کرتے تھے یا ہمارے امام اعظمؒ کے وقت میں یہ دستور ہو یا امام کے شاگردوں سے صورتِ کذائی ذکر کی منقول ہے؟ انتہیٰ ملخصاً۔

الجواب

الحاصل ذکر جہری بعد نماز کے سوائے ایامِ تشریق وغیرہ کے اگر احیاناً ہو تو کچھ مضائقہ نہیں۔ بشرطیکہ جہر مفرط (حد سے زیادہ بلند آواز) نہ ہو اور ایسی اگر مقصود جہر سے تعلیم ہو اور بدوں ان اغراض کے اس کا التزام واہتمام کرنا جیسا کہ سوال میں مذکور ہے خلاف طریقۂ نبویہ (رسول اللہ ﷺ) وطریقۂ سلفِ صالحین ہے انتہیٰ ملخصاً

گیارھویں :

اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے مساکین کو کھانا کھلایا جائے اور اس کا ثواب حضرت شیخ المشائخ حضرتنا ومولانا وشیخنا ومرشدنا الشیخ السید محی الدین عبدالقادر الجیلانی قدس اللہ سرہ العزیز کی روح پر فتوح کو پہنچایا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ بشرطیکہ تاریخ کی تعیین لازم نہ کی جائے۔ چنانچہ خواہ سترھویں یا بیسویں کو دیا جائے اور اگر کسی ایک مہینے میں نہ ہو سکے تو دوسرے مہینہ میں کر دیا جائے۔ نیز حضرت شیخ المشائخ سید عبدالقادر جیلانی کو حاجت روا اور کارساز نہ سمجھا جائے اور فقط مقبولین بارگاہِ ایزدی جل مجدہ میں سے شمار کیا جائے

برخلاف اس کے کہ اگر ان کو حاجت روا اور کارساز سمجھ کر دیا جائے تو شرک ہے۔ ایسی خیرات سے نہ اللہ تعالیٰ راضی ہو سکتے ہیں اور حضرت شیخؒ بھی اس سے کبھی خوش نہیں ہوں گے۔

وظیفہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ وظیفہ :

امداد کن، امداد کن ۔۔۔ از بندِ غم آزاد کن

در دین و دنیا شاد کن ۔۔۔ یا شیخ عبدالقادرا

خدا تعالیٰ کے بندو! تمہیں ایسے وظائف پڑھنے کی ضرورت ہی کیا ہے جن کا ذکر نہ قرآن شریف میں ہے اور نہ رسول اللہ ﷺ کی احادیث میں ہے اور نہ ائمہ اربعہ سے منقول ہیں اور نہ حضرت شیخ المشائخ عبدالقادر جیلانیؒ سے ہی منقول ہیں بلکہ وہ تو یہ فرماتے ہیں :

اذا استعنت فاستعن باللہ .(فتوح الغیب مقالمہ ص ۴۲)

ترجمہ: جب تو مدد مانگے تو اللہ تعالیٰ ہی سے مدد مانگ اور بالخصوص جن کے جواز اور عدم جواز میں علماء احناف اختلاف رکھتے ہوں۔ چنانچہ ردالمختار میں مذکور ہے قیل بکفرہ اور اس کے شارح ردالمختار شامی مطبوعہ میمنیہ مصر جلد ثالث ص ۳۱۷ میں فرماتے ہیں کہ اگر سوچ سمجھ کر پڑھا جائے تو حرج نہیں اور اگر بے سوچے سمجھے پڑھے تو اس سے توبہ کرائی جائے اور تجدید نکاح (اپنا نکاح دوبارہ پڑھانا) کرائی جائے۔ تو تمہیں ایسے وظائف پڑھنے کی ضرورت ہی کیا ہے جن کی کتاب اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی سنت میں کوئی اصلیت ہی نہ ہو اور مختلف حیثیتیں لگا کر پڑھے جائیں تو جائز ہوں اور اگر حیثیتیں نہ لگائی جائیں تو انسان کے کافر ہونے کا خطرہ ہو اور اگر بالفرض آپ کو کسی شخص نے یہ وظیفہ بتایا ہے اور آپ پڑھتے ہیں تو آپ کو یا آپ کے علماء کو یہ کس نے حق دیا ہے کہ جو نہ پڑھے تو اس کو وہابی اور خارج از اسلام سمجھو؟ میرے حنفی بھائیو! خدا تعالیٰ سے ڈرو اور سوچو کہ کیا کر رہے ہو؟ کس دین کی اشاعت کر رہے ہو اور کن چیزوں پر زور دے رہے ہو؟

رسول اللہ ﷺ کو بشر اور بندہ کہنے والے کافر ہیں ؟

میرے حنفی بھائیو! اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا.(سورۃ النساء رکوع ۸)

ترجمہ: پس اگر تم کسی چیز میں آپس میں جھگڑا کرو تو اسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف لوٹاؤ اگر تمہیں اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان ہے اس طرف لوٹنا بھلائی اور بہت ہی عمدہ بات ہے۔انتہیٰ۔

دعوتِ رجوع الی اللہ تعالیٰ :

برادرانِ احناف! آیئے اس مسئلے کا فیصلہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے دربار سے کرائیں۔اس کے بعد اگرچہ کوئی ضرورت تو نہیں ہے لیکن صحابہ کرامؓ،امام ابوحنیفہؒ،اور متبعین امام ابوحنیفہؒ میں سے مُلا علی قاریؒ مسلمانوں میں علم کلام کے مُسلّم امام ہیں ان کے اور صوفیائے کرام کے اقوال بھی پیش کردیے جائیں گے تاکہ آپ کو پتہ لگ جائے کہ اسلام میں پہلے دن سے یہی عقیدہ چلا آرہا ہے۔کہ سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین محمد رسول اللہ ﷺ کے ایسے پیارے بندے ہیں جن کے درجے کو ان الفاظ میں بیان کیا جائے تو اہل سنت والجماعت کے اعتقاد کے مخالف نہیں ہوگا......ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

کیونکہ اہل سنت والجماعت خواص الانس کو خواص الملائکہ سے افضل سمجھتے ہیں مذکورۃ الصدر سات مقامات کے حوالے تو متعدد دیے جاسکتے ہیں لیکن اختصار کے باعث مشتے نمونہ از خروار کے طور پر پیش کیے جاتے ہیں۔

قرآن پاک میں بشر اور عبد کا اطلاق:

(۱) قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا.(بنی اسرائیل ۹۳)

ترجمہ : اے رسول اللہ ﷺ ان سے کہہ دو سوائے اس کے نہیں کہ میں ایک بشر رسول ہوں۔

(۲) قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحىٰ اِلَيَّ اَنَّمَا اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۔

(سورہ کہف پ ۱۶ رکوع ۱۲)

ترجمہ: اے رسول اللہ ﷺ انہیں کہہ دو سوائے اس کے نہیں کہ میں تمہاری طرح بشر ہوں۔ میری طرف اس امر کی وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی اللہ تعالیٰ ہے۔

(۳) سُبْحَانَ الَّذِيْ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى

(بنی اسرائیل: ۱)

ترجمہ: پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو رات کے وقت مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی الخ۔

(۴) تَبَارَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعَالَمِيْنَ نَذِيْرًا ۔

(بنی اسرائیل پ ۱۵ رکوع ۱)

ترجمہ: وہ ذات بابرکت ہے جس نے اپنے بندے پر قرآن مجید نازل فرمایا تاکہ جہاں والوں کو ڈرائے۔

دو آیتوں میں آنحضرت ﷺ کے متعلق لفظ بشر استعمال کیا گیا ہے اور دو میں لفظ عبد آیا ہے۔

اپنی عبدیت کے متعلق آنحضرت ﷺ کا اپنا اقرار :

(۱) مغیرہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے نمازِ تہجد پڑھی یہاں تک کہ آپ کے دونوں قدموں پر ورم آ گیا۔ تب آپ سے عرض کی گئی۔ آپ اس طرح کیوں کرتے ہیں۔ حالانکہ آپ کے اگلے پچھلے گناہ سب بخشے جا چکے ہیں؟ آپ نے فرمایا کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟ اس روایت کو بخاریؒ اور مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔

(باب تحریض علی قیام اللیل۔ مشکوٰۃ المصابیح)

(۲) عبداللہ بن عمرو بن العاص ﷺ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب تم اذان سنو تو اسی طرح کہو جس طرح مؤذن کہتا ہے پھر مجھ پر درود بھیجو۔ کیونکہ جس نے مجھ پر ایک دفعہ درود شریف پڑھا۔ اللہ تعالیٰ اس پر دس دفعہ رحمت بھیجے گا پھر میرے لئے اللہ تعالیٰ سے وسیلہ مانگو۔ پس تحقیق وہ بہشت میں ایک درجہ ہے وہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک بندہ کے لائق ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ میں ہی وہ ہو جاؤں پس جس شخص نے میرے لئے وسیلے کی دعا کی اس پر شفاعت حلال ہوگی۔ (رواہ مسلم)

دونوں احادیث میں آنحضرت ﷺ نے اپنے آپ کو بندہ کے لفظ سے ذکر فرمایا ہے۔

ابوبکر صدیقؓ کے ہاں رسول اللہؐ عبد (خدا کے بندے) ہیں :

ابوسعید خُدریؓ سے روایت ہے تحقیق رسول اللہ ﷺ منبر پر بیٹھے تو فرمایا تحقیق ایک بندے کو اللہ تعالیٰ اسے دنیا کی تازگی میں سے جو چاہے عطا فرمائے یا جو اللہ تعالیٰ کے ہاں نعمتیں ہیں وہ پائے تو اس بندے نے وہ اختیار کیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے اس پر ابوبکر صدیقؓ رو پڑے اور فرمایا ہم اپنے باپوں اور ماؤں سمیت آپؐ پر قربان ہوں پس ہم نے ابوبکر صدیقؓ پر تعجب کیا۔ لوگوں نے کہا اس بڈھے شخص کو دیکھو کہ رسول اللہ ﷺ تو ایک بندے کی خبر دے رہے ہیں۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کی تازگی اور اپنے ہاں کی نعمتوں میں اختیار دیا ہے اور یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم آپؐ پر اپنے باپوں اور ماؤں سمیت قربان ہیں (یعنی اس خبر پر اس فقرے کا کہنا کچھ مناسبت نہیں رکھتا لیکن لوگوں کو بعد میں معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ ہی کو وہ اختیار دیا گیا تھا اور ابوبکر صدیقؓ ہم سب میں سے زیادہ عالم تھے اس کو بخاریؒ اور مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔ (مشکوۃ باب دفات النبی ﷺ)

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بندے کے لفظ سے آنحضرت ﷺ کا وجودِ مسعود مراد لیا ہے۔

حضرت عائشہؓ رسول اللہ ﷺ کو بشر فرما رہی ہیں :

عن عائشةؓ قالت کان رسول الله ﷺ یخصف نعله ویخیط ثوبه ویعمل فی بیته کمایعمل احدکم فی بیته وقالت کان بشرامن البشر .(الحدیث).

(رواہ الترمذی، مشکوۃ فی اخلاقه ﷺ)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ اپنا جوتا سی لیا کرتے تھے، اپنا کپڑا سی لیا کرتے جس طرح تم اپنے گھر کا کام کرتے ہو، اسی طرح آپ بھی کیا کرتے تھے اور فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ بھی انسانوں میں سے ایک انسان و بشر تھے۔

حضرت عائشہؓ حضور سرورِ کائنات پر بشر کا لفظ فرما رہی ہیں۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا بندہ (عبد) فرما رہے ہیں

محمد رسول الله ﷺ نبیه وعبدہٖ ورسولہٖ .

(شرح فقه اکبر ص ۱۷، مطبوعه مطبع محمدی لاهور)

حضرت ملا علی قاریؒ ہمارے حنفیوں کے مسلّم امام ہیں :

ان کا ارشاد ملاحظہ ہو، اسی پہلی ذکر شدہ عبارت کی شرح میں فرماتے ہیں :

قال علیه السلام لا تطرونی کمااطری عیسیٰ وقولوا عبدالله ورسوله .

ترجمہ: آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے میری زیادہ تعریف نہ کرو جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کی گئی ہے بلکہ (مجھے) کہو۔ اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اس کا رسول۔

برادرانِ احناف! آیئے ذرا اس مسئلہ میں علمِ عقائد کے ماہرین ائمہ سے بھی پوچھ لیں۔

مسامرہ لکمال بن ابی شریف :

ان النبی انسان بعثه الله لتبلیغ مااوحیٰ الیه وکذا لرسول فلا فرق الخ ص

۱۹۸ مطبوعہ مطبع کبری امیریہ مصر)

ترجمہ: تحقیق نبی ایک انسان ہے جس کو اللہ تعالیٰ مبعوث فرماتے ہیں تا کہ جو اسے وحی دی گئی ہے اسکی تبلیغ کرے اس معنی میں نبی اور رسول میں کوئی فرق نہیں۔

مسایرہ للعلامۃ الکمال بن الہمام :

فالنبی علی ھذا انسان اوحیٰ الیہ بشرع سواء امر بتبلیغہ والدعوۃ الیہ اولا فان امر بذلک فھو نبی رسول والافھونبی غیر رسول الخ (مسایرہ درشرح مسامرہ ص ۱۹۷ مطبوعہ مطبع کبری امیریہ مصر)

ترجمہ: پس نبی اس لحاظ سے ایک انسان ہے جس کی طرف شریعت کی وحی کی گئی ہے جس کی تبلیغ اور دعوت کا حکم اسے دیا جائے یا نہ۔ اگر تبلیغ کا حکم کیا جائے تو وہ نبی مرسل ہے ورنہ وہ نبی غیر مرسل کہلائے گا۔ الخ

حضرت مجدّد الف ثانیؒ کا ارشاد :

پیغمبرانِ ماعلیہ الصّلوٰۃ والتسلیمات کہ قریب بیک لک وبست و چہار ہزار گزشتہ اند۔ خلائق رابعبادتِ خالق ترغیب فرمودہ اندواز عبادتِ غیر منع نمودہ خودرابندۂ عاجز دانستہ اندواز ہیبت واز عظمت اوتعالیٰ ترساں ولرزاں بودہ اندوآلہ ہنود وخلق رابعبادتِ خود ترغیب کردہ اند (الیٰ قولہ) بخلاف پیغمبران علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کہ خلائق راازاں چہ منع فرمودہ اند۔ خودرانیز ازاں باز داشتہ اند۔ بروجہ اتم واکمل۔ خودرابشر مثل سائر بشری گفتند

ع بہ بین تفاوتِ راہ از کجا تا بکجا (انتھیٰ مکتوب نمبر ۱۶۶ دفتر اول ص ۵۱ حصہ دوم)

ترجمہ: ہمارے کل پیغمبر جو تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار گزرے ہیں سب کے سب مخلوق کو خالق جل مجدہ کی عبادت کی ترغیب دیتے رہے اور غیر اللہ کی عبادت سے منع فرماتے رہے اور سب نے اپنے آپ کو (اللہ تعالیٰ) کا عاجز بندہ سمجھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے خوف اور اس

کی بزرگی سے کانپتے رہے ہیں اور ہندوؤں کے خداؤں نے مخلوقات کو اپنی عبادت کی رغبت دلائی ہے (الی قولہ) بخلاف انبیاء علیہم السلام کے کہ مخلوق کو جن چیزوں سے منع فرمایا ہے خود بھی اس سے باز رہے ہیں بالکل پورے طور پر دوسرے لوگوں کی طرح اپنے آپ کو وہ حضرات بشر (بندہ) فرمایا کرتے تھے ...... ع بہ بین تفاوتِ راہ از کجا است تا بکجا (انتہی)

خدا تعالیٰ کے بندو! خدا سے ڈرو۔ جس بات سے اللہ تعالیٰ بھی راضی نہ ہو۔ جو آنحضرت ﷺ کے ارشادات کے بھی مخالف ہو۔ امام ابو حنیفہؒ کے طریقہ کے بھی خلاف ہو اور حضرات صوفیائے کرام کے مسلک کے بھی خلاف ہو میں نہیں سمجھتا کہ وہ کہاں کا اسلام ہے جس پر زور دیا جا رہا ہے۔

ازالہ غلط فہمی :

میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہٗ کی درگاہ میں جو عزت وقرب کا درجہ حاصل ہے اس کو ہم پورے طور پر سمجھ بھی نہیں سکتے۔

سید المرسلین، خاتم النبیین، شفیع المذنبین کا درجہ سمجھنا تو دور رہا۔ میرے خیال میں ولی کی ولایت اور نبی کی نبوت کا سمجھنا بھی عام لوگوں کے لئے محال ہے۔ ہاں البتہ آنحضرت ﷺ کے ارشادات کو سمجھ سکتے ہیں ان کے افعال کا مشاہدہ کر سکتے ہیں۔

لہٰذا ہمارا فرض ہے کہ آپ کے اقوال وافعال کا اتباع کریں اور اعتقادات میں جو کچھ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے ملا ہے اسی پر ایمان رکھیں۔ اور اپنی طرف سے کانٹ چھانٹ نہ کریں اور وہ یہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کو خالق اور رسول اللہ ﷺ کو مخلوق سمجھیں۔

معبود	عابد
آقا	غلام
بھیجنے والا	رسول

تعریف بدعت :

آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے :

من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهو رد. (مشکوۃ المصابیح)

ترجمہ: جو شخص ہمارے کام یعنی دین میں کوئی نئی چیز ایجاد کرے جو اس کا جزو نہیں ہے تو وہ چیز مردود ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کے دربار میں قبول نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد پاک میں فی امرنا ھذا سے صاف ظاہر ہے کہ اگر کوئی شخص نئی چیز ایجاد کر کے اسے دین محمدی ﷺ کا جزو قرار دے یعنی آپ کی ساری امت پر لازم سمجھے اور اگر کوئی اس کی ایجاد کردہ رسم کو ادا نہ کرے اس پر طعن کرے اور اسے دین محمدی ﷺ سے خارج اور اس کا تارک سمجھے تو ایسا شخص رسول اللہ ﷺ کے دین کا بہی خواہ نہیں بلکہ دشمن ہے کیونکہ دین الٰہی کی جگہ پر اپنے خود ساختہ دین کو رواج دینا چاہتا ہے اس کی ایجاد کردہ رسموں کی اشاعت سے رسول اللہ ﷺ کے جاری کردہ دین میں یقیناً کمی واقع ہوگی۔ چنانچہ آپ کا ارشاد ملاحظہ ہو:

مااحدث قوم بدعة الا رفع مثلها من السنة.

ترجمہ: کسی قوم نے کبھی کوئی بدعت اپنی طرف سے ایجاد نہیں کی۔ مگر اتنی کہ سنت اس سے اٹھالی جاتی ہے (انتہیٰ)

نذرِ معیّن :

ہاں ایک چیز نذر ہے جس کی شریعت محمدیہ ﷺ میں اجازت ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ رضائے الٰہی حاصل کرنے کے لئے کوئی شخص کوئی چیز اپنے اوپر لازم کر لیتا ہے اگر چہ وہ عبادت شریعت میں لازم نہ ہوئی ہو۔ بشرطیکہ جنسِ عبادات مشروعہ میں سے ہو، ورنہ وہ

نذر لازم نہ ہوگی جس طرح فقہاء کا ارشاد ہے لَا نَذْرَ فِیْ مَعْصِیَۃٍ ترجمہ: گناہ کے کام کی نذر مقرر کرنا صحیح نہیں ہے لیکن وہ اس عبادت کو اپنی ذات تک محدود سمجھتا ہے۔ دوسرے کسی شخص کو اس عبادت کے کرنے کے لئے مجبور نہیں کرتا تو یہ بدعت نہیں ہے۔

بعض حنفی بھائیوں کی کسوٹیِ اسلام مجموعۂ بدعات ہیں :

اسلام پنجاب کے ضروری ارکان کی فہرست میں جن سات مسائل کو بطور مثال ذکر کیا گیا ہے اگر کوئی شخص ان مسائل کا قائل نہ ہو تو وہ مسلمان نہیں ہے۔ بلکہ وہابی ہے اور وہابی کے ساتھ ہمارے بھائی مُرتدین کا سلوک کرتے ہیں یعنی جو شخص ان ایجاد کردہ و خودساختہ مسائل (جو نہ رسول اللہ ﷺ کے پیش کردہ اسلام کا جزو ہیں اور نہ مذہب امام اعظم ابوحنیفہؒ کا جزو ہیں) کا اقرار نہ کرے اس کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں سمجھتے اور نہ اس سے السلام علیکم کہنا جائز رکھتے ہیں ان کے نزدیک ایسے لوگ مساجد میں امام بھی نہیں بنائے جا سکتے اور نہ وہ ان احناف کے ساتھ مل کر نماز پڑھ سکتے ہیں۔ اگرچہ وہ لوگ ارکانِ اسلام محمدیؐ (توحید و رسالت، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ) کے قائل اور عامل ہی کیوں نہ ہوں ان کے اس برتاؤ سے صاف ظاہر ہے کہ وہ ان خودساختہ مسائل مذکورہ کو جزوِ اسلام محمدی ﷺ قرار دیتے ہیں۔

ٹھنڈے دل سے غور کرنے کی برادرانہ درخواست :

میرے پیارے حنفی بھائیو! خدا تعالیٰ سے ڈرو۔ یاد رکھو دنیا چند روزہ ہے آخر قیامت میں اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہونا ہے اور رسول اللہ ﷺ کو چل کر منہ دکھانا ہے اشتعال میں نہ آؤ بلکہ ٹھنڈے دل سے ذرا غور کرو اور سوچو آیا جن چیزوں پر تم زور دے رہے ہو۔ اور جس بناء پر آپس میں ایک دوسرے سے لڑ رہے ہو اور ایک دوسرے سے سلام و کلام ترک کر رہے ہو کیا رسول اللہ ﷺ نے تمہیں یہی دین سکھایا تھا اور یہی امانت تمہارے سپرد

کر گئے تھے؟ بلکہ سنو۔ ہمارے آقائے نامدار سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین محمد رسول ﷺ تو فرما گئے ہیں۔

ترکت فیکم امرین لن تضلوا ماتمسکتم بھما کتاب اللہ و سنۃ رسولہ .

(مشکوۃ المصابیح)

ترجمہ: میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں جب تک ان کو ہاتھ میں رکھو گے کبھی گمراہ نہیں ہوں گے۔ وہ دو چیزیں کون سی ہیں اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی سنت۔

خدا تعالیٰ سے ڈرو اور سوچو کہ کیا یہ مسائل کتاب اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کے جزو ہیں۔ خدا تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ سب بھائیوں کو مع آپ کے حضرات علمائے کرام کے اپنی رضا حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

وعیدِ بدعت :

سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا میں تمہارا حوض (کوثر) پر پیش رو ہوں۔ جو شخص میرے پاس آئے گا۔ وہ پیئے گا اور جو پیئے گا کبھی پیاسا نہیں ہوگا۔ البتہ بعض قومیں میرے ہاں آئیں گی جن کو میں پہچانوں گا اور وہ مجھے پہچانیں گے۔ پھر میرے اور ان کے درمیان پردہ آجائے گا (یعنی وہ مجھ تک پہنچ نہیں سکیں گے) پس میں کہوں گا۔ بے شک وہ میرے ہیں۔ پھر کہا جائے گا۔ تحقیق آپ نہیں جانتے اس چیز کو جو انہوں نے آپ کے بعد ایجاد کی تھی پھر میں کہوں گا جس شخص نے میرے بعد دین میں تغیر و تبدل کیا تھا اسے ہٹا دو (اس کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے)

میرے حنفی بھائیو! خدا تعالیٰ سے ڈرو۔ آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد مبارک کو دل کے کان کھول کر سنو اور اپنی موجودہ حالت کو دل کی آنکھیں کھول کر دیکھو اور اپنے مذہبی علماء کرام سے بایں الفاظ پوچھ کر دیکھو کہ جن رسموں اور وظیفوں کے نہ ماننے والوں کو آپ

وہابی اور بے ایمان کا لقب دیتے ہیں (جن کا مختصر ذکر او پر گزرا ہے) کیا یہ چیزیں رسول اللہ ﷺ نے خود کیں یا فرمائی تھیں یا بعد کی بنائی ہوئی ہیں۔ خدا تعالیٰ کے بندو! کہیں ایسا نہ ہو کہ دنیا میں بھی ہم لڑتے ہی مریں اور قیامت کے دن کہیں دربارِ محمدی ﷺ سے بھی دھکے دے کر نکال دیئے جائیں وماعلینا الا البلاغ.

اسلام کا صحیح راستہ :

برادرانِ اسلام! اسلام کا صحیح راستہ فقط وہی ہے جو سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین محمد رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو سکھایا اور جس پر چل کر ان بزرگوں نے اللہ تعالیٰ کے دربار سے رضی اللہ عنھم ورضوا عنه (ترجمہ: اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور وہ لوگ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوئے) کا مبارک تمغہ قرآن مجید میں پایا)

صحابہ کرامؓ کا طرزِ عمل:

چونکہ یہ رسالہ عام فہم بنانا مقصود ہے اس لئے بجائے روایاتِ کثیرہ کے جمع کرنے کے ان حضرات کے طرزِ عمل کا خلاصہ دیا جاتا ہے۔ جس سے کسی سمجھ دار عالم کو اختلاف کی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی۔

نمبر اول : قرآن مجید　　　نمبر دوم : حدیث شریف
نمبر سوم : اجماعِ اُمت　　　نمبر چہارم: قیاس

علماء کی قسمیں :

بے چارے عام مسلمانوں کا اتنا ہی فرض ہے کہ وہ علماء کی خدمت میں آئیں اور ان سے دین الٰہی سیکھیں لیکن اے برادرانِ اسلام! اگرچہ ہر ایک مولوی صاحب آپ کے سامنے یہی دعویٰ کریں گے کہ میں مسلکِ صحابہ کرامؓ کا پورا متبع ہوں اصلیت یہ ہے کہ علماء کی دو قسمیں ہیں علماء ربانی، علماءِ سُوء۔ لہذا علماءِ ربانیین کا اتباع کرو اور علماءِ سوء کی صحبت سے بچو

اوران کے حق میں ہدایت کی دعا کرو۔

عالمِ ربانی کا شیوہ :

عالمِ ربانی کا اولین فرض اعلائے کلمۃ اللہ تعالیٰ ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی کتاب کی آواز کانوں میں پہنچائے گا، کتاب اللہ کی شرح میں رسول اللہ ﷺ کے اقوال وافعال پیش کرے گا جو مسئلہ کتاب اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی سنت میں نہ ملے اس کو اجماع اُمت سے حل کرے گا۔ اگر اجماع امت میں بھی نہ پایا جائے تو قیاسِ امام کی طرف رجوع کرے گا۔

عالمِ ربانی کی صحبت کا اثر :

عالمِ ربانی کی صحبت میں طبیعتوں پر اسی قسم کا اثر ہوگا۔ جیسا کہ آنحضرت ﷺ کی پاک صحبت میں صحابہ کرامؓ پر ہوا تھا، اگر چہ ویسا رنگ چڑھنا تو محال قطعی ہے لیکن عالم ربانی کی صحبت کا اثر ظِل محمدی کا ادنیٰ نمونہ ہوگا

تشریح اثر :

(۱) خدا تعالیٰ کی عظمت وجلال سطوت وجبروت رگ وریشہ میں سرایت کر جائے اور یہ نقشہ آہستہ آہستہ ایسا پختہ ہوجائے کہ کسی وقت میں جلوت وخلوت میں خلافِ مرضی الٰہی نہ ہونے پائے۔

(۲) کتاب اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کے اتباع کا شوق پیدا ہو اور روز بروز بڑھتا جائے۔

(۳) احکامِ الٰہی کی سابقہ مخالفت اور بے اعتنائی پر ندامت ہو، گذشتہ سے طلبِ عفو اور آئندہ کی پابندی کا عزم بالجزم ہو۔

(۴) مندرجہ ذیل اوصاف میں انقلاب ہوجائے۔

بجائے اس کے	یہ صفت پیدا ہو جائے
زر پرستی	خدا پرستی
خوف ماسوی اللہ	خوف الٰہی
مسلمانوں میں سابقہ عداوت	آپ کی محبت
جاہ طلبی	خدا طلبی
تکبر	تواضع
حسد، کینہ، بغض	خیر خواہی
انانیت	مساوات
مطلب پرستی	ایثار
دوسروں کی عیب بینی	اپنی عیب بینی

علماءِ سوٗ (برے) کا شیوہ :

عالمِ ربانی کے جذبات واحساسات وخدمات کا برعکس کرلیا جائے تو علماءِ سوء (برے) کا نقشہ سامنے آجائے گا مثلاً بجائے اشاعت کتاب اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کے بدعات کا زور ہو جائے آپس میں پہلے مل بیٹھنے والے مل کر نماز پڑھنے والے ایک دوسرے سے السلام علیکم کہنے والے، آپس میں لڑ پڑیں، متنفر ہو جائیں، سلام وکلام چھوڑ دیں۔

اللھم الف بین قلوب المسلمین و اصلح بالھم و احفظنامن شرور انفسنا و شرور اعدائنا ووفقنا لاتباع نبیک الکریم الھادی الی الدین القویم و الصراط المستقیم امین یااله العالمین و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین ۔

☆ ☆ ☆

احکامِ شب برأت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ كَفٰى وَ سَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى، اَمَّابَعْدُ!

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَقُوْمُوْا لَيْلَهَا وَصُوْمُوْا يَوْمَهَا.

ترجمہ: جب شعبان کی پندرھویں رات ہو تو رات کو عبادت کرو اور دن کو روزہ رکھو۔

سوال: (۱) شعبان کی پندرھویں رات جس کو مسلمان شب برأۃ کہتے ہیں۔ اس کے متعلق اسلامی احکام کیا ہیں؟

(۲) اور موجودہ وقت میں مسلمان جو کچھ کرتے ہیں۔ دن کو حلوا پکی اور رات کو چراغاں اور آتشبازی۔ آیا ان چیزوں کا بھی کوئی ثبوت ہے؟ بَيِّنُوْا وَتُوْجَرُوْا.

الجواب: قرآن مجید میں شب برأۃ کا ذکر ہونے میں اختلاف ہے:

(۱) قرآن مجید میں فقط ایک آیت ہے جس میں بعض حضرات مفسّرین کی رائے ہے کہ یہاں شب برأۃ کا ذکر ہے اور وہ آیت سورۂ دخان پارہ پچیس کی ہے:

اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ O (الدخان: ۳)

ترجمہ: تحقیق ہم نے اس (قرآن مجید) کو مبارک رات میں نازل کیا ہے۔ بے شک ہم (انسانوں کو ان کی غلط کاریوں سے) ڈرانے والے تھے۔

اس آیت کی تفسیر میں مختلف تفاسیر (مثلاً السّراج المنیر، معالم التنزیل، البیضاوی

الجلالین میں مفسرین کے دو قول منقول ہیں۔ بعض حضرات کی رائے ہے کہ اس رات سے مراد لیلۃ القدر (جو رمضان میں آتی ہے) ہے اور بعض کی رائے ہے کہ شب براۃ ہے۔

صحیح فیصلہ :

رئیس المفسرین حامل اسوۃ المحدثین الحافظ عماد الدین ابوالفدا اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی اسی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں :

و من قال انها ليلة النصف من شعبان كما رُوى عن عكرمة فقد ابعد النجعة فانّ نصّ القرآن انها فى رمضان.

ترجمہ: اور جو شخص یہ کہے کہ یہ رات شعبان کی پندرھویں ہے۔ چنانچہ عکرمہ سے روایت کی گئی ہے۔ کہ پس تحقیق اس شخص نے راہِ حق سے اپنی نگاہ کو دور جا پھینکا۔ کیونکہ تحقیق قرآن پاک کی نص تو یہ بتلاتی ہے کہ (جس رات کا ذکر اس آیت میں ہے) وہ رمضان شریف میں ہے۔

ابن کثیر نے اپنے قول کی تصحیح کے لئے مندرجہ ذیل دو آیتوں سے استشہاد کیا ہے۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِىٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ اور اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِىْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ.

اس آیت کے بعد عمدۃ المحدثین اسوۃ الصالحین الامام النووی کا ارشاد ملاحظہ ہو۔

صحیح مسلم شریف کی شرح باب صوم التطوع میں فرماتے ہیں۔ لیلۃ مبارکہ سے پندرھویں شب شعبان کا مراد لینا غلطی ہے۔ صحیح یہ بات ہے اور علمائے کرام اسی کے قائل ہیں کہ لیلۃ مبارکہ سے مراد لیلۃ القدر ہے۔ بہر حال تحقیق یہی ہے کہ شب براۃ کا ذکرِ خیر قرآن شریف میں نہیں ہے۔ البتہ آنحضرت ﷺ کے ارشادات میں تفصیل سے موجود ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے ارشادات متعلقہ شب براۃ :

(۱) **عن علیؓ قال قال رسول الله ﷺ اذا كانت ليلة النصف من شعبان**

فقوموا ليلها وصوموا يومها فان الله تعالىٰ ينزل فيها الغروب الشمس الى السماء الدنيا فيقول الآمَنْ مستغفر فاغفرله الآمن مسترزق فارزقه الآمن مبتلى فاعافيه الآمن كذا حتّى يطلع الفجر. (رواه ابن ماجه)

ترجمہ: حضرت علیؓ سے روایت کی گئی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب شعبان کی پندرھویں رات ہو۔ پس اس رات کو قیام کرو (یعنی نماز پڑھو) اور دن کو روزہ رکھو۔ کیونکہ اس رات میں اللہ تعالیٰ کی تجلی آفتاب کے غروب ہونے کے وقت سے ہی آسمانِ دنیا پر ظاہر ہوتی ہے۔ پس فرماتا ہے خبردار کوئی بخشش مانگنے والا ہے۔ کہ اسے بخش دوں۔ خبردار کوئی رزق لینے والا ہے کہ اسے رزق دوں۔ خبردار کوئی ہے مصیبت زدہ کہ اسے چھڑادوں۔ خبردار کوئی فلاں فلاں حاجت والا ہے۔ طلوع صبح صادق تک اللہ تعالیٰ یہی آواز دیتا رہتا ہے۔

(۲) عن ابى موسى الاشعرى عن رسول الله ﷺ قال ان الله تعالىٰ ليطلع فى ليلة النصف من شعبان فيغفر لجميع خلقه الا لمشرك او مشاعن. (رواه ابن ماجه)

ترجمہ: ابوموسیٰؓ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا تحقیق اللہ تعالیٰ البتہ شعبان کی پندرھویں رات کو طلوع فرماتا ہے پس سوائے شرک و کینہ ور کے اپنی ساری مخلوقات کو بخشتا ہے۔

(۳) عن عائشةؓ قالت فقدت رسول الله ﷺ ليلة فاذا هو بالبقيع فقال اكُنت تخافين ان يحيف الله عليك ورسوله قلت يارسول الله انى ظننت انك اتيت بعض نسائك فقال ان الله تعالىٰ ينزل ليلة النصف من شعبان الى السماء الدنيا فيغفر لاكثر من عدد شعر غنم كلب رواه الترمذى. وزاد رزين ممّن استحقّ النار وقال الترمذى سمعنا محمداً يعنى البخارى يضعف هذا الحديث۔

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت کی گئی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے ایک

رات رسول اللہ ﷺ کو نہ پایا پھر ناگہاں وہ بقیع (قبرستان مدینہ منورہ) میں پائے گئے۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا (اے عائشہ) کیا تمہیں اس بات کا ڈر تھا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول تم پر ظلم کریں گے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے خیال کیا تھا کہ شاید آپ ازواج مطہرات میں سے کسی کے پاس تشریف لے گئے ہوں۔ تب آپؐ نے فرمایا تحقیق اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں رات کو آسمانِ دنیا پر نزول فرماتا ہے پس قبیلہ کلب کی بکریوں کے بالوں کی گنتی سے بھی زیادہ بخشتا ہے۔ اس روایت کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور رزین نے یہ لفظ زیادہ کیا ہے یعنی جو لوگ کہ دوزخ کے مستحق ہو چکے ہوں۔

(۴) عن عائشۃؓ عن النبی ﷺ قال هل تدرین ما فی هذه اللیلة یعنی لیلة النصف من شعبان قالت ما فیها یا رسول الله فقال فیها ان یکتب کل مولود بنی آدم فی هذه السنه وفیها ان یکتب کل هالک من بنی آدم فی هذه السنة فیها ترفع اعمالهم وفیها تنزل ارزاقهم فقالت یا رسول الله ما من احد یدخل الجنة الا برحمة الله تعالیٰ فقال مامن احد یدخل الجنة الا برحمة الله تعالیٰ ثلثاً قلت و انت یا رسول الله فوضع یده علی هامته فقال ولا انا الا ان یتغمّده الله تعالیٰ منه برحمته یقولها ثلث مرّاتٍ (رواه البیهقی فی الدعوات الکبیر)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتی ہیں آپؐ نے فرمایا کہ تمہیں معلوم ہے کہ اس رات (یعنی پندرھویں شعبان کی) میں کیا ہے۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس رات میں کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا جو بچہ اس سال میں پیدا ہونا ہوتا ہے وہ اس رات میں لکھا جاتا ہے اور اس سال میں جو بنی آدم ہلاک ہونے والا ہوتا ہے اس کا نام لکھا جاتا ہے اور اس رات میں ان کے اعمال اٹھائے جاتے ہیں اور اسی رات میں ان کے رزق نازل ہوتے ہیں۔ تب عائشہؓ نے فرمایا کوئی بھی ایسا نہیں جو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بغیر جنت میں جا سکے۔ تین دفعہ یہ کلمہ آپؐ نے فرمایا۔ میں

نے کہا آپ بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بغیر جنت میں نہیں جا سکیں گے۔ پھر آپؐ نے اپنا ہاتھ سر پر رکھ کر فرمایا۔ اور میں بھی نہیں جا سکوں گا۔ مگر اس صورت میں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت سے ڈھانپ لے۔ آپؐ نے یہ کلمہ تین دفعہ فرمایا۔

میرے بھائیو! آنحضرت ﷺ کے ارشاداتِ مبارکہ بمعہ ترجمہ کے آپ دیکھ چکے ہیں، اگر چہ ان احادیث میں مدارج مختلف ہیں ان میں اصح کتب الاحادیث البخاری و مسلم کی احادیث تو نہیں ہیں۔ لیکن بہر حال جو کچھ بھی بعد از سعی ملا وہ آپ کے سامنے ہے۔ ان احادیث میں جب ہم غور کرتے ہیں تو مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ چنانچہ ترتیب وار مسائلِ احادیث ملاحظہ ہوں۔ مسائل کی تعداد صحیح رکھنے کے لئے جو بات پہلی حدیث میں آ چکی ہے وہی دوسری حدیث میں ہوگی تو اس کو اختصاراً ذکر کیا جائے گا۔

پہلی حدیث شریف کے مطالب :

(۱) اس براۃ کی رات کو عبادت کرو

(۲) شب براۃ کے بعد دن کو روزہ رکھو۔

(۳) اس رات کو سورج غروب ہونے سے لیکر صبح صادق تک اللہ تعالیٰ کی تجلّی (نور کا پرتو) آسمانِ دنیا پر نازل ہوتی ہے۔

(۴) اس رات کو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کوئی مجھ سے بخشش مانگنے والا ہے کہ اسے بخش دوں۔

(۵) کوئی مجھ سے رزق مانگنے والا ہے کہ اسے رزق دوں۔

(۶) کوئی شخص کسی مصیبت میں پھنسا ہوا ہے کہ میں اسے نجات دیدوں۔

(۷) علیٰ ہذا القیاس اسی طرح مختلف حاجاتِ انسانی کا نام لیکر پکارتا رہتا ہے کہ کوئی مجھ سے مانگے تو میں اس کی وہ حاجت پوری کروں۔

دوسری حدیث کے مطالب :

(۸) شب براۃ میں اللہ تعالیٰ اپنی ساری مخلوق کو بخش دیتا ہے۔

(۹) مگر مشرک (جو اللہ تعالیٰ کے حقوق بندگی دوسرے کو دیتا ہے) کو نہیں بخشتا۔

(۱۰) مگر کینہ ور کو نہیں بخشتا۔

تیسری حدیث کے مطالب :

(۱۱) شب براۃ کو (معلوم ہوتا ہے کہ کسی درمیانی حصہ شب میں) آنحضرت ﷺ مدینہ منورہ کے قبرستان بقیع میں تشریف لے گئے۔

(۱۲) اس رات اللہ تعالیٰ قبیلہ کلب (عرب میں اس قبیلہ کی سب سے زیادہ بکریاں تھیں) کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ اپنے بندوں کی مغفرت فرماتا ہے۔

چوتھی حدیث شریف کے مطالب :

(۱۳) اس رات میں آئندہ سال کے پیدا ہونے والوں کی فہرست لکھی جاتی ہے۔

(۱۴) اس رات میں انسانوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کے حضور اٹھا کر پیش کیے جاتے ہیں۔

(۱۵) اس رات میں آئندہ سال کے مرنے والوں کی فہرست لکھی جاتی ہے۔

(۱۶) اس رات میں انسانوں کے رزق کا اندازہ نازل کیا جاتا ہے (یعنی جو ملائکہ عظام اس کام پر موکل ہیں ان کے سپرد کیا جاتا ہے)

(۱۷) کوئی فرد بشر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بغیر جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا۔

مجموعۂ احادیث شبِ براۃ کا خلاصہ :

ہر مسلم کو چاہیئے کہ شرک اور کینہ (اخلاق رذیلہ) وغیرہ سے توبہ کرے۔ رات کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے۔ خدا تعالیٰ سے اپنے لئے اور مردوں کے لئے بخشش مانگے۔ علاوہ

اس کے اپنی ہر حاجت کا اسی سے سوال کرے اور دن کو روزہ رکھے۔

عزیز بھائیو! یہ وہ کام ہیں جو مسلمانوں کو شب برأۃ اور دن کو کرنا چاہیئے۔

خیالات فقہاء احنافؒ متعلقہ شب برأۃ :

صاحب الدر المختار فرماتے ہیں :

و من المندوبات رکعتا السفر و القدوم و الصلوٰۃ اللیل و اقلھا علی مافی الجوھرۃ ثمان ولو جعلہ اثلاثا فالاوسط افضل و تو انصافاً فالا خیر افضل و احیاء لیلۃ العیدین و النصف من شعبان

ترجمہ: اور مستحب نمازوں میں سے یہ ہیں۔ سفر پر جاتے وقت دو رکعت پڑھے اور رات کو (یعنی تہجد) نماز پڑھے۔ جوہرہ نیرہ کے بیان کے مطابق کم از کم آٹھ رکعت پڑھے اگر رات کو تین حصوں میں تقسیم کرے تو درمیانی حصہ میں تہجد پڑھنا افضل ہے اور اگر رات کے دو حصے کرے تو پھر آخیر حصہ میں پڑھنا افضل ہے۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی رات اور شعبان کی پندرھویں رات یعنی شب برأۃ کو عبادت کرنا بھی مستحب ہے۔

شیخ ابراہیم حلبی منیۃ المصلی کی شرح غنیۃ المستملی میں فرماتے ہیں :

فعلم ان کلاً من الصلوٰۃ الرغائب لیلۃ اوّل جمعۃ من رجب وصلوٰۃ البراءۃ لیلۃ النصف من شعبان وصلوٰۃ القدر ولیلۃ السابع و العشرین من رمضان بالجماعۃ مکروھۃ.

ترجمہ: پس معلوم ہوا کہ صلوٰۃ الرغائب جو رجب کے پہلے جمعہ کی شب کو پڑھی جاتی ہے اور پندرھویں شعبان کی رات اور رمضان شریف کی ستائیسویں رات لیلۃ القدر کی جو نماز جماعت سے ادا کی جاتی ہے ان راتوں میں جماعت سے نماز پڑھنا بدعت مکروہ ہے۔

خدا کے بندو! فقہاء عظام کا اتباع سنت دیکھو، اور عبرت حاصل کرو کہ مطلق نماز جس کا ذکرِ خیر آنحضرت ﷺ کے ارشادات میں آ چکا ہے اور کوئی اپنی طرف سے اس سے

ذرا بھی زیادہ کرتا ہے تو بدعت کہہ کر روک دیتے ہیں۔ خواہ وہ چیز دراصل عبادت ہی کیوں نہ ہو۔ مثلاً حدیث شریف میں مطلق نماز پڑھنے کا ذکر آیا ہے جس میں جماعت کا کوئی ذکر نہیں تو اب جو شخص جماعت کی زیادتی کرتا ہے۔ اس کو برداشت نہیں کرتے۔

وہی شیخ ابراہیم حلبی آگے چل کر فرماتے ہیں :

فلو ترک امثال هذه الصلوة تارک لیعلم الناس انه لیس من الشعائر لحسن انتهی.

ترجمہ: پس اگر کوئی شخص اس قسم کی نمازوں کو چھوڑ دے تاکہ لوگ یہ سمجھ جائیں کہ یہ نمازیں شعائرِ اسلام میں سے نہیں ہیں تو اس نے اچھا کیا۔ انتہی

میرے پیارے حنفی بھائیو! خدا کے لئے سوچو اور اپنے بزرگوں کے نام کو بدنام نہ کرو۔ وہ حضرات تو اس قدر پابندِ شرع کہ وہ شب براۃ کی رات میں کسی عبادت کو لازمی اور رسم بنانا بھی جائز نہیں سمجھتے اور تم اس مبارک رات میں بے تحاشہ چراغاں کرتے ہو۔ اور اس اسراف کو رسمِ دین سمجھتے ہو۔ علاوہ اس کے اس رات کی عزت افزائی میں آتشبازی چلاتے ہو۔ یہ چیز اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف ہے۔ آنحضرت ﷺ کی سنت کے خلاف ہے آئمہ دین اس قسم کی حرکتوں سے ناراض ہیں۔ خدا تعالیٰ کے بندو۔ خدا سے ڈرو اور باز آ جاؤ۔

جواب حصہ دوم :

شب براۃ سے پہلے دن حلوا پکی اور رات کو چراغاں اور آتشبازی کے متعلق یہ عرض ہے۔ قرآن مجید سے پتہ چلتا ہے کہ پہلے لوگوں میں ایک مرض پیدا ہوا کرتا تھا۔ وہ یہ کہ دین کے کاموں کو کھیل اور تماشہ کی صورت دے دیتے تھے۔ چنانچہ سورہ انعام کے آٹھویں رکوع میں ہے۔

وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَذَكِّرْ بِهٖٓ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا

يُؤخَذُ مِنهَا اُولٰئِکَ الَّذِينَ اُبسِلُوا بِمَا كَسَبُوا لَهُم شَرَابٌ مِّن حَمِيمٍ وَّ عَذَابٌ اَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكفُرُونَ.

ترجمہ: اور چھوڑ دو (اے محمد ﷺ) ان لوگوں کو جنہوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا بنا رکھا ہے۔ اور ان کو دنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے۔ اور اس قرآن پاک سے نصیحت کر۔ تا کہ کوئی نفس اپنے کیے کے باعث ہلاک نہ ہو۔ ایسے نفس کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچانے والا کوئی دوست اور سفارش کرنے والا نہیں ملے گا اور اگر بدلہ دیوے سارے بدلے اس سے نہیں لیا جاوے گا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی بدکرداری کے باعث ہلاک کیے جائیں گے۔ ان کے لئے گرم پانی پینے کے لئے اور دردناک عذاب ہے کیونکہ یہ کفر کیا کرتے تھے۔

شب براۃ کو چراغاں اور آتشبازی کے متعلق پہلی وعید :

جو بے دین کہ دین کے کاموں کو کھیل اور تماشہ بنا دیں۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو ایسے بے دینوں سے قطع تعلق کرنے کا حکم دیا ہے۔ خدا کے بندو! شب براۃ کے متعلق اسلامی احکام تو پہلے پڑھ چکے ہو۔ جن میں نہ چراغاں ہے نہ آتشبازی ہے۔ یہ دونوں چیزیں بے دین مسلمانوں نے دین کی رسموں کے قائم مقام بنا رکھی ہیں۔ خدا تعالیٰ سے ڈرو اور ان لغویات کو چھوڑ دو، ورنہ یاد رکھو کہ کہیں رسول اللہ ﷺ تم سے قطع تعلق نہ کر لیں جب اللہ اور رسول ﷺ نے قطع تعلق کر لیا تو پھر سوچو کہ جس اسلام اور ایمان کا نام لیتے ہو۔ اس کی کیا قیمت باقی رہے گی اور پھر نجات کس دروازے سے تلاش کرو گے اور کس کی شفاعت کی امید ہو سکتی ہے۔ اور کس کی جنت میں ٹھکانہ ملے گا۔

بھائیو! خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اپنی رضا کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

دوسری وعید :

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں :

ولا تبذر تبذیرا ان المبذرین کانوا اخوان الشیطین و کان الشیطن لربہ کفورا (بنی اسرائیل)

ترجمہ: اور بے جا خرچ نہ کر، تحقیق بے جا خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے۔

میرے عزیز بھائیو! خدا کا خوف کرو اور غور کرو۔ اس آیت میں کیا ارشاد ہو رہا ہے بے جا خرچ کرنے والا یعنی اسراف کرنے والے شیطان کے بھائی اور خدا کے دشمن ہیں۔

اسراف کے معنیٰ :

اسراف لغت میں بے فائدہ اور لاف و گزاف کے طور پر خرچ کرنے کو کہتے ہیں۔ یعنی جس خرچ میں نہ آخرت کی بہتری مقصود ہو اور نہ دنیا کا کوئی بھلا ہو، نہ رضائے الٰہی حاصل ہو اور نہ کسی ضرورت انسانی (مثلاً کھانا پینا، پہننا) میں صرف ہو۔ یہ نقص شب برات کے چراغاں اور آتشبازی میں پورے طور پر موجود ہے۔

خدا کے بندو! اللہ تعالیٰ قرآن شریف کی سورۃ تکاثر پارہ ۳۰ میں ارشاد فرماتے ہیں:

ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْمِ ۔ پھر اس دن تم سے ان کو نعمتوں کے متعلق پوچھا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتیں روپیہ وغیرہ کہاں صرف کیا تھا؟ بتاؤ اس دن کیا جواب دو گے۔

اَللّٰهُمَّ وفقنا لما تحبُّ وترضی واجعل آخرتنا خیرًا من الاولی آمین

☆ ☆ ☆

مالِ میراث میں حکم شریعت واختیار رواج کی سزا

سوال: ترکۂ میت میں شرع محمدی ﷺ سے انکار کر کے رواج کے مطابق مال تقسیم کرنے والوں کی شریعت محمدیہ ﷺ میں کیا سزا ہے۔ **بینوا توجروا**

الجواب: مذہب اسلام کیا چیز ہے؟

مذہب اسلام اس مذہب کا نام ہے جس کے اندر تمام وہ احکام الٰہی صحیح وسالم بلا کم وکاست موجود ہیں جو کہ آج سے تیرہ صدیاں پہلے سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئے تھے۔ بخلاف دیگر مذاہبِ دنیا کے کہ ان کے ہاں آج وہ تعلیم محفوظ نہیں ہے جو کہ بانیانِ مذاہب نے دی تھی۔ لہذا الحمد للہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس بات پر فخر اور ناز ہے اور وہ اس کو اپنی سعادتِ عظمیٰ خیال کرتے ہیں کہ ان کے دین کو صحیح معنیٰ میں دینِ الٰہی کہا جا سکتا ہے اس لئے مسلمانوں کے ہاں یہ بات بھی مانی ہوئی ہے کہ جو شخص اس دین کی مخالفت کرے گا وہ خدائے قدوس وحدہ لاشریک لہ کا مخالف کہلائے گا۔

اللھم اعذنا وجميع المسلمين عن هذه الفتنة۔

مسلم کون ہے؟

مسلم کا لفظی ترجمہ اسلام قبول کرنے والا ہے یعنی جو شخص اس بات کو تسلیم کرلے

کہ مذہب اسلام کے مجموعہ احکام الٰہی کو سچا مانتا ہوں اور انہی کو اپنی زندگی میں دستور العمل بنائے رکھوں گا وہ مسلمان ہے۔

کافر اور فاسق کا اصطلاحی فرق :

جو شخص مجموعہ احکام الٰہی (جنہیں قرآن مجید یا ارشادات نبویہ میں ضروری قرار دیا گیا ہے) یا بعض احکام ربانی کے ماننے یا ان کو اپنا دستور العمل بنانے کا منکر ہو اس کو کافر کہا جاتا ہے جو شخص زبان سے ان کی حقانیت ماننے اور عملی جامہ پہنانے کا منکر تو نہ ہو۔ لیکن حرصِ مال اور حُب جاہ یا خواہشاتِ نفسانی میں غرق ہونے کے باعث احکامِ الٰہی کو عمل میں نہیں لاتا اس کو فاسق کہا جاتا ہے۔

شریعت سے انکار کر کے رواج پر فیصلہ کرنا کفر ہے :

جو شخص یہ کہے کہ میں شریعتِ محمدیہ ﷺ کو نہیں مانتا اور مال میراث کی تقسیم رواج پر کروں گا تو قرآن مجید کی اصطلاح میں خارج از ایمان یعنی کافر ہے :

وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَمَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ. (النور ۲۴: ۴۸)

ترجمہ: اور وہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور رسول کے ساتھ ایمان لائے اور ان کا کہا مانا پھر بعد اس کے ان کی ایک جماعت اس سے روگردانی کرتی ہے اور وہ مومن نہیں ہیں اور جب ان کو اللہ اور رسول کی طرف کسی فیصلے کے لئے بلایا جائے تو ان کی ایک جماعت منہ موڑ لیتی ہے۔

الحاصل! مذکورۃ الصدر آیت سے صاف طور پر ثابت ہوا کہ جو لوگ توحید اور رسالت محمدیہ ﷺ کے قائل ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ جل شانہٗ اور اس کے رسول ﷺ کی

شریعت پر فیصلہ کرانے سے انکار کرتے ہیں وہ بے ایمان ہیں اگر ان کے اندر ایمان ہوتا تو یوں کہتے۔

اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْآ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ. (النور ۲۴: ۵)

ترجمہ: مسلمانوں کو جب اللہ اور رسول کی طرف کسی فیصلے کے لئے بلایا جائے تو وہ یہی کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

عملی انکار کا نام عصیان ہے جس کی سزا دوزخ ہے :

سورۃ نساء کے رکوع نمبر ۲ میں قانونِ وراثت مذکور ہے اس قانون کے اخیر میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

''یہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدیں ہیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرے گا اس کو اللہ تعالیٰ ان باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ درانحالیکہ وہ ان باغوں میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ جل شانہٗ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اس کی مقرر کردہ حدوں سے باہر قدم رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ میں داخل کرے گا درانحالیکہ وہ اس میں ہمیشہ رہنے والا ہوگا اور ایسے شخص کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب ہوگا''۔

مذکورۃ الصدر دو آیتوں کے ترجمہ سے معلوم ہوا کہ اگر زبانی انکار نہیں ہے لیکن عمل درآمد تقسیم مال میراث میں خلاف شرع ہے تو بھی ایسے شخص کو دوزخ میں داخل ہو کر ذلت کا عذاب بھگتنا پڑے گا۔

برادرانِ ملت ! اگر زبانی اقرارِ شریعت کرنے کے باعث ہم حکمِ کفر سے بچ بھی گئے لیکن عملاً انکار کرنے کی وجہ سے دوزخ میں جا گرے۔ (اَللّٰھُمَّ اَعِذْنَا مِنْهُ) تو ہم نے گویا حقیقت اسلام کو نہ پایا بلکہ اپنی بدکرداریوں کے باعث سید المرسلین شفیع المذنبین محمد رسول اللہ

ﷺ کے پاک دامن پر بدنما داغ لگا ہی دیا کہ محمدی کہلا کر دوزخی بنے۔

عزیز و! آنحضرت ﷺ جس اسلام کو سکھانے کے لئے بھیجے گئے تھے اس کا تو خاصہ یہ ہے کہ بلا خوف وخطر دنیا سے اٹھ کر سیدھے جنت میں جا پہنچیں۔ دیکھو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ. (سورہ بقرہ ۱۱۲)

ترجمہ: کیوں نہ جس نے اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دیا اور وہ نیکوکار رہا تو اللہ کے ہاں سے اجر ملے گا اور انہیں کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غم کھائیں گے۔

مرنے والا اگر خلافِ شرع تقسیم کا فیصلہ کر گیا ہے تو ورثاء کا حق ہے کہ اسے موافق شرع کر دیں اور یہ کوئی جرم نہیں ہے:

بعض مسلمان موجودہ عدالتوں میں جا کر شہادتیں پیش کر دیتے ہیں کہ ہمارے خاندان میں ہمیشہ باوجود مسلمان کہلانے کے خلافِ شرع رواج پر فیصلہ مال میراث ہوتا چلا آیا ہے تو عدالت مان لیتی ہے اور خلاف شرع تقسیم میراث کر دیتی ہے۔ شریعت محمدیہؐ کا فیصلہ اس کے خلاف ہے۔ قرآن مجید اس وقت ایسے ملمع سازی کے مسلمانوں کو یہ جواب دیتا ہے کہ کیا اگر چہ تمہارے باپ دادا بیوقوف اور گمراہ ہی تھے (تو تم بھی ویسے گمراہ اور بیوقوف ہی رہو گے) وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا وَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ.

ترجمہ: جب ان سے کہا جاتا ہے کہ خدا کے احکام کی اتباع کرو۔ تو کہتے ہیں بلکہ ہم اس قانون کی اتباع کریں گے جس میں ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا، خواہ ان کے باپ دادا کچھ دانست بھی نہ رکھتے ہوں اور نہ ہدایت پانے والے ہوں۔

تارکینِ شریعت رواجی مسلمانوں کے دیگر اعمالِ صالحہ کے مردود ہونے کا خطرہ ہے :

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلرَّجُلُ یَطِیْلُ السَّفَرَ اَشْعَثَ اَغْبَرَ یَمُدُّیَدَہٗ اِلَی السَّمَاءِ یَارَبِّ یَا رَبِّ وَمَطْعَمُہٗ حَرَامٌ وَمَشْرَبُہٗ حَرَامٌ وَمَلْبَسُہٗ حَرَامٌ وَغُذِیَ بِالْحَرَامِ فَاَنّٰی یُسْتَجَابُ لِذٰالِکَ. (مسلم)

ترجمہ: آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک آدمی لمبا سفر کرتا ہے پریشان بالوں والا غبار آلودہ اپنے ہاتھ اے رب اے رب کہتے ہوئے آسمان کی طرف پھیلاتا ہے مگر اس کا کھانا حرام اور پینا حرام اور لباس حرام اور اس کی غذا حرام' سو اس حالت میں اس کی دعا کیسے قبول ہو۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ اللّٰہَ طَیِّبٌ لَایَقْبَلُ اِلَّا طَیِّبًا. (ترمذی)

بے شک اللہ تعالیٰ پاک ہے اور سوائے پاک کے کسی چیز کو قبول نہیں کرتا۔

الحاصل ! پہلی حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ انسان خواہ کتنا ہی مصیبت زدہ کیوں نہ ہو۔لیکن اگر اس کی خوراک و پوشاک اور تربیت مالِ حرام سے ہوئی ہے تو اس کی دعا بارگاہِ الٰہی میں قبول نہیں ہوتی اور نا مقبول ہونے کا سبب دوسری حدیث میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاک ہی چیز کو قبول فرماتا ہے چونکہ مالِ حرام کھانے والے کی غذا حرام ہے لہذا جو آواز اس کے معدے کی غذا سے پیدا ہوتی ہے وہ مثل اس سٹیم کی آواز کے ہے جو انجن کے اندر آگ اور پانی کے مرکب سے پیدا ہوتی ہے۔

لہٰذا یہ آواز خبیث ہونے کے باعث بارگاہِ الٰہی تک پہنچنے کے قابل ہی نہیں ہے اسی قاعدہ کی بنا پر خلافِ قانونِ شریعت رواج کی بنا پر مال سمیٹنے والا اگر کوئی مال خیرات کرے تو اس میں بھی چونکہ حلال وحرام مخلوط ہے اس لئے اسی سابق قاعدہ کی بنا پر وہ بھی قبول نہیں ہوگی۔ ہاں اگر اپنی ذاتی کسی علیحدہ کمائی میں سے وہ شخص خیرات کرے جس میں مال میراث

کی ملاوٹ نہ ہو تو وہ خیرات انشاء اللہ تعالیٰ قبول ہوگی۔

شریعت ترک کر کے رواج پر عمل کرنے کے معاشرتی نقائص :

انسان کا طرز معاشرت باقی حیوانات سے بالکل الگ ہے باقی حیوانات تو فقط نفعِ ذاتی کو مدنظر رکھتے ہیں بخلاف انسان کے کہ یہ نفع وضرر نوعی کو ملحوظ رکھتا ہے یعنی وہ کام کرتا ہے جس سے بنی نوع انسان کو نفع پہنچے اور دشمن کے ضرر سے بچنے کے لئے بھی وہ تدبیر سوچتا ہے جس پر عمل کر کے ہر فرد بشر اپنی جان بچا سکے۔

نقصِ اول :

رواجی مسلمان چونکہ وہ کام کرتا ہے جس سے اس کا ذاتی نفع ہو اور دوسرے افراد کو نقصان پہنچے اس لئے قانون معاشرتِ انسانی بزبانِ حال اس پر نفریں وغضب کا اظہار کر رہا ہے۔ اور کہہ رہا ہے کہ اس شریر کو دائرہ انسانیت سے نکال کر حیوانات سے ملحق بنا دو۔

نقصِ دوم :

بھائی اور بہن کے درمیان رشتۂ اخوت ہے۔ بہنوں کی حق تلفی سے بہنوں کے دلوں سے بددعا نکلنے کے علاوہ رشتۂ اخوت بھی رواجی غلط کاروں پر اظہارِ نفرت کرتا رہتا ہے۔ رواجی بھائیوں کو مظلوم بہنوں کی دل آزاری سے ڈرنا چاہیئے کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کا غضب دنیا یا آخرت میں ان پر نازل ہو ....

بترس از آہِ مظلوماں کہ ہنگامِ دعا کردن
اجابت از درِ حق بہر استقبال می آید

نقصِ سوم :

بھانجے کو جب معلوم ہوگا کہ میرے نانا کی جائیداد میں سے میری والدہ کا حصہ تھا

اور ماموں صاحب ظلم کے باعث ہمارا حق غصب کیے ہوئے ہیں تو اس کے دل میں ماموں کی طرف سے نفرت پیدا ہوگی اور وہ یہی خیال کرے گا کہ ماموں صاحب بجائے خدا پرست ہونے کے زر پرست ہیں ان کے دل میں خدا تعالیٰ کے خوف کی بجائے حبِ مال کا ناسور ہے

اَللّٰھُمَّ اَعِذْ نَا مِنْہُ

نقصِ چہارم :

بہنوئی کو جب علم ہوگا کہ میری بیوی کا اتنا روپیہ میرے سالے نے غبن کر رکھا ہے تو اس کے دل سے نفرت وغضب کے فوارے اٹھیں گے اور ہر مصیبت میں وہ اس روپیہ کو یاد کر کے سالے کے حق میں بددعا کرے گا کہ اگر وہ نالائق حرام خوری سے باز رہتا تو آج اپنے سرمائے سے میرا افلاس کا م چل نکلتا۔

نقصِ پنجم :

غرضیکہ اس رواجی ظالم بھائی کی اس ناشائستہ حرکت پر بہنوئی کا سارا خاندان بلکہ ہر منصف مزاج عقلمند اظہار نفرت کرے گا۔

الحاصل! یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کا مخالف ہو اور رسول اللہ ﷺ کا نافرمان ہو۔ بہنوں کو نقصان دینے والا ہو۔ بھانجوں کی بددعائیں اس پر پڑ رہی ہوں۔ بہنوئی اس کے ظلم سے تنگ ہو۔ ہر منصف مزاج عقلمند اس کو نفرت وحقارت کی نظر سے دیکھے۔ پھر وہ کس معنیٰ میں شریف اور معزز ہے۔

خلافِ شریعت رواج پر تقسیم میراث کرنا بداخلاقی ہے :

دو ہاتھ، دو پاؤں، ایک ناک، دو کانوں اور ایک زبان سے ہی آدمی نہیں بن جاتا بلکہ آدمی بننے کے لئے تمغۂ امتیازِ انسانی یعنی پابندِ اخلاق حمیدہ ہونا لازمی ہے جس شخص کے

اندر اخلاقِ حمیدہ کا رنگ نہیں وہ جانوروں سے بھی بدتر ہے جس پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد واجب الاعتقاد گواہ ہے۔

ثُمَّ رَدَدْنَاهُ اَسْفَلَ سَافِلِيْنَ ترجمہ: فرض انسانی نہ ادا کرنے کے باعث، ہم نے انسان کو سب سے گھٹیل مخلوقات سے بھی گھٹیل بنادیا۔

اخلاق حمیدہ کے دو درجے ہیں :

(۱) ادنیٰ۔ وہ یہ ہے کہ انسان دوسرے کے ساتھ وہ سلوک کرے کہ اگر اس کے ساتھ وہی کیا جائے تو اسے ناگوار نہ گزرے۔

(۲) اعلیٰ۔ اعلیٰ درجہ اخلاق حمیدہ کا یہ ہے کہ دوسرے بھائی کے ساتھ اپنی شان سے بہتر سلوک کیا جائے۔

رواجی مسلمان بداخلاق ہے :

مخالف شریعت رواجی مسلمان اخلاق حمیدہ کے دونوں درجوں سے گرا ہوا ہے۔ کیونکہ اپنی بہنوں کے ساتھ وہ ایسا سلوک کرتا ہے کہ اگر اس کے ساتھ وہی کیا جائے کہ باپ کے مال سے اُسے محروم کر دیا جائے اور ساری جائیداد بہن کے حوالے کر دی جائے تو یہ بھی اسے گوارہ نہ کرے بلکہ اگر ہو سکے تو خونریزی تک نوبت پہنچائے۔

رواجی مسلمان پانچ دفعات کا مجرم ہے :

(۱) اللہ تعالیٰ کا مخالف ہے۔

(۲) رسول اللہ ﷺ کے دین کا دشمن ہے۔

(۳) قرآن مجید سے عناد رکھتا ہے۔

(۴) قانونِ معاشرت انسانی کا بیخ کن ہے۔

(۵) اپنی خبیث روش سے اخلاق حمیدہ کا خون کر رہا ہے۔

پابندِ شریعت مسلمانوں کا فرض :

متشرع مزاج مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ مذکورۃ الصدر پانچ دفعات کے مجرموں کو درجۂ شرافت وتہذیب سے گرا ہوا خیال فرمائیں اور ایسے لوگوں کو حقیر سمجھتے ہوئے جہاں تک ممکن ہو سکے ان سے میل جول ترک کر دیں کہیں ایسا نہ ہو کہ ان باغیوں سے محبت ودوستی رکھنے کے باعث اللہ تعالیٰ ہم سے ناراض ہو۔ اور یہ بھی سچے مسلمانوں کا فرض ہونا چاہیئے کہ اپنے ان بے راہ رو بھائیوں کو راہِ راست پر لانے کی ہر ممکن کوشش کریں ان سے مقاطعہ، بائیکاٹ کرنے کی بجائے سمجھا بجھا کر انہیں پابندِ شریعت مسلمان بنانا ہمارا فرض اوّلین ہے۔

چند وارثوں کے حصّص کا ذکر :

چند وارثوں کے حصوں کا ذکر کر دیا جاتا ہے تاکہ عوام الناس کو موٹی موٹی باتوں میں خواہ مخواہ تکلیف کا سامنا نہ کرنا پڑے اور خود بخود ان معروضات کی مدد سے موٹے موٹے مسائل کا گھر بیٹھے فیصلہ کرلیں۔

مقدار حصہ :

نمبر شمار ورثاء	اسم وارث	تعداد صور وارث	مقدار وارث
۱	--	۱	کل جائیداد کا چھٹا حصہ بشرطیکہ میت کا بیٹا یا پوتا یا پڑپوتا موجود ہو۔
--	--	۲	اگر میت کا بیٹا یا پوتا کوئی نہیں۔ لیکن بیٹی یا پوتی یا پڑپوتی موجود ہو۔ تو اس صورت میں پہلے باپ کو چھٹا حصہ کل جائیداد کا دیا جائے گا۔ پھر اگر ایک بیٹی یا پوتی

نمبر شمار ورثاء	اسم وارث	تعداد صور وارث	مقدار وارث
	باپ		ہے تو کل جائیداد کا آدھا اور اگر ایک سے زائد ہیں، دو بیٹیاں ہوں یا دو پوتیاں تو اس صورت میں ان لڑکیوں کو دو تہائی حصہ مقرر دے کر جو باقی بچے وہ بھی باپ کو دیدیا جائے۔
		۳	اگر میت کی اولاد میں سے کوئی بھی نہ ہو۔ تو اس صورت میں باقی ذی الفروض مثلاً بیوی، ماں کو دیکر باقی سب جائیداد باپ کے حوالہ کر دی جائے گی۔ پہلی تینوں صورتوں میں اگر باپ کی بجائے دادا ہو تو دادا کو باپ والا ہی حق ملے گا۔ لیکن باپ اور دادا کا تین صورتوں میں فرق ہے۔ پہلی صورت یہ ہے کہ باپ کی موجودگی میں دادی وارث نہیں ہوتی۔ اور دادا کی موجودگی میں ہو جاتی ہے۔
۲	دادا	۱	دوسری صورت یہ ہے کہ میت جب دونوں ماں باپ اور میاں بیوی میں

نمبر شمار ورثاء	اسم وارث	تعداد صور وارث	مقدار وارث
			سے ایک کو چھوڑے تو باپ کی موجودگی میں میاں یا بیوی میں سے ایک کا حصہ نکال کر باقی مال کی تہائی ماں کو ملتی ہے اور اگر باپ کی بجائے دادا ہو۔ تو ماں کو سارے مال میت کی ایک تہائی ملتی ہے مگر امام ابو یوسف اس صورت میں بھی تہائی باقی ماں ہی کو دلاتے ہیں۔ تیسری صورت یہ ہے کہ عینی اور علاتی بھائی بہنیں باپ کی موجوگی میں سب گر جاتے ہیں۔ لیکن دادا کی موجودگی میں سوائے امام ابو حنیفہؒ کے دیگر کسی امام کے ہاں نہیں گرتے۔ چوتھی صورت فرق کی بیان کرنے کی ضرورت نہیں کہ وہ برصغیر میں نہیں پائی جاتی۔

نمبر شمار ورثاء	اسم وارث	تعداد صور وارث	مقدار وارث
		۱	میّت کی اولاد کی موجودگی میں ماں کو سارے مال میں سے چھٹا حصہ ملتا ہے۔
۳	ماں		

نمبر شمار ورثاء	اسم وارث	تعداد صور وارث	مقدار وارث
		۲	اگر میت کی اولاد موجود نہیں ہے لیکن دو یا دو سے زیادہ بھائی بہنیں موجود ہیں تو بھی ماں کو چھٹا حصہ سارے مال کا ملتا ہے۔
		۳	اگر میت کی اولاد یا بھائی بہنیں بھی نہ ہوں تو پھر ماں کو سارے مال کا تیسرا حصہ ملتا ہے۔
		۴	اگر میت کی اولاد یا بھائی بہنیں موجود نہیں لیکن میاں یا بیوی میں سے ایک اور باپ موجود ہے تو اس صورت میں پہلے خاوند یا بیوی کا حصہ نکال کر پھر باقی مال سے ایک تہائی ماں کو دی جاوے۔
		۱	اگر بیوی اولاد چھوڑ کر مر گئی ہے۔ تو خاوند کو بیوی کے

نمبر شمار ورثاء	اسم وارث	تعداد صور وارث	مقدار وارث
۴	خاوند		مال میں سے چوتھائی ملے گا۔
		۲	اگر بیوی کی اولاد نہیں ہے تو خاوند کو بیوی کے سارے مال میں سے آدھا ملے گا۔
۵	بیوی		(۱) اگر میاں اولاد چھوڑ کر مر گیا ہے تو بیوی کو سارے مال میں سے آٹھواں حصہ ملے گا۔ (۲) اگر خاوند کی اولاد نہیں ہے تو پھر بیوی کو سارے مال میں ایک چوتھائی ملے گی۔
		۱	اگر میت کی ایک بیٹی ہو اور بیٹا کوئی نہ ہو تو آدھی جائیداد اسے ملتی ہے۔
		۲	اگر میت کا بیٹا کوئی نہ ہو اور دو بیٹیاں ہوں تو ساری جائیداد میں سے انہیں دو تہائی ملتا ہے۔

نمبر شمار ورثاء	اسم وارث	تعداد صور وارث	مقدار وارث
۶	بیٹی	۳	اگر میت کے بیٹے اور بیٹیاں دونوں قسم کی اولاد ہو پھر بیٹے کے مقابلہ میں بیٹی کو آدھا حصہ دیا جاتا ہے۔
۷	بیٹا	۱	جن وارثوں کا حق شریعت میں کسی مقدار خاص میں معین ہے۔ ان کو ذوی الفروض کہتے ہیں۔ ذوی الفروض سے جو بچ جائے۔ وہ بیٹا اور بیٹی مذکور الصدر ترتیب سے بانٹ لیتے ہیں اور اگر بیٹی بھی نہ ہوتو سارا مال بیٹا لے جاتا ہے۔
۸	بھائی	۱	اگر میت کا بیٹا پوتا اور باپ یا دادا موجود نہ ہوتب بھائی کو حصہ ملتا ہے۔ بھائیوں میں پھر عینی مقدم ہے اگر وہ نہ ہوتو پھر علاتی کو ملتا ہے۔ ددھیال میں سے اگر مرد کوئی بھی نہ ہو۔ تب اخیافی بہن بھائیوں کو حصہ ملتا ہے۔

۱ اگر بیٹا، پوتا، باپ دادا، بھائی میں سے کوئی موجود نہ ہو اور فقط ایک بہن ہو تو آدھی جائیداد میت کو دیدی جاوے گی۔

---

۲ اگر دو بہنیں ہوں تو ان کو میت کی ساری جائیداد کی دو تہائی دی جائے گی۔

---

۳ اگر بہن کے ساتھ بھائی بھی ہو۔ تو پھر بھائی کو دگنا اور بہن کو ایک حصہ دیا جائے گا۔

---

۴ اگر فقط ایک بیٹی اور ایک بہن ہو۔ تو میت کی آدھی جائیداد بیٹی لے جاوے گی اور آدھی بہن کو ملے گی۔

---

۵ اگر میت کی دو بیٹیاں اور ایک بہن ہو تو دو تہائی جائیداد کو دو بیٹیاں لیں گی اور ایک تہائی بہن کو ملیگی۔

نمبر شمار ورثاء	اسم وارث	تعداد صور وارث	مقدار وارث
		۶	اگر میت کی ایک بیٹی اور ایک پوتی ہے۔ تو بھی بہن کو ایک تہائی مال ملے گا اور دو تہائی میں سے سارے مال کا آدھا پہلے بیٹی لے گی۔ بعد ازاں دو تہائی میں سے جو بچے گا وہ پوتی لے گی۔

نوٹ! عینی: وہ بھائی بہن جن کے ماں اور باپ ایک ہوں۔

علاتی: جن کا فقط باپ میں اتحاد ہو۔

اخیافی: جن کا فقط ماں میں اتحاد ہو۔

تذکرہ اسلامی رسومات

برادران اسلام !

خدا تعالیٰ کے لئے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی عزت کا لحاظ رکھو۔ اس کلمہ پاک کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ (ہم فقط اسی کے غلام ہیں، محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے ہیں) یعنی جو حکم رسول اللہ ﷺ سے ہمیں ملے گا۔ ہم اس کو خدا تعالیٰ کا فرمان سمجھ کر اس کی تکمیل کریں گے۔ لہذا ہمارا فرض ہے کہ ہر کام میں رسول اللہ ﷺ کے طریقے کو پسند کریں۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا. (الاحزاب ۳۳: ۲۱)

ترجمہ: جو شخص خدا تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے۔ اور قیامت کے دن کو مانتا ہے۔ اس کے لئے رسول اللہ کا طرزِ عمل ہی بہترین دستور العمل ہے۔ اور جو شخص آپ کے طرز عمل کو اپنا دستور العمل نہ بنائے اس کے لئے قرآن مجید میں یہ وعید موجود ہے۔

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيْرًا. (النساء ۴: ۱۱۵)

ترجمہ: جو شخص رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرے گا بعد اس کے کہ ہدایت اس کے ہاں واضح ہو چکی ہے اور وہ صحابہ کرام کے طریقے کے خلاف کوئی اور راہ اختیار کرے گا ہم

اس کو وہی سونپ دیں گے جس طرف وہ خود متوجہ ہوا اور اس کو دوزخ میں داخل کریں گے اور دوزخ برا ٹھکانہ ہے۔

برادرانِ عزیز! آپ کو اس عتاب مذکور الصدر سے بچا کر عنداللہ وعندالرسول سرخرو کرنے کے لئے رسول اللہ اور آپ کے سچے تابعداروں کی رسوم صالحہ کا نقشہ پیش کیا جاتا ہے خدا تعالیٰ سے مستدعی ہوں کے مجھے اور آپ کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے تا کہ قیامت کے دن دربارالٰہی میں سرخرو ہو کر پیش ہوں۔ آمین یارب العالمین۔

بچہ پیدا ہونے کا اذن :

(۱) بچہ پیدا ہونے کے بعد سب سے پہلے نہلا دھلا کر دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہنی چاہیئے۔ چنانچہ مفتاح النجاۃ میں آیا ہے۔ کہ جب حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں سے ایک صاحب پیدا ہوئے۔ تو آنحضرت ﷺ نے دائیں کان میں اذان دی اور بائیں کان میں اقامت کہی۔

(۲) اذان دینے کے بعد **تحنیک** مستحب ہے۔ یعنی کھجور وغیرہ چبا کر بچے کے تالو میں لگانا۔ تحنیک کسی نیک اور پرہیزگار سے کرانی چاہیئے۔ چنانچہ مروی ہے۔

عن عائشةؓ ان رسول الله ﷺ کان یوتی بالصبیان فیبرک علیهم ویحنکهم

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ کے ہاں بچے لائے جاتے تھے آپ ان کے حق میں برکت کی دعا فرمایا کرتے اور تحنیک کیا کرتے تھے۔

عقیقہ کے احکام :

(۱) جن کا ذکر کرنا ضروریات میں سے ہے۔ **قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ الغلام مرتهن بعقیقة یذبح عنه یوم السابع و یُسمّٰی ویحلق.**

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بچہ اپنے عقیقہ میں رہن رکھا گیا ہے۔

ساتویں دن اس کی طرف سے جانور ذبح کیا جائے اور نام رکھا جائے اور اس کا سر منڈایا جائے۔

(۲) اگر طاقت ہو تو لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کے لئے ایک بکری ذبح کرنی چاہئے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:

عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شاة.

ترجمہ: لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک ہے۔

(۳) اگر طاقت نہ ہو تو لڑکے کی طرف سے ایک بکری ہو سکتی ہے۔

چنانچہ مروی ہے: وَعَقَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْحَسَنِؓ بِشَاةٍ وَقَالَ يَا فَاطِمَةُ اِحْلِقِیْ رَاْسَهٗ وَتَصَدَّقِیْ بِزِنَةِ شَعْرِهٖ فِضَّةً

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے حضرت امام حسنؓ کا ایک بکری سے عقیقہ کیا اور آپ نے حضرت فاطمہ الزہراءؓ سے فرمایا کہ اس کا سر مونڈ دو۔ اور سر کے بالوں کے برابر چاندی تول کر صدقہ کر دو۔

(۴) بچہ کے سر کے منڈے ہوئے بالوں کے برابر چاندی تول کر صدقہ کرنا چاہئے چنانچہ نمبر ۳ کی حدیث کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔ وَتَصَدَّقِیْ بِزِنَةِ شَعْرِهٖ فِضَّةً

ترجمہ: اے فاطمہ اس کے بالوں کے برابر چاندی خیرات کردے۔

(۵) علماء احناف عقیقہ کو مستحب سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر ساتویں دن نہ ہو سکے تو چودھویں دن بھی کافی ہے اور اگر اس دن بھی رہ جائے تو پھر اکیسویں دن ہو سکتا ہے اگر اس دن بھی نہ ہو سکے تو لازم نہیں کہ خواہ مخواہ قرض اٹھا کر کرے۔

(۶) عقیقہ میں بھیڑ بکری دنبہ خواہ نر ہو یا مادہ سب جائز ہے۔

(۷) گوشت کی تقسیم کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ اس کے تین حصے کیے جائیں تول کر یا تخمینہ سے کر لیے جاویں۔ ایک حصہ فقراء و مساکین پر صرف کیا جائے اور دو حصے اپنے اور

اپنے رشتہ داروں اور ہمسایوں پر خرچ ہوں ۔ اور عقیقہ کا گوشت ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی، سب کو کھانا جائز ہے اور ذبیحہ کا چمڑا خیرات کر دینا چاہیے۔ عقیقہ کا گوشت ہر مسکین خواہ مسلم ہو یا غیر مسلم کو دینا جائز ہے۔ اگر اس گوشت میں سے حجام یا دائی کو بھی کچھ دیا جائے تو کوئی ممانعت نہیں ہے۔

ختنہ کے احکام :

(۱) ختنہ کرنا مسلمانوں کا شعار مذہبی ہے۔ چنانچہ ابوھریرہؓ سے مروی ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ اَلْاِسْتِحْدَادُ وَالْخِتَانُ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَنَتْفُ الْاِبْطِ وَتَقْلِيْمُ الْاَظْفَارِ.

ترجمہ: ابوھریرہؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ پانچ چیزیں فطرت سے ہیں۔ اُسترا لینا، ختنہ کرانا، موچھیں کترانا، بغل کے بال اکھاڑنا اور ناخنوں کا لینا لہٰذا اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ختنہ ضروریات دین سے ہے۔

(۲) علماء کرام کا قول ہے کہ سات سال کی عمر تک ختنہ ہو جانا چاہئے اور اس سے زیادہ دیر کرنا مناسب نہیں۔

(۳) تقریب ختنہ پر دعوت کرنا اور کھانا تقسیم کرنا کوئی ضروری نہیں ہے اور اگر بغیر التزام کرے بشرطیکہ غیر مشروع (مثلاً گانا بجانا، سودی قرضہ اٹھانا، نام ونمود کے لئے دعوت کرنا وغیرہ) سے پرہیز کیا جائے تو کوئی مواخذہ نہیں ہے۔

منگنی کے احکام :

(۱) اپنے کفو سے جتنے لوگ لڑکی کی نسبت کی خواہش کریں ان میں سے ایسے لڑکے کی نسبت منظور کرنی چاہئیے ۔ جو سب سے زیادہ دیندار اور خوش خلق ہو۔ چنانچہ ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ جس وقت ایسا شخص لڑکی کی نسبت کی خواہش کرے جس کے دین اور خُلق کو

پسند کرتے ہو۔ تو اس سے نکاح کردو۔ ورنہ فتنہ اور فساد اس میں برپا ہوگا۔

(۲) منگنی کرنے کے وقت کسی رسم ورواج کی ضرورت نہیں۔ کسی آدمی کا روبرو جا کر کہہ دینا یا بذریعہ خط وکتابت معاملہ کا طے کرلینا بھی کافی ہوسکتا ہے۔ بلکہ شرعاً تو یہاں تک بے تکلفی ہے کہ اگر دولہا جا کر خود درخواست کرے تو بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ چنانچہ حضرت فاطمہؓ کے رشتہ کے متعلق حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے درخواست کی اور آپ ﷺ نے قبول فرمالی پس حضرت فاطمہؓ کی یہی منگنی تھی۔ موجودہ زمانے کے رسم ورواج لغو اور خلاف سنت ہیں۔

(۳) منگنی کرتے وقت لڑکے اور لڑکی کی عمر کا تناسب بھی ملحوظ رہنا چاہیے۔ چنانچہ حضرت فاطمہؓ کی عمر پندرہ سال اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی عمر اکیس سال کی تھی۔

سنت طریقہ کا نکاح :

(۱) نکاح کرنے کے وقت بلا کسی شدید جدوجہد کے دوست احباب کو بلا لینا مسنون ہے۔ چنانچہ حضرت فاطمہؓ کے نکاح کے وقت آنحضرت ﷺ نے حضرت انسؓ کو ارشاد فرمایا کہ جاؤ اور ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، طلحہؓ، زبیرؓ اور ایک جماعت انصار کو بلا لاؤ۔

(۲) نکاح کے وقت لڑکی کے باپ کا چھپے چھپے پھرنا خلاف سنت ہے بلکہ پورا اتباع سنت یہی ہے کہ لڑکی کا باپ خود ہی خطبہ پڑھے چنانچہ آنحضرت ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کے نکاح کا خطبہ خود ہی پڑھا تھا۔

(۳) یہ ضروری نہیں کہ برات کو لڑکی والا ضرور ہی کھانا کھلائے۔ چنانچہ حضرت فاطمہؓ کے نکاح کے بعد فقط ایک طبق میں خرمہ لے کر حاضرین کو تقسیم کردیے لیکن حسب ارشاد :

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ. ترجمہ: جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے۔ تو اس کے ذمہ لازم ہے کہ اپنے مہمان کی تعظیم کرے۔ اس لئے

اگر برات کو کھانا کھلاوے تو کوئی حرج بھی نہیں۔

(۴) مہر اوسط درجہ کا مقرر ہونا چاہیے بلکہ مسلمانوں کو رسول اللہ ﷺ کا اتباع کرنا چاہیے ہمیں معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی کسی صاحبزادی کا ساڑھے بارہ اوقیہ سے زیادہ مہر مقرر کیا ہو۔ جو کہ ہمارے حساب میں تقریباً ایک سو سینتیس روپیہ (۱۳۷) ہوتے ہیں حضرت عمرؓ نے فرمایا خبردار مہر مت بڑھایا کرو کیونکہ اگر یہ دنیا میں عزت کا باعث ہوتا یا اللہ تعالیٰ کے نزدیک تقویٰ کی بات ہوتی تو تمہارے پیغمبر ﷺ اس کے نزدیک زیادہ مستحق تھے۔

(۵) جہیز دینا مسنون ہے آنحضرت ﷺ نے حضرت فاطمہ کو جہیز دیا تھا اس میں تین باتیں ملحوظ رہیں۔

(اول) اپنی طاقت سے زیادہ تردد نہ کیا جائے۔ مثلاً قرضہ لیکر یا مکان گروی رکھ کر جہیز بنا کر دینا خلاف شرع ہے۔ (دوم) ضرورت کا لحاظ رہے کہ جن چیزوں کی سردست ضرورت ہے وہ دینی چاہئیں۔

(سوم) اعلان واظہار نہ ہونا چاہیئے اس میں محض اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا مطلوب ہو اور اگر دنیا کو دکھلانا اور نام ونمود کرنا مقصود ہے تو اس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوگا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فاطمہؓ کے جہیز میں کنبہ، شہر یا محلہ والوں کو بلا کر دکھلا وانہیں کیا تھا۔

(۶) نکاح کے بعد مرد کے ذمہ ولیمہ مسنون ہے وہ بھی خلوص نیت اور اختصار کے ساتھ نہ کہ فخر واشتہار کے لئے ورنہ ایسا ولیمہ ریاکاری کا جائز نہیں۔ حدیث شریف میں ایسے ولیمے کو **اشـر الـطـعـام** فرمایا گیا ہے یعنی یہ بڑا ہی برا کھانا ہے اس لئے نہ ایسا ولیمہ جائز ہے نہ اس کا قبول کرنا جائز۔

(۷) لڑکی کی رخصتی کے وقت کسی قسم کا تکلف نہ ہونا چاہیئے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کو حضرت ام ایمن کے ہمراہ حضرت علیؓ کے گھر بھیج دیا تھا دیکھو یہ دونوں جہان کی شہزادی کی رخصتی جس میں نہ دھوم نہ دھام، نہ میانہ، نہ پالکی، نہ بکھیر وغیرہ۔ ہم لوگوں

کو بھی لازم ہے کہ اپنے پیغمبر، دونوں جہان کے سردار ﷺ کی پیروی کریں اور اپنی عزت کو حضور کی عزت سے بڑھ کر نہ سمجھیں۔ نعوذباللہ منہ۔

(۸) رسم تنبول خلاف شرع ہے رسول اللہ ﷺ یا خیرالقرون کے زمانہ میں اسکی کوئی اصلیت نہیں ہے۔ لہذا مسلمانوں کا فرض ہے کہ اس قبیح رسم سے بچیں بالخصوص جبکہ مسلمان اس ڈھارس پر عموماً قرضہ سودی اٹھالیتے ہیں کہ اتنا تنبول آجائے گا۔ اور قرضہ ادا ہو جائے گا۔

گویا تنبول دینے والے سودی قرضہ اٹھانے کے موجب ہوتے ہیں۔

لہذا ان کا فرض ہے کہ خود بھی اس مصیبت سے بچیں اور شادی کرنے والے کو بھی عذابِ الٰہی سے بچائیں اور یہ تب ہی ہو سکتا ہے کہ اس ناپاک رسم کو سرے سے موقوف کر دیا جائے۔

مالِ میراث کے احکام :

(۱) ائمہ اہلسنت والجماعت کے ہاں میت کے مال کو چار حصوں پر ترتیب وار صرف کرنا ضروری ہے۔

(اول) مطابق سنت کے کفن و دفن کے مصارف

(دوم) اس کے بعد قرضہ ادا کرنا

(سوم) پہلے دو قسم کے حقوق ادا کرنے کے بعد اگر وصیت کر گیا ہو تو اس کو تیسرے حصہ کے مال سے ادا کرنا

(چہارم) بقیہ مال وارثوں کو قرآن شریف کے مقرر کردہ حصوں کے موافق تقسیم کرنا۔

(۲) مذکور الصدر ترتیب کے سوا صرف کرنا ناجائز ہے اگرچہ قبل التقسیم کسی قسم کی خیرات ہی کیوں نہ کی جائے خصوصاً جبکہ وارثوں میں کوئی نابالغ ہو تو خیرات کا کرنا بھی ناجائز ہے۔ اور کھانا بھی حرام۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْماً اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَاراً وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْراً .(النسآء:۱۰)

ترجمہ: وہ لوگ جو یتیموں کا مال ظلم سے کھاتے ہیں سوائے اس کے نہیں کہ وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھر رہے ہیں اور عنقریب جہنم میں داخل ہوں گے۔

ہر مسلم کا فرض ہے کہ ان رسوم اسلامیہ کی خود پابندی کرے اور اپنے رشتہ داروں اور دوست احباب کو ان کی پابندی کی ترغیب دے اور جو لوگ تبلیغ تام کے بعد بھی ان رسوم کا لحاظ نہ رکھیں۔ اور رسول اللہ ﷺ کے دستور العمل کو اپنے لئے مشعل راہ نہ بنائیں تو ایسے لوگوں کی خلاف شرع رسوم میں ہرگز شرکت نہ کرنی چاہیے خواہ رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ان پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ (آمین یارب العالمین)

☆ ☆ ☆

فوٹو کا شرعی فیصلہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، اَمَّابَعْدُ !

کتاب وسنت سے اعراض کا نتیجہ

برادرانِ اسلام خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک کی ہدایات سے منہ موڑنے اور اسوۂ حسنہ سید المرسلین خاتم النبیین ﷺ کو چھوڑنے کا یہ نتیجہ نکل رہا ہے کہ مسلمان اپنے دنیا اور آخرت کے مفاد سے بے خبر ہیں۔ بے سوچ سمجھے اندھادھند ہر صدا پر لبیک کہہ دیتے ہیں۔ خواہ وہ ان کے لئے دنیا میں ذلت وبربادی اور آخرت میں لعنت وہلاکت ہی کا موجب کیوں نہ ہو۔

تباہی خیز نتیجے کا سببِ اصلی

واقعی یہ نتیجہ نکلنا ہی چاہیے تھا کیونکہ عالم الغیب والشہادۃ کا اس جرم کے متعلق آج سے تیرہ صدیاں پہلے ہی یہ اعلان ہو چکا ہے۔ کہ قولہ تعالیٰ وَلَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ نَسُوا اللّٰہَ فَاَنْسٰھُمْ اَنْفُسَھُمْ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفَاسِقُوْنَ۔ (حشر: ۱۹)

ترجمہ: (اے مسلمانو) تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے خدا تعالیٰ کو بھلا دیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے ان سے ان کے نفسوں کی بہتری بھی بھلا دی۔ وہی (یعنی یہ سزا اُن لوگوں کو ملتی ہے) جو اللہ تعالیٰ کے قانون کو توڑنے والے ہیں۔ انتہیٰ۔ دوسرا ارشاد

ملاحظہ ہو۔

قولہ تعالیٰ: اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوَاهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰی عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰی سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰی بَصَرِهٖ غِشَاوَةً فَمَنْ یَّهْدِیْهِ مِنْ بَعْدِ اللّٰهِ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ. (جاثیہ: ۲۳)

ترجمہ: کیا تم نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنے خواہش نفسانی کو اپنا معبود بنالیا ہے اور باوجود سمجھ کے اللہ تعالیٰ نے اسے گمراہ کردیا ہے (کیونکہ اس گمراہ نے اللہ تعالیٰ سے ہدایات لینا چھوڑ دی ہیں) اور اللہ تعالیٰ نے اس کے کانوں اور دل پر مہر لگادی ہے اور اس کی آنکھوں پر پردے ڈال دیے ہیں پھر ایسے شخص کی اللہ تعالیٰ کے بعد اور کون رہنمائی کرے؟ کیا پھر تم نصیحت حاصل نہیں کرتے۔ انتہیٰ

مذکورۃ الصدر آیات سے واضح ہوا کہ ہدایاتِ الٰہیہ سے منہ موڑنے کے باعث انسان بیوقوف اندھا اور بہرہ ہوجاتا ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس مرض سے بچائے اور انہیں منزل من اللہ قانون پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

مقصد اصلی :

تمہید سابق کے بعد گزارش ہے کہ اس رسالہ میں مسلمانوں کو فوٹو کی شرعی حیثیت سے آگاہ کرنا مقصود ہے تاکہ جو لوگ اس جرم سے آگاہ ہوکر تائب ہوجائیں۔ وہ جرم کی سزا پانے سے بچ جائیں اور جو ضد پر اڑے رہیں۔ ان پر تبلیغ کلمۃ الحق ہوجائے تاکہ قیامت کے دن دربارِ احکم الحاکمین میں بے خبری کا عذر کرکے اُلٹا اللہ تعالیٰ پر الزام قائم نہ کرسکیں کہ اے مالک الملک! تو نے ہمیں دنیا میں کب حکم دیا تھا کہ اس جرم سے بچیں؟

تصویر اتارنے اور رکھنے کا نقصِ اول :

قرآن حکیم اس بات کا پتہ دیتا ہے کہ تصویر کشی آہستہ آہستہ شرک و کفر تک نوبت

پہنچا دیتی ہے۔ چنانچہ انبیاء علیہم السلام میں سے سب سے پہلے مرسل من اللہ حضرت نوح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت اسی مرض کی شکار ہوئی اور بالآخر اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین سے پانی بھیج کر انہیں غرق کیا۔ قولہ تعالیٰ وَقَالُوا لَاتَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّ لَا سُوَاعًا وَّ لَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا. (نوح: ۲۳)

ترجمہ: اور انہوں نے کہا کہ اپنے خداؤں کو ہرگز نہ چھوڑو۔ اور ود۔ سواع۔ یغوث۔ یعوق اور نسر کو ہرگز نہ چھوڑو۔

قوم نوح کے پاس رجال صالحین کی تصاویر تھیں :

مذکورۃ الصدر آیت کی تفسیر قاضی بیضاوی نے یوں کی ہے۔

ولاتذرن هٰولاء خصوصاً قیل هی اسماء رجال صالحین کانوا بین آدم ونوح علیهما السلام فلما ماتوا صور وهم تبر کاًبهم فلما طال الزمان عبدوا الخ

ترجمہ: اور ان معبودوں کو بالخصوص نہ چھوڑو۔ جن کے نام اس آیت میں مذکور ہیں بعض مفسرین کی یہ رائے ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے بعض صالح بندوں کے نام ہیں جو آدم علیہ السلام اور نوح علیہ السلام کے درمیان تھے پس جب وہ مر گئے تو تبرکاً ان لوگوں نے ان کی تصویریں بنالیں جب بہت سا زمانہ گزر گیا۔ تو ان کی عبادت شروع کر دی۔

تصویر کش بدترین مخلوقات ہیں :

فقال اولئک اذا مات فیهم الرجل الصالح بنوا علی قبره مسجداً ثم صوروا فیه تلک الصور اولئک شرار خلق الله. (رواه البخاری ومسلم)

تب آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ اہل کتاب میں دستور تھا جب ان میں کوئی نیک بخت آدمی مر جاتا تو اس کی قبر پر مسجد تیار کرتے۔ پھر اس میں ان کی صورتیں بناتے۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ہاں بدترین مخلوقات ہیں۔

الحاصل! قرآن حکیم اور رسول اللہ ﷺ کے ارشادِ سابق سے ثابت ہوا کہ تصویر کشی امتوں کو شرک کی لعنت میں گرفتار کرا دیتی ہے اور ایسے لوگ بدترین مخلوقات ہیں۔

مسلمانوں میں صالحین اور لیڈرانِ قوم کی تصاویر :

سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیشین گوئی فرمائی تھی۔ کہ جو امراض یہود و نصاریٰ میں پیدا ہوئے تھے وہی امراض مسلمانوں میں ضرور رونما ہوں گے۔ چنانچہ مرضِ سابق یعنی صالحین کی تصویر کشی کا مسلمانوں میں رواج ترقی پذیر ہو رہا ہے۔ یہاں تک کہ بعض ہندوستانی علاقوں میں اپنے مرشد کی تصویر (فوٹو) قرآن حکیم میں رکھی جاتی ہے۔ قرآن حکیم کھولنے کے بعد سب سے پہلے مرشد کے فوٹو کو آنکھوں سے لگایا جاتا ہے۔ اس سعادت سے بہرہ ور ہو کر پھر قرآن مجید کی تلاوت شروع کی جاتی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس لیڈرانِ قوم یا بعض مخلص احباب کے فوٹو تعظیماً دیواروں پر آویزاں کیے جاتے ہیں۔ مفسرین حضرات لکھتے ہیں کہ نوح علیہ السلام کی قوم نے ابتداءً اپنے بزرگوں کی تصاویر عبادت کے خیال میں نہیں بنائی تھیں۔ بلکہ محض ان افراد کی تصویروں سے ان کی یاد تازہ کرنے کا مقصد تھا بعد ازاں شیطان نے مدّت مدید کے بعد ان کے نفوس میں یہ خیال ڈالا کہ تمہارے باپ دادا ان تصاویر کو خدا سمجھ کر پوجا کرتے تھے۔ لہٰذا تم بھی ان کی پرستش کرو۔ تب ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت چھوڑ کر ان کی پرستش شروع کر دی۔ چنانچہ بعینہٖ اسی طرح اب مسلمانوں میں اپنے بزرگوں کی تصاویر کی پرستش شروع ہو گئی ہے۔ اور جن لوگوں کے گھروں میں یا ڈرائنگ روموں میں ابھی یہ نتیجہ نہیں نکلا لیکن آئندہ اس قسم کے نتائج مہلکہ نکلنے کا خطرہ ہے۔ انہی خطرات کو مدنظر رکھ کر دربارِ خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تصویر کشی کی حرمت کے فرامینِ مختلفہ صادر ہوئے ہیں۔

تصویر (فوٹو) کے متعلق امتناعی فرامین :

اوّل: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ فرمایا کہ میں نے آنحضرت

ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ مستحق عذاب کے تصویریں کھینچنے والے ہیں۔ رواہ البخاری ومسلم

دوم: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ فرمایا۔ میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا کہ ہر مصور دوزخ میں ہوگا۔ ہر ایک تصویر کے عوض اسے ایک جان دی جائے گی۔ پھر ہر ایک تصویر کے عوض اسے دوزخ میں عذاب دیا جائے گا۔ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اگر تمہیں یہ کام ضرور ہی کرنا ہے تو درخت کی تصویر بنالو۔ اوران چیزوں کی تصویریں بناؤ۔ جن میں روح نہیں ہے رواہ البخاری ومسلم

سوم: حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے صفہ کے دروازے پر ایک پردہ لٹکایا ہوا تھا جس میں تصویریں تھیں آنحضرت ﷺ نے اسے پھاڑ ڈالا۔ پھر حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اس سے دو گدے گھر میں بنا لیے جن پر آپؐ تشریف رکھا کرتے تھے۔

(رواہ البخاری ومسلم)

چہارم: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فتح مکہ کے زمانے میں حضرت عمرؓ کو حکم دیا جب کہ آپ بطحیٰ میں تشریف فرماتے تھے کہ حضرت عمرؓ خانہ کعبہ میں جائیں اور جس قدر اس کے اندر تصویریں ہیں سب کو مٹا دیں۔ آنحضور سراپا نور ﷺ اس وقت تک خانہ کعبہ میں داخل نہیں ہوئے۔ جب تک ساری تصویریں جو اس کے اندر تھیں مٹا نہ دی گئیں۔ انتھیٰ۔ رواہ ابوداؤد

تصاویر انبیاء علیہم السلام:

عون المعبود شرح ابوداؤد میں ہے کہ جو تصویریں خانہ کعبہ کے اندر تھیں۔ ان میں حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کی تصویریں بھی تھیں۔ آپ کے ہاتھوں میں فال اور قمار کے تیر پکڑے ہوئے دکھائے گئے تھے آپ نے فرمایا۔ خدا تعالیٰ ان کافروں کو ہلاک کرے (جنہوں نے یہ تصویریں بنائی تھیں) خدا تعالیٰ کی قسم ہے ان حضرات نے تو تیروں

سے کبھی فیصلہ نہیں کیا تھا۔

پنجم: حضرت ابوطلحہؓ سے روایت ہے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس گھر میں کتا اور تصویریں ہوں اس گھر میں فرشتے (یعنی رحمت کے، کیونکہ انسان کے محافظ فرشتے کہ ہر وقت ساتھ رہتے ہیں) داخل نہیں ہوتے۔ (رواہ البخاری ومسلم)

احادیث مذکورۃ الصدر سے معلوم ہوا کہ جاندار کی تصویر اتارنا گناہِ کبیرہ ہے کیوں کہ جس گناہ پر شارع علیہ السلام کی طرف سے وعیدِ جہنم سنائی جائے۔ وہ کبیرہ کہلاتا ہے۔ اگر انسان توبہ کر کے مر جائے فبہا ورنہ دوزخ میں ڈالے جانے کا مستحق ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور سراپا نور فداہ ابی وامّی کو تصاویر سے اس قدر نفرت تھی کہ گھر میں قدم رکھتے ہی اسے پھاڑ ڈالتے تھے اور رحمت کے فرشتوں کو اس چیز سے اتنی نفرت ہے کہ ایسے مکان میں داخل ہونے سے سخت احتراز کرتے ہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اسلام میں کسی کی تصویر کی کوئی قدر نہیں ہے۔ کیونکہ خود سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم سے حضرت ابراھیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی تصویروں کو حضرت عمرؓ نے محو فرمایا۔

لہٰذا شرعاً مسلمانوں کا فرض ہے کہ فوٹو کھنچوانے یا گھر میں رکھنے سے پرہیز کریں۔ ورنہ خطرہ ہے کہ وہ اس فعل بد کے ارتکاب کے باعث عنداللہ ذلیل کر کے جہنم رسید کیے جائیں گے۔ البتہ جو چیزیں ہمارے اختیار سے باہر ہیں۔ ان میں ہم مکلف نہیں ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے قوی امید ہے کہ ان باتوں میں مواخذہ نہ ہوگا۔ مثلاً مروّج سکّے یا نوٹ پر تصویر ہے اور ہمیں جلوت وخلوت میں اس کے جیب میں رکھنے کی ضرورت پیش آتی ہے یا گھر میں رکھا جاتا ہے۔ شاہی سکّے کے تبدیل کرنے کا ہمیں کوئی اختیار نہیں ہے۔ اس لئے معذور ہیں یا مثلاً فن ڈاکٹری یا انجینیری میں تعلیم پانے والے طلبہ کے لئے تصویر کشی کی قلمی مشق لازمی ہے جو اس سے احتراز کرے وہ تعلیم ہی نہیں پا سکتا۔ علیٰ ہذا القیاس اور بھی صورتیں مجبوری کی پیش آتی ہیں جیسا کہ پاسپورٹ وغیرہ۔ لہٰذا ان مجبوریوں میں حرمت تو

اُن اشیاء کی ویسی ہی رہے گی۔ البتہ اضطرار کے باعث عفو کی امید ہے۔

اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنَا یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

فوٹو کے باعث اخلاقی واقتصادی نقصان :

خصوصیاتِ انسانی میں سے ایک حیا بھی ہے۔ حیا ایک ایسا خلق ہے جو فطرتِ انسانی کا خاصہ ہے جس میں کسی ملت و مذہب کی تخصیص نہیں۔ شریعت اسلامی میں تو اسے ایمان کا ایک حصہ قرار دیا گیا ہے۔ فوٹو کی کثرت کے باعث آج کل بڑے بڑے شہروں کے شارع عام دکانوں پر ایسے گندے اور فحش اور بے حیائی کے عملی پروپیگنڈے کرنے والے فوٹو آویزاں ہوتے ہیں۔ کہ اگر کسی پہلے وقت میں ہوتے یا آج کل ہی کسی شریف رئیس کی بستی میں جا کر شارع عام پر رکھ دیئے جائیں تو ان کی رگِ حمیت اس قدر جوش میں آئے۔ کہ رکھنے والے کا جوتوں سے سر گنجا کر دے اور کہیں کہ اے بدمعاش جہاں سے ہماری بہو بیٹیاں گزرتی ہیں وہاں تم ننگی عورتوں کے فوٹو لا کر رکھتے ہو؟ لیکن ادھر شہری بھائی ہیں کہ شوق سے دیکھتے ہیں۔ راستوں سے گزرتے ہیں حظ اٹھاتے ہیں بلکہ گھروں میں لے جا کر دیواروں پر لٹکاتے ہیں۔ ذرا غور کیجیے کہ ان تصاویر کی شہرت اور جوان شادی شدہ یا کنوارے مردوں اور عورتوں پر ان چیزوں کا کیا اثر پڑے گا۔

اے بے حس و غافل مسلمان بھائیو! تم نے کبھی سوچا کہ تمہاری اس تفریح طبع سے پاکستان کا کتنا روپیہ برباد ہوتا ہے؟ فوٹو کے شوق میں کتنا روپیہ پاکستانی بھوکوں کے پیٹ کو کاٹ کر غیر ممالک میں پہنچاتے ہو؟ فوٹو کی مشین کہاں سے آتی ہے؟ رنگ کہاں سے آتا ہے؟ کاغذ کہاں سے آتا ہے؟ شیشہ کہاں بنتا ہے؟ چوکھٹے کی لکڑی کہاں سے آتی ہے؟ اے مردہ دل پاکستانیو! تمہیں یورپ کا اصطلاحی جنٹلمین بننے کا اس قدر شوق ہے کہ اپنے ملک کے کروڑوں بے کاروں کی آہیں تمہیں سنائی نہیں دیتیں۔ اپنے تنگ دست، فاقہ مست،

مصیبت زدہ بھائیوں اوران کی معصوم اولاد کی افلاس زدہ صورتیں اور میلے کچیلے، پھٹے پرانے کپڑے بھی تمہاری روشن خیالی اور بیدار مغزی میں کچھ اضافہ نہیں کرتے۔

اے خدا برتر وقدوس! مجھے اور میرے سادہ تہذیب وتمدن اغیار کے دلدادہ بھائیوں کوراہِ راست پرلا۔ اوران کے بے حس ومردہ دلوں میں اپنے بھائیوں کی تکالیف کی حس پیدا کردے۔

اے میرے خالق! میرے ہندوستانی بھائیوں کو یہ عقل عطافرما کہ جب تک اپنی ساری قوم کے افراد کو پیٹ بھر کر کھانا اورتن پر صاف کپڑا اپنی کفایت شعاری اور دوسری ضروری تحریکات سے نہ پہنوالیں اس وقت تک کم ازکم حاکم قوم کی فضول خرچیوں کی غلامی سےتو محترز رہیں۔

اَللّٰھُمَّ اھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ
غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ اٰمِیْنَ

تصدیقات علمائے کرام :

(۱) مولانا ابوالکلام آزاد دامت برکاتھم کی تحریر متعلقہ فوٹو محررہ ''تذکرہ'' صفحہ ن۔ تصویر کا کھچوانا، رکھنا، شائع کرنا سب ناجائز ہے یہ میری سخت غلطی تھی کہ تصویر کھنچوائی تھی اور الہلال کو باتصویر نکالا تھا، اب اس غلطی سے تائب ہو چکا ہوں۔ میری پچھلی لغزشوں کو چھپانا چاہیئے نہ کہ ازسرِ نوتشہیر کرنی چاہیئے۔

(۲) میں نے جناب مولانا احمد علی صاحب کے رسالہ ہذا کو اوّل سے آخر تک دیکھا مضامین سب کے سب نہایت صحیح ہیں۔ استدلالات بھی بہت ہی قوی ہیں اور مسلمانوں کے لئے ضروری اور سخت ضروری ہے کہ اس رسالے کی ہدایتوں پر عمل پیرا ہوں اور شیطانی وسوسوں اور جاہلوں کے بہکانے میں نہ آئیں۔ واللہ الموفق (حضرت مولانا مولوی حسین احمد

صاحب مدنی جانشین اعلیٰ حضرت حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحبؒ دیوبند)

(۳) یہ حقیر بھی رسالہ ہذا کے مضامین سے مستفیض ہوا۔ بڑے ضروری مقصد پر شامل ہے اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ فقط واللّٰہ اعلم (حضرت مولانا مولوی محمد عبدالشکور صاحب مدیر جریدہ ''النجم'' لکھنو)

(۴) میں نے اس رسالے کے مضامین سنے ہیں۔ یہ بہت ضروری ہیں (حضرت مولانا مولوی عبداللہ صاحب دیوبندی بٹالوی۔

(۵) اس رسالے میں جس مسئلے کی طرف حضرت مولانا احمد علی صاحب نے مسلمانوں کو توجہ دلائی ہے۔ ہر مسلم کا فرض ہے کہ اس پر غور کرے اور شریعت اسلام کے احکام پر خود بھی عمل کرے اور دوسرے دوستوں کو بھی عمل کرانے کی کوشش کرے۔ (حضرت مولانا مولوی حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی صدر مجلس خلافت لدھیانہ)

(۶) یہ رسالہ میری نظر سے گزرا۔ اول سے آخر تک اس کے تمام مضامین پر غور کیا۔ میرے خیال میں اس کے تمام استدلال اور نتائج باموقعہ اور برمحل ہیں۔ ہمارے بھائیوں کا اغیار کی ہر ایک شے پر عمل پیرا ہونا غیر موزوں ہے۔ باقی بحکم **کلمة الحکمة ضالة المومن حیث وجدها فهو احق بها** پرکاربند ہونا لازمی ہے اگر حکم شرعی سے قطع نظر بھی کیا جائے تاہم اقتصادی لحاظ سے تصویر اور فوٹو اتروانا قومی گناہوں میں کبیرہ گناہ شمار ہوسکتا ہے۔ (حضرت مولانا مولوی نجم الدین صاحب پروفیسر اورینٹل کالج لاہور)

(۷) تصویر اتروانا شرعی حیثیت سے جس قدر مذموم ہے اس پر زیادہ خامہ فرسائی کی ضرورت نہیں علی الخصوص جب یہ دیکھا جائے کہ یورپ کے اندھے مقلد نہ صرف اپنے مختلف حالات کی تصویریں اترواتے پھرتے ہیں بلکہ یورپ کے فساق کی فحش تصاویر آرائش مکان کا لازمی جزو سمجھتے ہیں۔ جو بدترین گناہ اور اسراف اور خفی پرستش ہے۔

تصاویر کی گرم بازاری اگر دیکھنا ہو تو صرف لاہور کی چند دکانوں کو دیکھ لیجئے۔

افسوس تو یہ ہے کہ فحش ننگ دھڑنگ تصویریں سرِ بازار لٹک رہی ہیں اور باختہ اخلاق ان پر نظریں سینک رہے ہیں۔

لاہور کے بڑے بازار تو رہے ایک طرف، محلوں میں ایسی دکانیں کھل رہی ہیں۔

فھل من مذکر؟ حضرت مولانا مولوی محمد نور الحق صاحب پروفیسر اورینٹل کالج لاہور

(۸) **الحمد للہ و کفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ**

احقر نے یہ رسالہ دیکھا۔ الحمد للہ کہ جناب مؤلف نے ایک ضروری مسئلہ پر جو روزمرہ زندگی میں پیش آتا ہے اور اس میں ہر طرح سے تہاون ہو گیا ہے پورا اور صحیح و درست لکھ دیا اور احادیث صحیحہ سے بقدر حاجت ثابت کر دیا۔ حق تعالیٰ ناظرین کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ (قدوۃ الصالحین اسوۃ المحققین رئیس المحدثین حضرت مولانا مولوی سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری صدر المدرسین دار العلوم دیوبند)

☆ ☆ ☆

باجوں کی حُرمت از روئے شریعت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى، اَمَّا بَعْدُ!

برادران اسلام! انسان دنیا میں خدا تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے آیا ہے۔ لہذا ہمارا فرض ہے کہ ہر وقت ہر حال میں ہر ایک موقع پر اس بات کا لحاظ رکھیں کہ کوئی کام ایسا نہ کریں جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو اور اگر کسی بھائی سے ایسی غلطی ہو تو دوسرے کا فرض ہے کہ حق اخوت ادا کرے اور اپنے غلط کار بھائی کی دلالت علی الخیر سے دست گیری کرے تا کہ دونوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہو .... ؎

دوست آں باشد کہ گیر دستِ دوست
در پریشاں حالی و در ماندگی

پیارے بھائیو! اس مذکورۃ الصدر ولولے اور بے چینی نے مجبور کیا کہ باجے کے متعلق اپنے مسلمان بھائیوں کو خدا تعالیٰ اور اس کے رسول پاک ﷺ کے احکام پہنچاؤں اور بارگاہِ صمدی عزّ شانہٗ سے استدعا کروں کہ وہ اپنے فضل وکرم سے میرے بھائیوں کو اس قبیح رسم سے نجات دے جس سے کہ ان کا دین و دنیا برباد ہو رہے ہیں کیونکہ جب خدا تعالیٰ اور اس کا رسول اللہ ﷺ ناراض ہو جائیں تو پھر دین داری کا مزہ کیا اور ایسی دنیا سے کیا حاصل .... ؎

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم ۔ نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

قرآن مجید وفرقان حمید کے ارشادات متعلقہ باجہ :

عزیز بھائیو ! غالباً کسی شخص کو بھی اس میں شک نہیں ہوگا کہ باجہ بجوانا دین نہیں ہے بلکہ کھیل وتماشا ہے اور اس امر پر فخر کرنا ہے کہ ہم دوسروں سے کم نہیں ہیں اور اس امر کا ظاہر کرنا مقصود ہوتا ہے کہ بفضلِ خدا ہمارے پاس روپیہ کافی سے زائد ہے۔ علاوہ اس کے باجہ بجوانے والے یہ خیال کرتے ہیں کہ باجے کے بغیر برات بے زینت ہے۔ برات کی دھوم دھام باجے کے ساتھ ہونے ہی سے ہے ورنہ سالن بے نمک کی طرح بدمزہ ہے ان مقاصد کے متعلق۔ ارشاد باری جل مجدہٗ ملاحظہ ہو :

قولہ تعالیٰ: اِعْلَمُوْا اَنَّمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّلَھْوٌ وَّ زِیْنَۃٌ وَّتَفَاخُرٌ بَیْنَکُمْ وَتَکَاثُرٌ فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ کَمَثَلِ غَیْثٍ اَعْجَبَ الْکُفَّارَ نَبَاتُہٗ ثُمَّ یَھِیْجُ فَتَرَاہُ مُصْفَرًّا ثُمَّ یَکُوْنُ حُطَامًا وَفِی الْاٰخِرَۃِ عَذَابٌ شَدِیْدٌ وَّ مَغْفِرَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانٌ وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ. (الحدید: ۲۰)

ترجمہ: جان لو کہ دنیا کی زندگی کھیل اور تماشا اور زینت اور آپس میں فخر کرنا اور مالوں اور اولاد میں ایک دوسرے پر زیادتی چاہنا ہی ہے مثل بارش کے کہ کاشتکاروں کو اس کا سبزہ اگنا پسند آتا ہے پھر خشک ہو جاتا ہے پھر تو اسے زرد شدہ پائے گا پھر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے اور آخرت میں سخت عذاب ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مغفرت اور رضا ہے او دنیا کی زندگی سوائے دھوکے کے سامان کے اور کچھ نہیں۔

بھائیو ! اس میں شک نہیں کہ باجہ بجوانا لغو (بیہودہ کام) ہے کیونکہ دین تو ہے نہیں علاوہ اس کے دنیا کے نفع کے بجائے سراسر نقصان ہے کیونکہ اپنی حلال کی کمائی میراثیوں اور بھانڈوں کی نذر کرنی پڑتی ہے اور لغو اس کام کو کہا جاتا ہے کہ جس میں نہ دین کا فائدہ ہو نہ دنیا کا۔ فرقان حمید کا اعلان متعلق لغو ملاحظہ ہو :

قولہ تعالیٰ وَالَّذِیْنَ لَایَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وَاِذَامَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا. (الفرقان: ۷۲)

ترجمہ: اور وہ لوگ جو جھوٹ کی گواہی نہیں دیتے اور جب کسی بے ہودہ کام پر گزرتے ہیں تو بزرگانہ روش سے گزرتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ: وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ O (المؤمنون: ۳)

ترجمہ: اور وہ لوگ جو بے ہودہ کاموں سے منہ موڑنے والے ہیں۔

قولہ تعالیٰ: وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَ يَتَّخِذَهَا هُزُوًا اُولٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ. (پ ۲۱ رکوع ۱)

ترجمہ: اور لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں جو کھیل کی باتوں کو خرید کرتے ہیں تاکہ بن سمجھے اللہ تعالیٰ کے راستے سے گمراہ کریں اور اللہ تعالیٰ کی راہ پر تمسخر کرتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔

عزیز بھائیو! جب بندہ کہلوایا ہے تو بندہ بن کر دکھا دو یعنی حکم شہنشاہی کے آگے سر جھکا دو اور اغراضِ نفسانی کے پورا کرنے کے لئے جو سرکشی کر رہے ہو اس سے باز آجاؤ۔ ورنہ یوم الحساب میں کیا جواب دو گے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس دنیاوی فرحت اور سرورِ عارضی پر دائمی راحت کو قربان کر بیٹھو۔

قولہ تعالیٰ: وَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ فَسَوْفَ يَدْعُوْا ثُبُوْرًا وَّ يَصْلٰى سَعِيْرًا اِنَّهٗ كَانَ فِیْۤ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا. (پ ۳۰ رکوع ۹)

ترجمہ: اور جس کو اعمال نامہ پیٹھ کے پیچھے سے دیا گیا پس قریب ہے کہ ہلاکت کو بلائے گا اور دوزخ میں داخل ہوگا۔ تحقیق وہ اپنے اہل میں خوش تھا۔

باجہ وغیرہ کے متعلق رسول اللہ ﷺ کے ارشادات :

O حافظ الحدیث علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے بروایتِ انسؓ بزار وغیرہ کتب حدیث سے اپنی سنن میں نقل کی ہے اور اس کے اسناد کی تصحیح کی ہے۔ صَوْتَانِ مَلْعُوْنَانِ فِی الدُّنْيَا وَالْا

خِرَةِ مِزْ مَارٌ عِنْدَ نِعْمَةٍ وَرَنَّةٌ عِنْدَ مُصِيبَةٍ -

ترجمہ: دو آوازوں پر دنیا و آخرت میں لعنت ہے۔ خوشی کے وقت باجہ بجانا اور مصیبت کے وقت بین کی آواز نکالنا۔

0 بخاری شریف میں بطور تعلیق کے مذکور ہے: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَتَكُوْنَنَّ مِنْ اُمَّتِیْ اَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّوْنَ الْحَرِيْرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ.

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے میری امت میں ضرور ایسے لوگ ہوں گے جو کہ ریشم اور شراب اور آلاتِ لہو (باجہ) تنبورہ، طبلہ، سارنگی وغیرہ کو حلال سمجھیں گے۔

0 ترمذی شریف میں ہے: يَكُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ خَسْفٌ وَ مَسْخٌ اِذَا ظَهَرَتِ الْقَيْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ.

ترجمہ: میری امت میں (بعض) لوگ زمین میں غرق ہوں گے اور ان کی صورتیں بھی مسخ ہوں گی۔ یہ عذاب تب ہی ہوں گے جب گانے والی عورتیں اور آلاتِ لہو (باجہ وغیرہ) ظاہر ہوں گے۔

0 سنن ابوداؤد میں ہے: عَنْ نَافِعٍ قَالَ سَمِعَ ابْنُ عُمَرَ مِزْ مَارًا فَوَضَعَ اِصْبَعَيْهِ فِیْ اُذُنَيْهِ وَنَاٰی عَنِ الطَّرِيْقِ وَقَالَ يَانَافِعُ هَلْ تَسْمَعُ شَيْئًا فَقُلْتُ لَا فَرَفَعَ اِصْبَعَيْهِ عَنْ اُذُنَيْهِ وَقَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِیِّ ﷺ فَسَمِعَ مِثْلَ هٰذَا.

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے بانسری کی آواز کو سنا تو اپنے دونوں کانوں میں انگلیاں دے دیں اور راستہ سے دور ہٹ گئے اور فرمایا اے نافع! آیا کچھ اب بھی سنتا ہے میں نے کہا نہیں پھر اس نے کانوں سے انگلیاں نکالیں اور فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا پس آپ ﷺ نے اسی طرح آواز سنی اور ایسا ہی کیا۔

0 سُنن ابن ماجہ میں ہے : قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ لَیَشْرِبُنَّ نَاس° مِنْ اُمَّتِیَ الْخَمْرَ یَسْمُّوْنَهَا بِغَیْرِ اِسْمِهَا یُعْزَفُ عَلٰی رُؤُوْسِهِمْ بِالْمَعَازِفِ وَالْمُغْنِیَاتِ یَخْسِفُ اللّٰہُ بِهِمُ الْاَرْضَ وَیَجْعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِیْرَ.

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے البتہ ضرور ہی میری امت میں سے بعض لوگ شراب پئیں گے اور اس کا نام شراب کے سوا کوئی دوسرا رکھ لیں گے اور ان کے روبرو آلاتِ لہو (باجہ، طنبورہ، سارنگی، طبلہ وغیرہ) بجائے جائیں گے اور گانے والی عورتیں ان کے سامنے گائیں گی ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ زمین میں غرق کر دے گا اور ان میں سے بعضوں کو بندر اور خنزیر بنائے گا۔

عزیز بھائیو! آپ نے سید المرسلین، خاتم النبیین، شفیع المذنبین کے ارشادات کو سنا چونکہ ہم مسلمانوں نے حسب وعدہ لاالٰہ الا اللّٰہ محمدرسو ل اللّٰہ اپنے آپ کو محمد الرسول ﷺ کا دامن گیر بنایا ہے اور اُن کے ہر حکم کی تعمیل کو اپنا فرض سمجھ کر اپنا نام مسلم رکھوایا ہے۔ لہذا ہمارا فرض ہے کہ ارشاداتِ نبوی کی قدر کریں اور جس کام پر رسول اللہ ﷺ ناراض ہوں اسے چھوڑ دیں مثلاً جب باجہ پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت بھیجتے ہیں تو ہم مسلمان کہلا کر کیوں بجائیں۔

اور جب باجہ بجانے والوں کے متعلق آپ بندر اور خنزیر بننے کی خبر دیں تو پھر ہم کیوں ایسی ملعون قوم میں اپنا نام لکھوائیں۔

اور جب آنحضرت ﷺ باجے کی آواز سن کر کانوں میں انگلیاں دے دیں اس ناپاک کام سے جب ہمارے پیارے محبوب ﷺ کو ایسی نفرت ہو تو پھر ہم سچے محب کہلا کر کس طرح ایسی ناشائستہ حرکت کو جائز رکھیں بلکہ اپنی حلال کی کمائی کو ایسے برے کام میں صرف کریں۔ خداوندا! تو اپنے حبیبِ پاک فداہ ابی وامّی کے طفیل سے ہمیں اس بُرے کام سے بچا۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

میرے احناف بھائیو! فقہاء عظام کی معتبر کتابوں کے فیصلے بھی سن لو۔

0 مبسوط میں ہے : اِسْتِمَاعُ الْمَلَاهِیْ وَالتَّغَنِّی کُلُّهَا حرام" (انتھی)

ترجمہ: آلاتِ لہو (باجہ وغیرہ) اور گانا سننا حرام ہے۔

0 محیط میں ہے : اَلتَّغَنِّی وَالتَّصْفِیْقُ بها واستماعها کُلُّها حرام" ترجمہ: گانا سننا اور تالی بجانا اور ان چیزوں کا سننا سب حرام ہے

0 نہایہ میں ہے : اَلتَّغَنِّی وَالتَّصْفِیْقُ وَالطَّنْبُوْرُ وَالْبَرْبَطُ وَالدَّفُّ وَمَااَشْبَهُ ذٰلِکَ حَرَامٌ.

ترجمہ: گانا سننا اور تالی بجانا اور طنبور اور بربط اور دف جو بھی اس قسم کی چیزیں ہیں سب کا سننا اور بجانا حرام ہے۔

عزیز بھائیو! اللہ تعالیٰ کے ارشادات پیش کر چکا ہوں۔ دراصل قرآن پاک کا حکم ہی کافی تھا لیکن آنحضرت ﷺ کے کلماتِ طیّبات اس لئے پیش کر دیئے ہیں تاکہ آپ کو یہ شبہ نہ رہے کہ جو کچھ عرض کر رہا ہوں وہ منشاءِ الٰہی نہیں ہے بلکہ خود ساختہ خیالات ہیں۔ کیونکہ جب آنحضرت ﷺ کے متعلق فیصلۂ الٰہی موجود ہے:

وَمَایَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی.

ترجمہ: آپ اپنی خواہش سے نہیں بولتے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی ہوا کرتا ہے۔

لہٰذا جو کچھ آنحضرت ﷺ نے فرمایا وہ عین منشاءِ الٰہی ہے اور رسول اللہ ﷺ کے کلماتِ طیبات کے بعد فقہاء عظام کے اقوال کی دراصل کوئی ضرورت نہ تھی لیکن اقوال ذکر کرنے کی اس لئے ضرورت محسوس ہوئی کہ کوئی یہ خیال نہ کرے کہ شاید آنحضرت ﷺ کے کلماتِ طیّبات آپ ہی کے دوسرے ارشادات سے منسوخ ہو چکے ہیں اسلئے ممکن ہے کہ بعد کے فقہاءِ امت نے ان کو اب معمول بہا نہ بنایا ہو۔ لہٰذا یہ بھی معلوم ہو گیا کہ آنحضرت ﷺ کے ارشادات محکمات اور معمول بہا امتِ محمدیہ ﷺ ہیں۔

اے میرے عزیز بھائیو! جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اور علمائے امت کے ہاں باجہ بجانا قابلِ لعنت وملامت وغیرہ القابِ شنیعہ ہے تو کیا ہم مسلمانوں کا یہ فرض نہیں کہ اس مردود فعل سے اجتناب کریں۔ ورنہ خطرہ ہے کہ اپنی حلال کی کمائی کو اس مردود فعل میں صرف کرنے کے باعث کہیں ہم بھی مردود نہ ہو جائیں۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَھُوَ الْمُوَفِّقُ وَالْمُعِیْنُ وَالْھَادِیْ اِلَی الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِیْم۔

تصدیقات علمائے کرام :

(۱) حضرت مولانا مولوی ابوالحسن شاہ تاج محمود صاحب امروٹ (صدر جمعیۃ العلماء سندھ)

(۲) مدخل ابن حاج میں لکھا ہے کہ گانا سننا چاروں مذہب میں ناجائز ہے اور باجے بھی ساتھ ہوں تو اس کی قباحت بڑھ جاتی ہے۔ اغاثۃ اللھفان میں ہے۔

مذهب ابی حنیفة فی ذلک من اشدّ المذاهب وقوله فیه اغلظ الاقوال قد صرّح اصحابه بتحریم سماع الملاهی کلها کالمزمار والدف وحتی الضرب بالقضیب وصرّحوا بانه معصیة یوجب الفسق وتوبه الغهادة ص ۱۲۰

لہذا حنفی بھائیوں کو اور لوگوں سے بڑھ کر گانے باجے سے نفرت کرنی چاہیے۔

(حضرت مولانا مولوی ابومحمد احمد صاحب عفی عنہ امام مسجد صوفی لاہور)

(۳) بلاشبہ امور مذکور گانا بجانا، انگریزی، دیسی باجے، بیاہ شادی میں خواہ بلا بیاہ شادی بجانا علیٰ ہذا منادی کرنے والوں کا باجوں کے ساتھ منادی کرنا مطلقاً حرام ہے اور ناجائز اور اس میں روپیہ خرچ کرنا تبذیر اور اسراف بیجا ہے اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ رئیس المفسرین فرماتے ہیں کہ آیت کریمہ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَھْوَ الْحَدِیْثِ میں لہوالحدیث سے مراد گانا بجانا ہی ہے لہذا تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ ضرور ان محرمات سے تائب ہو کر اپنا مال حرام طریقوں میں خرچ کر کے مُسرف اور

مُبذر نہ بنیں اور جو لوگ اس میں کوشش کریں۔ان پر لازم ہے کہ پہلے خود داڑھی منڈوانے اور منڈوانے میں خرچ کرنے سے تائب ہوں تا کہ مستحق اس آیت کریمہ کے نہ ہوں

یٰاَیُّهَاالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لِمَ تَقُوۡلُوۡنَ مَالَا تَفۡعَلُوۡنَ ○ كَبُرَ مَقۡتًا عِنۡدَ اللّٰهِ اَنۡ تَقُوۡلُوۡا مَالَا تَفۡعَلُوۡنَ ۔(الصف ۲۔۳) تا کہ ان کے قول میں اثر ہو اور صورت کامیابی اور حصول ثواب دارین کی امید ہو۔(حضرت مولانا مولوی ابو محمد محمد دیدار علی (صاحب) الخطیب جامع مسجد وزیر خان المرحوم)

(۴) الجواب صحیح (حضرت مولانا مولوی) اصغر علی روحی صاحب عفی اللہ عنہ پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور۔

(۵) شادیوں میں جو اسراف آجکل بہت سے خلاف شرع ہوتے ہیں۔منجملہ ان کے باجہ اور ناچ رنگ جو اسراف اور ممنوع ہے اسلئے مسلمانوں کو اس سے پرہیز کرنا چاہئے اور محض حظ نفس کے لئے یہ کام نہ کیا جائے واللہ اعلم بالصواب (حضرت مولانا مولوی) احمد علی صاحب عفی عنہ پروفیسر اسلامیہ کالج شاہی مسجد لاہور

(۶) ذٰلِکَ کَذٰلِکَ وَاَنَا مُصَدِّق بِذٰلِکَ

(حضرت مولانا مولوی) محمد یار صاحب امام وخطیب ومفتی مسجد طلائی لاہور

(۷) الجواب صحیح (حضرت مولانا مولوی) حافظ قاضی ضیاء الدین صاحب ایم اے۔بی،ٹی (سابق پروفیسر ٹریننگ کالج لاہور)

(۸) مزامیر اور ملاحی شرعاً حرام ہیں۔اگر شادی والے اس محرم شرعی کو حلال سمجھیں اپنے رواج کو شریعت پر فوق اور اعلیٰ سمجھیں اس صورت میں اسلام سے خارج ہو جائیں گے ۔شادی میں دف بجانا محض اعلان کے لئے جواز کی صورت ہے۔لیکن باجہ مروجہ بلا شک اعلیٰ قسم کے مزامیر ہیں۔ان کی حرمت شریعتِ مصطفویہ علی صاحبھا الف تحیہ ثابت ہے۔اس کو غیر محرم کہنے والا یا تو وہ جاہل محض ہوگا یا شرعی حکم کا منکر اور مُتقر ہوگا ایسی صورت میں انعقاد نکاح مشکوک ہے اگر زوجین بھی مزامیر کو لازمی سمجھتے ہوں اس وقت وہ اسلام سے خارج ہوں گے

اہل اسلام کو ایسے لوگوں کے نکاح میں شرکت فضول بلکہ نا جائز ہے۔ واللہ اعلم۔

(حضرت مولانا مولوی مفتی) عبدالقادر صاحب عفی عنہ سابق مدرس مدرسہ غوثیہ عالیہ تکیہ سادھواں۔ لاہور

(۹) نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ بلاشبہ گانا بجانا لہو ولعب ہے اور یہ حرام ہے مرتکب ان افعالِ قبیحہ وحرکاتِ شنیعہ کے لاریب فاسق وفاجر، مرتکب کبائر، مورد غضب جبّار ومستحق عذابِ نار ہیں۔ نیز مسرف ومبذّر ہونے میں شک نہیں۔ لہذا بحکم قرآن عظیم اخوان الشیاطین ہیں۔ مولا تعالیٰ مسلمانوں کو اعمالِ حسنہ وافعالِ محمودہ کی توفیق عطا فرمائے اور ارتکابِ منہیات سے بچائے آمین

(نمقه بقلمه العبد المذنب ابو البركات حضرت مولانا مولوی سید احمد صاحب الحسنی الحنفی الرضوی الالوری المفتی القليم فی بلدة اكبر آباد

(۱۰) مجیب لبیب نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے درست ہے۔

(۱۱) مسئلہ مزامیر کے متعلق جو کچھ مجیب نے تحریر فرمایا ہے بالکل صحیح ہے۔ چنانچہ فرقان حمید میں ہے لَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا اور بعض فتاویٰ میں حديث استماع الملاهی معصية والجلوس عليها فسق والتلذذ بها كفر منقول ہے جس سے مزامیر کی حرمت صاف معلوم ہوتی ہے۔

(حضرت مولانا مولوی عبدالعزیز صاحب مدرس مسجد شاہی لاہور)

(۱۲) الجواب: اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ باجے اور ملاہی (چنانچہ مجیب نے قرآن اور احادیث سے ثابت کر دیا) منع اور حرام ہیں اور شیطانی افعال ہیں۔ سب سے بڑھ کر امام ابوحنیفہؒ ان سے بہ تاکید اکید بہ تشدّدِ مزید منع کرتے ہیں۔ خصوصاً وہ لوگ جو شادیوں میں نبی کریم ﷺ کی سنت کے مطابق سادگی کے ساتھ شادی کرنے کو عیب اور بے عزتی جانتے ہیں اور باجوں وغیرہ ملاہی اور شر وشور اور قسم قسم اسراف اور فخر اور دکھاووں کے ساتھ شادی

کرنے کو عزت جانتے ہیں۔ یہ کفر ہے کہ سنت سرور کائنات کو بنظر حقارت دیکھا اور کفار ہند اور مسرفوں کے اقتداء اور مشابہت کو عزت جانا لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ایسی شادیوں میں ایسے لوگوں کے ساتھ شامل ہونا حرام ہے بلکہ مشکوٰۃ شریف میں حدیث ہے نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ طَعَامِ الْمُتَبَارِيْنَ اَنْ يُّؤْكَلَ کہ ریاکاروں اور سنانے والوں کے طعام اور دعوت کھانے سے حضور ﷺ نے منع فرمایا ھٰذا ما عندی من الجواب واللہ اعلم بالصواب

العاجز حضرت مولانا عبدالواحد صاحب

عبداللہ الغزنوی وطناً السلفی مذھباً امام مسجد چینیانوالی لاہور

(۱۳) شادی ایسی چیز نہیں جس میں اسوۂ حسنہ رسول اللہ ﷺ کا موجود نہ ہو پس اگر مسلمان فلاحِ دارین چاہتے ہیں تو اس قسم کے اسراف سے باز آویں۔ کیوں کہ اگر یہ کام عزت کا ہوتا تو حضور ﷺ کی شادیوں میں ضرور ہوتا۔ بعد ازاں خلفائے راشدین کے زمانہ میں ہوتا جبکہ مسلمانوں کی شوکت وثروت پر غیر رشک کیا کرتے تھے بلکہ اس ادبار کے زمانہ میں اس قسم کے رسوم سے اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالیں اور آیت وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ کی مخالفت سے اپنے آپ کو اس وعید کا فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖ اَنْ تُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ کا مستحق نہ بنادیں۔

(حضرت مولانا مولوی فقیر غلام مرشد کان اللہ لہ مدرس دار العلوم نعمانیہ لاہور)

(۱۴) الجواب: احادیث صحیحہ اور آثارِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ائمہ دین خصوصاً احناف نے مزامیر کے متعلق جس قدر روایات بہم پہنچائیں کسی پر مخفی نہیں۔ صاف طور پر روایات اور اقوال سے حرمتِ مزامیر ثابت ہوتی ہے ومن الناس من یشتری لھو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ کو بہت علماء ومفسرین نے غنا اور مزامیر پر حمل کیا اور حدیث الغناء ینبت الماء الکلاء کو بہت سے احناف نے اپنا مستدل بنایا ہے لہذا حرمت مزامیر

میں کسی قسم کا شک نہیں خصوصاً موجودہ زمانہ میں لوگوں نے جس قدر غلو اس معاملہ میں شروع کر دیا ہے اگر حرمت منصوصہ نہ ہوتی تب بھی اکثر ان مفاسد کے باعث حرمت کے بغیر کا حکم دیا جاتا ۔ یہاں تو دونوں سبب حرمت موجود ہیں لہذا مسلمانوں کو اس فعلِ شنیع اور حرکتِ ناجائزہ سے مجتنب ومحترز رہنا ضروری ہے۔ ھذا ماعندی واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ اتم

حضرت مولانا مولوی حافظ نجم الدین صاحب عفی عنہ
پروفیسر اورینٹل کالج لاہور

دوستو! اس رسالہ کے مطالعہ کے بعد خود فیصلہ کیجیے کہ ریڈیو، ٹیلی ویژن اور سینما وغیرہ نیز کلچر وثقافت کے نام پر منعقد کیئے جانے والے شو کیا ہیں اور ان کے معاملہ میں کیسی جواب دہی اور پیشی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ عقلِ سلیم اور صراط مستقیم عطا فرماوے آمین۔

(احقر الزمان محمد منصور الزمان)

پیراور مرید کے فرائض

سوال: پیراور مرید کے کیا فرائض ہیں؟

جواب: برادران اسلام سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پر چار فرض عائد کیے گئے تھے۔ جن کا ذکر خیر پارہ اول کے پندرہویں رکوع میں ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام دعا فرماتے ہیں

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ (البقرہ: ۱۲۹)

ترجمہ: اے ہمارے رب ان میں (مکہ والوں میں) ایک رسول بھیج جو انہیں تیری آیتیں پڑھ کر سنائے۔ تیری کتاب کی تعلیم دے، حکمت و دانش سکھلائے اور ان کو پاک و مزکی کر دے۔ چنانچہ یہ دعا قبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے یہی چار فرض رسول اللہ ﷺ کے دوشِ ہمت پر ڈالے۔ سورہ جمعہ میں ارشاد ہے:

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ. (الجمعہ: ۲)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ وہ ذات برتر ہے جس نے ناخواندوں کے اندر ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان کو اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے ان کو پاک کرتا ہے انہیں کتاب کی تعلیم دیتا اور دانش و حکمت سے بہرہ مند فرماتا ہے۔

الحاصل یہ کہ رسول اللہ ﷺ کی محبت سراپا اکسیر تھی جس کے باعث جاہل زیور

علم سے آراستہ ہو جاتے تھے اور ان کا باطن کدورتِ بشری کے غبار سے پاک ہو جاتا تھا۔ ان کی زبان پر قال اللہ تعالیٰ وقال الرسول ﷺ تھا اور ۱۰ل غرور، تکبر، انانیت، جاہ طلبی، زر پرستی، حسد، بغض اور کینہ سے قطعاً نا آشنا تھے۔ آج کل کی اصطلاح میں جس مسلکِ حق کو تصوّف کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے یہ اسی تزکیۂ نفس کا تبدیل شدہ نام ہے۔

و کان السلف یسمّون اھل الدین و العلم القراء فیدخل فیھم العلماء والنسّاک ثم حدث بعد ذلک اسم الصوفیہ و الفقراء.

ترجمہ: سلف صالحین اہل دین اور اصحاب علم کو قاری کے نام سے تعبیر کیا کرتے تھے ان میں عالم اور عابد بھی آجاتے تھے۔ (الفرقان بین اولیاء الرحمٰن و اولیاء الشیطن)

صوفیائے کرام کی بیعت بدعت نہیں :

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اسلام اور جہاد کی بیعت تو سنت سے ثابت ہے لیکن دوسری قسم کی تمام بیعتیں بدعات و محدثات میں داخل ہیں لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔

عَنْ جُرَیْرِ ابْنِ عبداللہ قَالَ بَایَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ عَلٰی اِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ والنُّصْحِ لِکُلِّ مُسْلِمٍ. (متفق علیہ)

ترجمہ: جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز کا پابند رہنے۔ زکوٰۃ دینے اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے پر بیعت کی۔

(مشکوٰۃ بخاری و مسلم)

اس سے ثابت ہوا کہ نیکی کے جس کام پر مرشدِ کامل بیعت لینا چاہے جائز ہے۔

طریقت اور شریعت کی نسبت :

حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ العزیز اپنے مکتوبات (جلد اول مکتوب نمبر ۶۳) میں فرماتے ہیں :

شریعت کے تین جزو ہیں، علم، عمل، اخلاص ۔ جب تک ان تینوں کی تکمیل نہ ہو شریعت کا حق ادا نہیں ہوتا ۔ اور جب شریعت کا حق ادا ہوگا تو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوگی جو دنیا و آخرت کی تمام سعادتوں سے اعلیٰ ہے ۔ ورضوان من اللہ اکبر (اللہ تعالیٰ کی رضا سب سے بڑی چیز ہے)

لہٰذا شریعت مطہرہ دنیا و آخرت کی تمام سعادتوں کی کفیل ہے ۔

طریقت اور حقیقت :

طریقت اور حقیقت جن سے صوفیائے کرام ممتاز ہیں ۔ دونوں شریعت غراء کی خادم ہیں ۔ ان دونوں سے شریعت کے تیسرے جزو (اخلاص) کی تکمیل ہوتی ہے ۔ اس لئے ان دونوں کے حاصل کرنے کا مقصدِ وحید شریعت کی تکمیل ہے ۔ دوسرے احوال و مواجید اور علوم و معارف جو صوفیاء کرام کو راستہ میں پیش آتے ہیں یہ مقاصد میں داخل نہیں ہیں ۔ ان سب چیزوں سے گزر کر مقامِ رضا تک پہنچنا چاہئے ۔ جو مقاماتِ سلوک کی انتہا ہے کیونکہ طریقت اور حقیقت کی منزلیں طے کرنے سے اخلاص کے سوا کوئی اور چیز مطلوب نہیں اور اخلاص رضا کو مستلزم ہے ۔ تجلیاتِ سہ گانہ اور مشاہداتِ عارفانہ میں سے ہزاروں کو گزار کر کسی ایک کو دولت اخلاص اور مقامِ رضا تک پہنچاتے ہیں، سطحی خیال کے لوگ احوال و مواجید کو مقاصد خیال کر لیتے ہیں اور مشاہدات و تجلیات کو مطالب سمجھتے ہیں ایسے آدمی اپنے وہم و خیال کی قید میں پھنس کر کمالاتِ شریعت سے محروم رہتے ہیں ۔ (الی آخرہ)

الحاصل حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مذکورہ مکتوب کا خلاصہ یہ ہے کہ طریقت اور حقیقت دونوں شریعت کی خادم ہیں جو شخص اپنے اعمال و اقوال کو اخلاص کے رنگ میں رنگنا چاہے اس کو ایسے آدمیوں کے سامنے ضرور زانوئے ادب تہہ کرنا پڑے گا جو اس میں کامل و مکمل ہوں ....

ہر آں کارے کہ بے استاد باشد
یقین دانی کہ بے بنیاد باشد

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو اخلاص و استقامت کی دولت حضرت سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت کی برکت سے وہبی طور پر حاصل ہوتی تھی جس طرح یہ نفوسِ قدسیہ اہلِ زبان ہونے کی حیثیت سے قواعدِ صرف ونحو سے بے نیاز تھے اسی طرح ان حضرات کو اکتسابِ فضائل کے لئے اپنے اخلاف کی طرح باطنی اشغال ومجاہدات کی بھی حاجت نہ تھی کیونکہ جو حالت آج صوفی پر ذکر وشغل سے طاری ہوتی ہے اصحابِ اخیار پر وہی کیفیت بلکہ اس سے بھی کہیں اعلیٰ وارفع روحانیت کے پیکرِ اعظم سید العرب والعجم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شرفِ صحبت سے ازخود حاصل ہوتی تھی۔

خاص احسان :

ہاں اگر وہب کردگار کی رحمت نوازی کسی شخص میں فطرۃً یہ صلاحیت ودیعت فرماوے اور اس پر بلا طلب وجستجو کیے عرفان کی راہیں کھل جائیں تو یہ قادرِ ذوالجلال کا خاص احسان ہے ایسے بلند فطرت انسان کو مجاہدات وریاضات واشغال کی ضرورت نہیں ہوتی اس مقصد کے حاصل ہونے کی ایک اور صورت یہ ہے کہ خدائے قدوس اپنے کسی ایسے پاکباز مقرب درگاہ کا شرفِ صحبت نصیب کردے جس کا پرتو نگاہِ قلبِ زنگ آلودہ کو آئینہ کی طرح مجلّٰی کردے اور اس کی برکتِ انفاس کا فیض دل ودماغ کو رضائے الٰہی کے جذبہ صادقہ سے معمور فرماوے اسی قسم کے ہادیانِ کامل کے حق میں فرمایا گیا ہے ....

آنانکہ خاک رابہ نظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

جنہیں اس قسم کی نعمتِ جاوید نصیب ہو انہیں کسی ہادی کے پاس جانے ،صرفی

گردانوں کی طرح اشغال کے کمانے اور لطائف کے جاری کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ۔ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمِ۔

حقیقت وطریقت کے دونوں مسلک شریعت اسلام کے خادم ہیں لہذا اگر کوئی شخص ایسی کوئی چیز پیش کرے جو شریعتِ محمدیہ کے خلاف ہو اور اس کو تصوف اور فقیری سے منسوب کرے تو وہ مردود و ناقابلِ التفات ہوگی اہل ایمان کا فرض ہے کہ ایسے تصوف ایسی فقیری اور ایسے فقیر کو دور ہی سے سلام کریں اور اس کو گمراہ بلکہ گمراہ کنندہ سمجھیں۔ بجائے اس کے وابستگانِ اسوۂ محمدیؐ اس کی پیروی کریں اور ان کا فرض ہے کہ اس گمراہ فقیر کو شریعت کے اتباع پر مجبور کریں ایسے فقیر کو کھانا کھلانا اس کی خاطر و مدارت کرنا یا نذرانہ دینا خدائے برتر کی نافرمانی اور شریعت اسلامی سے غداری ہے۔

تقسیمِ عمل :

سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃ اللعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام تعلیم وتزکیہ یعنی علم وعمل دونوں کے امام و معلم تھے۔ حضور انورؐ کی صحبت میں صحابہ کرامؓ کے سینے نور علم سے منور ہوتے تھے ان پر تزکیہ نفس کا ایسا رنگ چڑھ جاتا تھا کہ ان کا سینہ حسد، کینہ، بغض، جاہ طلبی زر پرستی، خود پسندی کی کدورتوں سے بالکل پاک ہو جاتا تھا۔ سرور کائنات فداہ ابی وامی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد صحابہ کرامؓ دونوں چیزوں کے استاد کامل رہے انہوں نے اپنے شاگردوں (تابعین) کو علمِ قرآن وحدیث کی بھی تعلیم دی اور اپنے اثر صحبت سے ان کے باطن کا تزکیہ بھی فرمایا ان دو مبارک قرنوں کے بعد جب رحمتِ عالم ﷺ کے عہد ہمایوں کو زیادہ بُعد ہوا۔ تو لوگ ثبات واستقلال کے جوہر سے عاری ہونے لگے اور فطرتوں کی بلندی زوال پذیر ہوئی اب علم اور تزکیہ نفس دو جداگانہ چیزیں قرار پائیں قرآن اور حدیث کی علمی خدمت کرنے والے حضرات تو علماء کرام کہلائے اور تزکیہ نفس کا عملی رنگ چڑھانے والے۔ صوفیائے کرام کے معزز لقب سے یاد کیے جانے لگے یاد رہے کہ ہر عالم ربانی میں

تزکیہ نفس کا رنگ ضرور پایا جائے گا۔

البتہ وہ علمی فضل وکمال کے غلبہ کے باعث عالم کہلائے گا اسی طرح ہر صوفی باخدا کے لئے بقدر ضرورت قال تعالیٰ وقال الرسولؐ کا عالم ہونا ضروری ہے ہاں اس کے تزکیہ نفس کا جوہر اس کے علم وفضل پر غالب ہوگا۔ ایسی حالت میں ظاہر ہے کہ دونوں جماعتیں آپس میں کبھی متصادم نہیں ہوسکتیں۔

علماء کرام اور صوفیائے عظام کی اقسام

(۱) علمائے ربّانی :

جن کے سینے قال اللہ تعالیٰ وقال الرسول ﷺ کے علم کا گنجینہ ہوں۔ خلقِ خدا کو ربانی علوم سے بہرہ مند کریں۔ رب جلیل کا پیام اس کے بندوں کے پاس پہنچائیں اور اس کے دروازے پر پہنچنے کے لئے لوگوں کی رہنمائی کریں۔

(۲) صوفیائے ربانی :

جن کا مطلوب ومقصود اور محبوب رب ہی کی ذاتِ اقدس ہو ان کی صحبت میں بیٹھنے سے دنیا سے بے رغبتی پیدا ہو۔ آخرت کی یاد تازہ ہو، شیطانی وسوسوں سے نجات ملے، یادِ الٰہی کے ولولے پیدا ہوں۔ حسد، کینہ، بغض، انانیّت، غرور، تکبر، جاہ طلبی، زر پرستی کا جذبہ فنا ہو جائے۔ دوسرے کے عیب نظر نہ آئیں مگر اپنے عیوب کے چہرہ سے پردہ اٹھ جائے۔

(۳) علماءِ سوء :

جن لوگوں نے علم دین کو حصول دنیا کا ذریعہ بنایا ان کا کمال علمی فقط جلب زر تک محدود ہے ان کا مقصد نہ دین کی اشاعت ہے نہ توحید کی تبلیغ نہ شرک کا محو کرنا، نہ بدعت سے باز رکھنا، نہ روٹھوں کو منانا، نہ بگڑے کو بنانا ان کی زندگی کا نصب العین محض روٹی کمانا۔ تعیش

سے جینا۔ مسلمانوں کو لڑا کر اپنے حلوے مانڈے کی خیر منانا اور بس۔

لطیفہ :

عزیزے شیطان لعین راوید کہ فارغ نشستہ است واز تضلیل واغواء خاطر جمع ساختہ آن عزیز سرّ آں پرسید۔ لعین گفت کہ علماء سوء ایں وقت دریں کار بامن خود مدد عظیم کردند۔ ومرا ازیں مہم فارغ ساختند والحق دریں زمان ہر سستی ومداہنتے کہ در امور شرعیہ واقع شدہ است وہر فتورے کہ در ترویج ملت ودین ظاہر گشتہ است ہمہ از شوئی علماء سوء است وفساد نیات ایشاں آرے علمائے کہ از دنیا بے رغبت اند واز حب وجاہ وریاست ومال ورفعت آزاد اند از علماء آخرت اند وورثۂ انبیاء اند علیہم الصلوٰت والتسلیمات وبہترین خلائق ایشانند۔

(مکتوب ۳۳ حصہ اول دفتر اول)

ترجمہ: بزرگانِ دین میں سے ایک نے شیطان ملعون کو دیکھا کہ لوگوں کو بہکانے اور گمراہ کرنے سے خاطر جمع ہو کر فارغ بیٹھا ہوا ہے اس بزرگ نے اس فراغت کی وجہ دریافت فرمائی۔ شیطان نے جواب دیا کہ اس وقت کے برے علماء نے میری اس کام میں بڑی مدد کی ہے اور مجھے اس (گمراہ کرنے والی) کارگزاری سے بالکل فارغ کر دیا ہے (انتہیٰ) یہ بات صحیح ہے کہ جو سستی اور مداہنت (دین کو دنیا کی خاطر چھپانا) شریعت کے کاموں میں واقع ہوئی ہے اور دین کے رائج ہونے میں جو رکاوٹ بھی پڑی ہے یہ سب برے عالموں کی نحوست اور ان کی نیتوں کے خراب ہو جانے کے سبب سے ہے۔ ہاں وہ علماء جو دنیا سے بے رغبت ہیں جو عزت کی خواہش مال کی محبت اور دنیاوی نام و نمود سے آزاد ہیں وہ علماء آخرت (یعنی ربانی) میں سے ہیں اور وہی نبیوں علیہم الصلوات والتسلیمات کے وارث ہیں اور بہترین مخلوقات ہیں۔

جعلی صوفی :

جعلی صوفی سے مراد خانہ ساز فقیر ہے جسے باخدا صوفیاء کرام کے اخلاق حمیدہ سے

کوئی نسبت نہیں جن کا مقصود خدا نہیں بلکہ طرح طرح کے حیلوں سے دنیا کمانی مطلوب ہے ان دنیا پرست صوفیوں کی صحبت میں بیٹھ کر انسان کا دل دنیا کی محبت سے سرشار ہو جاتا ہے ان کا لباس، ان کی خوراک، بنگلے، جائیدادیں، شاہانہ ٹھاٹھ غرض ہر چیز کو دیکھ کر بندگانِ سیم وزر کے منہ سے رال ٹپک پڑتی ہے ان کا سیاہ لباس یا جوگیا رنگ کے کپڑے ان کی خواہشات نفسانی کے فنا ہونے اور ترکِ لذات کا اعلان کرتے ہیں لیکن ان کے اعمال اور جذبات کا جائزہ لیا تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ بڑے سے بڑے دنیا داروں سے کہیں بڑھ کر حریص طماع اور عیاش واقع ہوئے ہیں۔ **اللھم احفظنا من شرور انفسنا**

کھوٹے عالم اور بناوٹی صوفی دین کے دشمن ہیں :

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ حضرت امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد رشید ہیں ان کا مقولہ ہے ....

وھل افسد الدین الا الملوک و احبار سوء ، و رھبانھا

(بادشاہوں، برے عالموں اور جاہل صوفیوں نے دین کا ستیاناس کر دیا ہے۔)

سچے پیر کی پہچان :

فاضل اجل عالم بے بدل صوفی کامل صاحب کشف مستجاب الدعوات حضرت مولانا ومخدومنا شاہ ولی اللہ صاحب الدہلویؒ نے سچے پیر کے جو شرائط اپنے رسالہ القول الجمیل میں لکھے ہیں ان کو ملاحظہ فرمایئے تاکہ آپ کو کھرے کھوٹے سچے اور جھوٹے پیر میں امتیاز ہو جائے۔

شرطِ اول :

جو شخص لوگوں سے بیعت لے اس میں چند باتوں کا پایا جانا بے حد لازم ہے پہلی چیز یہ ہے کہ اسے کتاب وسنت کا علم ہو لیکن یہ ضروری نہیں کہ وہ پورا عالم ہو۔ بلکہ قرآن حکیم

میں اتنی بصیرت کافی ہے کہ تفسیر مدارک، جلالین یا اس جیسی کوئی تفسیر کسی عالم سے پڑھی ہو اور حدیث شریف میں سے کم از کم مصابیح السنۃ جیسی کتاب کی تحصیل کی ہو۔ اس کا مطلب ومفہوم جانتا ہو۔ اس کے لغاتِ مشکلہ کا ترجمہ اور مشکل الفاظ کے اعراب اور معضل کی تاویل فقہاء دین کی رائے پر معلوم کر چکا ہو۔ مشکل اس لفظ کو کہتے ہیں جو لفظ اور ترکیب نحوی کے اعتبار سے دشوار ہو اور معضل وہ ہے جس کے معنی مشتبہ ہوں ایک معنی کی تعیین نہ ہو سکے یا دوسری حدیث اس کے معارض ہو کیونکہ بیعت لینے سے غرض مرید کو نیکی کا حکم کرنا برائی سے روکنا، باطنی تسکین کے لئے ارشاد فرمانا، عادات رذیلہ سے دست بردار کرنا اور اخلاق حمیدہ کا پیدا کرنا ہے اس کے بعد مرید کا ان سب چیزوں پر عمل کرنا ہے اگر مرشد عالم نہ ہوگا تو یہ مقصد کسی طرح حاصل نہ ہو سکے گا۔

شرطِ دوم :

بیعت لینے والے پیر کی دوسری شرط عدالت اور تقویٰ ہے اس پر لازم ہے کہ کبائر سے اجتناب کرے اور صغائر پر مصر نہ ہو۔

باعثِ احتراز :

خود مرشد کے لئے گناہوں سے باز رہنا اس لئے اشد ضروری ہے کہ مریدوں سے بیعت لینے کا مقصد ہی یہ ہے کہ وہ اس کی صحبت میں گناہوں سے بچیں، برائیوں سے تائب اور نیکی کے خوگر ہوں۔ پس جس حالات میں کہ پیر خود ہی منہیات سے نہیں بچتا دوسرے لوگ اس کی صحبت سے کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں...... ع آں کس کہ خود گم است کرا رہبری کند

شرطِ سوم :

تیسری شرط مرشد کے لئے یہ ہے کہ دنیا سے بے رغبت اور آخرت کا طالب ہو۔ ضروری عبادتوں کو ہمیشہ ادا کرے اور صحیح حدیثوں میں جو اذکار مروی ہیں ان کو بالالتزام

ادا کرے اس کا دل ہمیشہ یادِ الٰہی میں شاغل ہو اور باطن میں ہر وقت اسی کی دُھن رہے۔

شرطِ چہارم :

مرشد کے لئے چوتھی شرط یہ ہے کہ لوگوں کو نیکی کا حکم کرے اور برائی سے روکے ایسا بھی نہ ہو کہ اپنی کوئی ذاتی رائے ہی نہ رکھتا ہو (جس طرف لگایا لگ گیا) صاحب مروّۃ اور عقلِ کامل سے موصوف ہو تاکہ جس چیز کا حکم کرے یا کسی کام سے روکے اس پر اعتماد کیا جا سکے جب ایک معمولی گواہ کے لئے مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ (گواہوں میں سے جن کو پسند کرتے ہو) کہا گیا ہے جس کے ہاتھ پر بیعت کرنی ہے اس کے متعلق بطریق اولیٰ اس شرط کا لحاظ رکھا جائے گا۔

شرطِ پنجم :

پانچویں شرط مرشد کے لئے یہ ہے کہ مدتِ مدید بڑے بڑے کاملوں کی صحبت میں گزاری ہو، عرصہ دراز تک ان کی صحبت میں ادب سیکھا ہو ان سے انوار حاصل کیے ہوں یہ شرط اس لئے لگائی گئی ہے کہ جس طرح کوئی جاہل عالم کی صحبت کے بغیر عالم نہیں ہو سکتا یا صنعت وحرفت کا کام بلا مددِ استاد سیکھ نہیں سکتا اسی طرح جب تک کسی ایسے برگزیدہ انسان کی صحبت نہ اٹھائی جس کا باطن کدورتوں اور آلائشوں سے پاک ہو۔ اس وقت تک پاکیزگی وطہارتِ باطنی کسی طرح میسر نہیں ہو سکتی۔

پیر کے فرائض :

جو شخص تصوف کی گدی پر بیٹھ کر مریدوں کی تربیت کرنا چاہے اس کا فرض ہے کہ مذکورۃ الصدر شرائط کی پہلے تکمیل کرے تب اس مسند پر جانشین ہو۔ ورنہ خطرہ ہے کہ اپنی نالائقی کے باعث اپنی اور مریدوں کی عاقبت برباد کردے گا۔

مرید کے فرائض :

جو شخص کسی پیر کا مرید ہونا چاہے اس کا پہلا فرض یہ ہے کہ ہادی کے پاس جانے سے پہلے اپنا مقصد معیّن کرے اور مقصد وہی ہے جس کا ابتداء رسالہ میں حضرت سرورِ کائنات ﷺ کے فرائض چہارگانہ بیان کرنے کے بعد الحاصل کی تفصیل میں ذکر ہو چکا ہے۔

دوسرا فرض :

یہ ہے کہ ہر اس آدمی کے ہاتھ پر بیعت نہ کرے جو پیر کہلاتا یا لوگ اسے پیر کہتے ہوں یہ نہایت ضروری ہے کہ بیعت سے پہلے پیر کو اس معیار پر پوری طرح جانچ لیا جائے جو پیر اور ہادی کے شرائط پنجگانہ میں پیش کیا گیا اور امتحان کے طور پر چند روز اس کی صحبت میں رہے اگر اس میں رُشد وہدایت کے آثار دکھائی دیں اس کی صحبت میں کچھ صلاحیت اور نیکی کا رنگ جھلکتا ہو۔ قلب کو کچھ اطمینان اور راحت نصیب ہوتی ہو تو پھر استخارہ کرے۔ اگر استخارہ کے بعد طبیعت اسی طرف مائل نظر آئے اور قلب اس کے حلقۂ ارادت میں داخل ہونے کے لئے پوری طرح مستعد ہو تو پھر بیعت کر لی جائے۔

تیسرا فرض :

مرید کا یہ ہے کہ اپنے پیر کو خطا سے معصوم نہ سمجھے اور اس کے ارشاد کی تعمیل اس شرط پر کرے کہ اگر اس کا کوئی حکم خدائے قدوس وحدہ لاشریک لہ یا اس کے برگزیدہ رسول ﷺ کے کسی فرمان سے متصادم ہوگا تو پیر کے حکم سے اعراض کر لے گا یہ علیحدہ بات ہے کہ ساری عمر بھی اس کی نوبت نہ آئے۔

مریدی میں شرک :

اگر مرید نے پیر کو خطا سے معصوم سمجھا اور پیر کے حکم کی تعمیل ہر حالت میں ضروری سمجھی گو اس کا حکم حضرت صادق و مصدوق ﷺ کی سنت کے خلاف ہو تو یہ شرک فی الرسالۃ ہے اور اگر پیر نے کوئی ایسا حکم دیا جو خالقِ کون و مکان عزاسمہٗ کے حکم کے خلاف ہے اور اس شخص نے فرمانِ خداوندی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے پیر کے حکم کی تعمیل کی تو یہ شرک باللہ ہے۔
پہلی صورت میں یہ مرید کافر ہے اور دوسری میں مشرک والعیاذباللہ۔

رَبَّنَاتَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

وَ آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

☆ ☆ ☆

خدا کی مرضی

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم.

برادرانِ اسلام! ہمارا یہ ایمان ہے۔ کہ ہم خدائے قدوس وحدہ لاشریک کے بندے ہیں۔ سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام کی امت ہیں۔ یہ دنیا فانی ہے۔ آخرت کی زندگی ہمیشہ رہنے والی ہے۔ ہم نے دنیا سے مرکر دوسرے جہان میں جانا ہے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے روبرو کھڑے ہوکر اپنے عملوں کا حساب کتاب دینا ہے۔ جس شخص کے عملوں سے اللہ تعالیٰ راضی ہوئے وہ بہشت میں جائے گا اور جس سے ناراض ہوا اسے دوزخ میں ڈال دے گا۔

اسلئے ہمارا فرض ہے کہ ہم دنیا کی چندروزہ زندگی میں وہ راستہ تلاش کریں جس پر چلنے سے خدا تعالیٰ راضی ہو اور اس راستہ کے معلوم کرنے کا ذریعہ کتاب اللہ اور سنتِ نبویہ (علی صاحبها الف الف تحیات) ہیں۔ لہذا اس مختصری عرض داشت کو ''خدا کی مرضی'' سے موسوم کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے بصد عجز دعا کرتا ہوں۔ کہ اس مضمون کا مختصر اور جامع نقشہ پیش کرنے کی مجھے توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا اله العالمین.

اگرچہ مسلمانوں کی زندگی کا نصب العین فقط حصول رضائے مولیٰ ہی ہے مگر یہ شرف اور فخر اس وقت تک حاصل نہیں ہوسکتا جب تک کہ مسلمان ان ذمہ داریوں کو نبا ہے۔ اور ان تمام حق داروں کے حقوق ادا نہ کرے جو اس کے ذمے ڈالے گئے ہیں۔ لہذا ان حقوق کا پہلے اجمالی خاکہ پیش کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد ان کے متعلقہ احکام مختصر طور پر قرآن حکیم

ہی سے پیش کیے جائیں گے۔ اللھم وفقنا لما تحب وترضیٰ واجعل آخرتنا خیراً من الاولیٰ۔

حقوق کا اجمالی خاکہ :

(۱) اللہ تعالیٰ کا حق (۲) رسول اللہ ﷺ حق (۳) قرآن مجید کا حق
(۴) اسلام کا حق (۵) والدین کا حق (۶) عورت کا حق
(۷) مرد کا حق (۸) اولاد کا حق (۹) رشتہ داروں کا حق
(۱۰) عام مسلمانوں کا حق (۱۱) ہمسایہ کا حق (۱۲) مال کا حق
(۱۳) دنیا کا حق (۱۴) آخرت کا حق

اللہ تعالیٰ کا حق :

اللہ تعالیٰ کا بندے پر یہ حق ہے کہ اس کی ذات اور صفات اور اس کے افعال میں کسی غیر کو شریک نہ بنائے ورنہ یاد رہے کہ شرک ایسی بری چیز ہے کہ مشرک کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ وہ کبھی بہشت میں نہیں جائے گا۔

قولہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰهَ لَايَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ.

(النسآء:۱۱٦)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ شرک کسی کو معاف نہیں کرے گا اور شرک کے سوا جو گناہ جسے چاہے معاف فرمائے۔

اللہ تعالیٰ کن چیزوں میں وحدہ لاشریک ہے ان کی تفصیل ملاحظہ ہو۔

(۱) خدا ایک ہے :

قولہ تعالیٰ: وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ .(بقرہ ۱٦۳)

ترجمہ: تمہارا خدا ایک ہی ہے۔

وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (مائدہ ۷۳)

ترجمہ: سوائے ایک خدا کے اور کوئی خدا نہیں۔

اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (انعام: ۱۹)

ترجمہ: سوائے اس کے نہیں کہ وہ خدا ایک ہی ہے۔

سارے جہان فقط اس اکیلے نے بنایا ہے :

قولہ تعالیٰ: وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ (انعام: ۷۳)

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے آسمان اور زمین ٹھیک بنائے۔

قولہ تعالیٰ: وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ (انعام: ۱۰۲)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ہی نے سب چیزوں کو پیدا کیا ہے۔

سارے جہان کا فقط وہی مالک ہے :

قولہ تعالیٰ: لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (بقرہ: ۱۰۷)

ترجمہ: آسمان اور زمین میں فقط اللہ تعالیٰ ہی کی بادشاہی ہے۔

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (آل عمران: ۱۸۹)

ترجمہ: آسمان اور زمین کی بادشاہی فقط اللہ تعالیٰ ہی کی ہے۔

سارے جہان کا انتظام فقط اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے :

قولہ تعالیٰ: اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ (انعام: ۵۷)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا حکم نہیں ہے۔

وَلَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖ اَحَدًا (کہف: ۲۶)

ترجمہ: اور اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔

اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ بِحُكْمِهٖ (نمل: ۷۸)

ترجمہ: بے شک تیرا رب اپنے حکم سے ان کے فیصلے کرتا ہے۔

رزق کا انتظام اُسی کے قبضہ میں ہے :

قولہ تعالیٰ : فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ (عنکبوت : ۱۷)

ترجمہ: خدا ہی سے رزق طلب کرو۔

قولہ تعالیٰ: وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ (یونس : ۹۳)

ترجمہ: اور ہم نے انہیں ستھری چیزوں کا رزق دیا۔

قولہ تعالیٰ : لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاءُ وَيَقْدِرُ .
(شوریٰ : ۱۲)

ترجمہ: آسمان اور زمین کی کنجیاں اللہ تعالیٰ ہی کے قبضے میں ہیں ۔جس کے لئے چاہے رزق کشادہ کرے اور جس کے لئے چاہے تنگ کردے۔

غیب دان فقط اللہ تعالیٰ ہی ہے :

قولہ تعالیٰ: فَقُلْ اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ (یونس: ۲۰)

ترجمہ: کہہ دے۔غیب کا علم سوائے خدا کے کسی کے پاس نہیں ہے۔

قولہ تعالیٰ : وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (ہود: ۱۲۳)

آسمانوں اور زمین کا غیب فقط اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ میں ہے۔

قولہ تعالیٰ: وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ (انعام : ۵۹)

ترجمہ: غیب کی کنجیاں اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہیں ۔اللہ تعالیٰ کے سوا انہیں اور کوئی نہیں جانتا۔

نوٹ: پیغمبروں اور ولیوں کو اللہ تعالیٰ خزانہ غیب میں سے علم عطا فرماتا ہے اور وہ اطلاع پانے کے بعد معلوم کر لیتے ہیں ۔مگر کیا پھر انہیں غیب دان کہا جا سکتا ہے؟ غیب دانی

اللہ تعالیٰ کا ہی خاصہ ہے۔ چنانچہ قرآن مجید رسول اللہ ﷺ کو خزانہ غیب میں سے ملا ہے۔ مگر باوجود اس کے آپ کو غیب دان نہیں کہا جا سکتا۔

اولاد دینا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے:

قولہ تعالیٰ: يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَاءُ الذُّكُوْرَ ۝ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَاءُ عَقِيْمًا (شوریٰ: ۵۰)

ترجمہ: جسے چاہے بیٹیاں دے اور جسے چاہے بیٹے دے یا بیٹے اور بیٹیاں دونوں قسمیں دیں اور جسے چاہے بانجھ بنائے۔

فقط اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرو:

قولہ تعالیٰ: فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا (النجم: ۶۲)

ترجمہ: سو سجدہ اللہ تعالیٰ ہی کو کرو اور بندگی بھی اسی کی کرو۔

لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِىْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ. (۳۷)

ترجمہ: نہ سورج کو سجدہ کرو اور نہ چاند کو اس خدا کو سجدہ کرو جس نے انہیں بنایا ہے اگر خاص خدا کی عبادت کرنا چاہتے ہو۔

تمام آیات کا خلاصہ:

برادرانِ اسلام! گذشتہ آیات کا حاصل یہ نکلا

(۱) کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو معبود نہ بناؤ۔

(۲) سارا جہان اسی نے بنایا ہے۔

(۳) سارے جہان کا وہ اکیلا مالک ہے۔

(۴) سارے جہان کا انتظام اسی کے قبضہ میں ہے۔

(۵) سب کو وہی رزق دیتا ہے۔

(۶) سب غیبوں کا وہی جاننے والا ہے۔

(۷) اولاد بھی اسی کے حکم سے ملتی ہے۔

(۸) سجدہ فقط اسی کو کرنا چاہیئے۔

یہ نتائج قرآن حکیم کی آیات کے ہیں۔ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ ان چیزوں پر ایمان لائے اور مرتے دم تک ان عقائد میں خلل نہ آئے ورنہ توحید خالص نہیں رہے گی اور اگر خدانخواستہ توحید میں شرک کی ملاوٹ ہوگئی تو وہ شخص ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں رہے گا۔ اللهم اعذنا منه وجميع المسلمين.

رسول اللہ ﷺ کا حق:

قوله تعالیٰ وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذۡنِ اللّٰهِ. (النسآء:۶۴)

ترجمہ: ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس واسطے کہ اس کا حکم مانا جائے اللہ تعالیٰ کے فرمان کے سبب سے۔

قوله تعالیٰ: لَقَدۡ كَانَ لَكُمۡ فِىۡ رَسُوۡلِ اللّٰهِ اُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ (احزاب: ۲۱)

ترجمہ: تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کا بہترین نمونہ ہے۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوۡكَ فِيۡمَا شَجَرَ بَيۡنَهُمۡ ثُمَّ لَا يَجِدُوۡا فِىۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيۡتَ وَيُسَلِّمُوۡا تَسۡلِيۡمًا (نسآء: ۶۵)

ترجمہ: تیرے رب کی قسم ہے یہ لوگ سچے مسلمان نہیں ہوسکتے جب تک کہ آپ کو اپنے تمام جھگڑوں میں منصف نہ مان لیں۔ پھر جو فیصلہ آپ فرمائیں اس کے متعلق دل میں کوئی خدشہ نہ لائیں اور بالکل مان جائیں۔

حاصل یہ کہ گذشتہ آیات کا حاصل یہ ہے کہ اپنی زندگی کے ہر لحہ اور ہر حال میں رسول اللہ ﷺ کو نمونہ بنائیں اور شب و روز کے اوقات کا وہی دستور العمل (پروگرام)

تجویز کریں ۔ جو آپ کا تھا (۱) جس طرح حضور انور ﷺ اپنی ہر حاجت کے لئے دربارالٰہی کی طرف ہاتھ پھیلاتے تھے۔اسی طرح ہمارے ہاتھ بھی سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کے آگے پھیلنے بھی نہ پائیں جس طرح سردار دو جہاں کا مبارک سر سوائے خدا کے کسی کے آگے نہ جھکتا تھا۔ ہمارا سر نیاز بھی کسی کے آگے جھکنے نہ پائے۔جس طرح سید المرسلینؐ کی نورانی پیشانی سوائے خدا کے کسی کے آگے سربسجود نہیں ہوتی تھی۔اسطرح ہماری پیشانی بھی کسی کے آگے زمین بوس نہ ہو۔

غرضیکہ (۲) جس طرح سرور کائنات کی ساری زندگی کا مقصد فقط رضائے الٰہی تھا۔چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ . (انعام : ۱۶۳)

ترجمہ: کہہ دے تحقیق میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلا فرمانبردار ہوں۔اسی طرح ہماری زندگی کا مقصد فقط اسی کی رضا طلبی ہو۔

(۳) جس طرح حضور انور ﷺ پانچ وقت کی نمازوں میں دربارالٰہی میں حاضر ہوتے تھے ہم بھی ان اوقات میں باقاعدہ حاضری دیتے نظر آئیں۔

(۴) جس طرح فخر اولین والآخرین رمضان المبارک میں حصول رضائے الٰہی کے لئے دن کو روزہ دار اور رات کو عبادت گزار نظر آتے تھے ہم بھی اس مبارک مہینے کو اسی شان سے منائیں۔

(۵) جس طرح شفیع المذنبین نے جب زادِ راہ پایا۔سفر بیت اللہ الحرام حصول رضائے الٰہی کے لئے طے پایا اسی طرح ہم جب توفیق پائیں تو کم ازکم ایک دفعہ مقدس ترین مقام کی

زیارت کے لئے ضرور جائیں۔

(۶) جس طرح خاتم النبیین ﷺ غریب پروری اور مسکین نوازی کے خیال سے لوگوں سے ایک معین مقدار مال کی وصولی فرماتے تھے اور وصولی کے بعد مساکین پر تقسیم فرماتے تھے۔ اس طرح ہم بھی خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر کے سرمایۂ نجات بہم پہنچائیں۔

جس طرح سیّد الانبیاء ﷺ مومنوں پر بے حد رحیم اور شفیق تھے۔

بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (توبہ: ۱۲۸)

ترجمہ: آپ مومنوں پر شفقت رکھنے والے مہربان ہیں۔

اسی طرح مسلمانوں کا فرض ہے کہ کلمہ گو بھائیوں سے شفقت اور مہربانی کا برتاؤ کریں۔

(۷) جس طرح آپ کی ساری عبادتیں اچھی اور پیاری تھیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔ وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ (نٓ: ۴) ترجمہ: اور تو بے شک بڑے خلق والا ہے۔

اس طرح ہمارا بھی فرض ہے کہ اپنے اندر ایسے اخلاق پیدا کریں کہ کسی کو نہ ستائیں بلکہ ہر ایک کے کام آئیں اور ہر ایک سے دعا لیں۔

غرضیکہ تمام کلمہ گو مسلمان (خواہ مرد ہوں یا عورت) کا فرض عین ہے کہ ہر معاملہ میں رسول اللہ ﷺ کے نقش قدم پر چلیں تا کہ رضائے الٰہی کا تمغہ پائیں۔

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ ۔ (آل عمران: ۳۱)

ترجمہ: کہہ دو۔ اگر اللہ تعالیٰ کی محبت چاہتے ہو، تو میری تابعداری کرو۔ تب اللہ تعالیٰ کی دوستی کا شرف تمہیں حاصل ہوگا۔

جس طرح رسول اللہ ﷺ حفاظتِ اسلام کے لئے کفار کے مقابلہ میں میدان جہاد میں قدم رنجہ فرماتے تھے۔ اسی طرح مسلمان کا فرض ہے کہ وہ بھی اپنے آپ کو ہمیشہ اس بات کے لئے تیار رکھے کہ جب کبھی اسلام کو اپنی عزت کی حفاظت کے لئے میری جان یا مال

کی ضرورت پیش آئے تو میں ان چیزوں کا ہدیۂ پیش کرنے میں کوئی دریغ نہیں کروں گا۔ بلکہ شمع اسلام پر پروانہ کی طرح قربان ہونے کو اپنی سعادت خیال کروں گا۔ اور جس طرح شمع روشن ہونے پر پروانہ کو ہزار طرح سے ہٹایا جائے۔ پھر بھی قربان ہونے سے باز نہیں آتا اور اپنے محبوب پر قربان ہو کر اپنی محبت کی صداقت کا خاکستر ہو کر ثبوت دیتا ہے۔

اسی طرح میں بھی شمع اسلام پر قربان ہو کر اپنی بوسیدہ ہڈیوں سے کلمہ توحید لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی صداقت کا ثبوت دوں گا۔ ساڑھے تیرہ سو سال سے اسلام کے دنیا میں زندہ و تابندہ اور درخشندہ رہنے کا اصلی باعث فقط اس قسم کے جان بازوں اور فدائیوں کا وجود مسعود ہے جنہوں نے ہمیشہ اسلام کی حفاظت کے لئے آخری قطرہ خون تک بہا دیا۔ مگر اسلام کے جھنڈے کو سرنگوں نہیں ہونے دیا۔ ترکی اور افغانستان کے دارالاسلام ہونے کا یہی راز ہے اور ہندوستان ایسا بڑا اعظم ہے جس میں آٹھ کروڑ مسلمان آباد ہیں۔ اس کے کفرستان ہونے کا اصل سبب یہی ہے کہ اس میں اسلام کے فدائی شیدائی اور جانبازوں کی کمی ہے۔ اگر چہ درد دل رکھنے والے بھی یہاں موجود ہیں مگر مسلمانوں کا متمول طبقہ اور تعلیم یافتہ طبقہ زیادہ تر کفر کا حامی ہے اور عوام الناس کو بھی دولت کے زور سے اپنے ساتھ ملا لیتے ہیں۔ جب تینوں طبقہ کفر کے حامی ہوں تو اسلام کیسے غالب آ سکتا ہے۔ موجودہ آزاد اسلامی ممالک کی آزادی کا راز یہی ہے کہ وہاں کے تینوں طبقے بھی خواہان کفر ہیں۔ جب تک مسلمان میں یہ گندی ذہنیت موجود ہے اس وقت تک اسلام کے ہندوستان میں سرسبز و شاداب ہونے کی کوئی توقع نہیں ہو سکتی۔ حکومت خواہ کسی غیر مسلم فرقہ کی کیوں نہ ہو۔

اَللّٰھُمَّ اھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ.

قرآن حکیم کا حق :

قولہ تعالیٰ: قُلْ ھُوَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ھُدًی وَّشِفَآءٌ . (حم سجدہ: ۴۴)

ترجمہ: یہ قرآن ایمان والوں کے لئے راہ نما اور شفاء ہے۔

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ (بنی اسرائیل: ۹)

ترجمہ: بے شک قرآن ایسے راستہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے جو سب سے زیادہ سیدھا ہے۔

قولہ تعالیٰ: وَهُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ (یونس: ۵۷)

ترجمہ: یہ قرآن ایمان والوں کے لئے راہ نما اور رحمت ہے۔

اِتَّبِعُوْا مَا اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ (اعراف: ۳)

جو چیز تمہارے ربّ کی طرف سے نازل کی گئی ہے اس کی تابعداری کرو۔

حاصل یہ کہ گذشتہ آیات کا حاصل یہ ہے کہ قرآن مجید میں مندرجہ ذیل خوبیاں پائی جاتی ہیں:

(۱) یہ ہدایت ہے (۲) اس میں شفاء ہے (۳) سب سے زیادہ سیدھا راستہ بتلاتا ہے (۴) مؤمنوں کے لئے رحمت ہے (۵) قرآن کی تابعداری فرض ہے۔

قرآن مجید کی خلاف ورزی کے نتائج :

گذشتہ عنوانوں سے مقابلہ کر کے دیکھیں:

(۱) قرآن کا مخالف گمراہ ہے (۲) روحانی بیماریوں میں مبتلا ہے

(۳) ٹیڑھے راستہ پر جا رہا ہے (۴) زحمت کا شکار ہے

(۵) قرآن کی مخالفت کے باعث اللہ تعالیٰ کا نافرمان اور باغی ہے۔

خود تو منصف باش حافظ ایں نکو یا آں نکو۔

میرے معزز بھائیو! قرآن پاک کی خیالی تصدیق اور عملی تکذیب سے خود اندازہ لگائیں کہ دنیا اور آخرت میں کیا نتائج نکلنے چاہئیں۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔

اِقْرَاْ كِتٰبَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْیَوْمَ عَلَیْكَ حَسِیْبًا (بنی اسرائیل رکوع ۲)

ترجمہ: اپنا نامۂ اعمال پڑھ لے۔ آج تو خود ہی اپنا حساب کرنے والا کافی ہے۔

لہٰذا مسلمانوں کا فرض ہے کہ شاہنشاہِ حقیقی عز اسمہ وجل مجدہ کے فرمان یعنی قرآن مجید کو اپنی زندگی کا دستور العمل بنائے تا کہ دنیا و آخرت کی ذلتوں سے بچ جائے۔

اسلام کا حق :

برادرانِ اسلام! جب ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم مسلمان ہیں اور ہمارا مذہب اسلام ہے لہٰذا ہمارا فرض ہے کہ ہم یہ سوچیں کہ اسلام کا دعویٰ ہم سے کیا مطالبہ کرتا ہے اور ہم کس صورت میں سچے مسلمان کہلا سکتے ہیں۔ قرآن مجید میں اس سوال کا جواب یہ ہے۔

قولہ تعالیٰ : وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعَالَمِیْنَ (مومن : ٦٦)

ترجمہ: اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ رب العالمین کا تابعدار ہو جاؤں۔

فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِیَ لِلّٰهِ (آل عمران : ٢٠)

ترجمہ: پھر کہہ دو۔ میں نے اپنا منہ اللہ تعالیٰ کے تابع کر دیا ہے۔

قولہ تعالیٰ: مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ (البقرہ : ١١٢)

ترجمہ: جس نے اپنا منہ اللہ تعالیٰ کے تابع کر دیا اور وہ نیکی کرنے والا ہے تو اس کا اجر اس کے رب کے ہاں ہے ایسے لوگوں پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غم کھائیں گے۔

برادرانِ اسلام! مذکورۃ الصدر آیات کا ترجمہ پڑھنے کے بعد آپ یقیناً اس نتیجے پر پہنچ سکتے ہیں کہ اسلام عملی طور پر تابعدار بننے کا نام ہے۔ جو شخص عملی طور پر اللہ تعالیٰ کا تابعدار نہیں بنتا اور مسلمان کہلاتا ہے تو اس کا دعویٰ محض زبانی ہوگا۔ زبانی اسلام کا دعویٰ کرنے والے کے حق میں وہ نتائج کبھی نہیں نکلیں گے جو عمل کرنے والے کے لئے نکل سکتے ہیں۔ مثلاً جو شخص پلاؤ، قورمہ، بریانی، کباب وغیرہ لذیذ کھانوں کی زبانی تعریف کرتا ہے اور ان کی مختلف لذتوں

سے لوگوں کو مسرور کررہا ہے کیا اس زبانی بیان سے اس کا پیٹ بھر جائے گا اور وہ بھوک کی تکلیف سے بچ جائے گا۔ ہرگز نہیں۔ بعینہٖ یہی حال بدعمل اسلام کے مدعی کا ہے ...... ۔

حافظ وظیفۂ تو دعا گفتن است وبس
دربند ایں مباش کے نشنید یا شنید

والدین کا حق :

قولہ تعالیٰ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا. اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَا اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا. (بنی اسرائیل:۲۳)

ترجمہ: اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو۔ اگر پہنچ جائے ترے سامنے بڑھاپے کو ایک ان میں سے یا دونوں تو نہ کہہ ان کو ہوں اور نہ جھڑک ان کو۔ اور کہہ ان سے بات ادب کی اور جھکا دے ان کے آگے کندھے عاجزی کر کے نیازمندی سے اور کہہ اے رب اُن پر رحم کر جیسا کہ پالا انہوں نے مجھ کو چھوٹا سا۔

قولہ تعالیٰ : وَاِنْ جَاهَدَاكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا (لقمان:۱۵)

ترجمہ: اگر وہ دونوں تجھے مجبور کریں اس بات پر کہ شریک مان میرا۔ اس چیز کو جو تجھ کو معلوم نہیں تو ان کا کہا مت مان اور ساتھ دے ان کا دستور کے مطابق۔

حاصل یہ کہ مذکورۃ الصدر آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ ماں باپ سے ہر طرح کی نیکی کرو۔ خواہ کافر ہی کیوں نہ ہوں اور غصہ میں آکر ان کی کسی غلطی پر ادنیٰ لفظ ہوں، کا بھی نہ کہو اور ادب کے لحاظ سے ان کے روبرو انسان اپنے کو حقیر خیال کرے اور ان کے حق میں ہمیشہ دعائے خیر کی جائے۔

برادرانِ اسلام! والدین کی دل آزاری اور نافرمانی گناہ کبیرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ

سب مسلمانوں کو اس گناہ سے بچائے۔آمین۔ہاں اگر والدین خدا تعالیٰ کے حکم کی تعمیل سے روکیں۔مثلاً نماز سے منع کریں۔زکوٰۃ سے روکیں۔حج کرنے سے باز رکھیں تو خدا تعالیٰ کا حکم بجالایا جائے اور ماں باپ کے حکم کی پرواہ نہ کی جائے۔

عورت کا حق مرد پر :

قولہ تعالیٰ : وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحۡلَةً فَاِنۡ طِبۡنَ لَكُمۡ عَنۡ شَىۡءٍ مِّنۡهُ نَفۡسًا فَكُلُوۡهُ هَنِيۡٓـئًـا مَّرِیۡٓـــٴًﺎ (نساء : ۴)

ترجمہ: اور عورتوں کو اُن کے مہر خوشی سے دے دو پھر اگر اس میں سے دل کی خوشی سے تمہیں کچھ چھوڑیں تو اسے رچتا پچتا کھاؤ۔

قولہ تعالیٰ: لِيُنۡفِقۡ ذُوۡ سَعَةٍ مِّنۡ سَعَتِهٖ وَمَنۡ قُدِرَ عَلَيۡهِ رِزۡقُهٗ فَلۡيُنۡفِقۡ مِمَّاۤ اٰتٰٮهُ اللّٰهُ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفۡسًا اِلَّا مَاۤ اٰتٰٮهَا (طلاق :۷)

ترجمہ: کشائش کے رزق والا اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرے جتنا اسے اللہ تعالیٰ نے دیا ہے کسی کو اللہ تعالیٰ تکلیف نہیں دیتا مگر اتنی جو اسے دیا ہے۔

قولہ تعالیٰ: وَعَاشِرُوۡهُنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ (نساء : ۱۹)

ترجمہ: اور عورتوں سے اچھے طریقے کے ساتھ زندگی بسر کرو۔

وَلَا تُمۡسِكُوۡهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعۡتَدُوۡا (بقرہ : ۲۳۱)

ترجمہ: اور عورتوں کو دکھ دینے کی نیت سے اپنے نکاح میں مت بند رکھو تا کہ تم ان پر زیادتی کرو۔

وَاۡمُرۡ اَهۡلَكَ بِالصَّلٰوةِ (طٰہٰ : ۱۳۲)

ترجمہ: اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دے۔

وَلَهُنَّ مِثۡلُ الَّذِىۡ عَلَيۡهِنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيۡهِنَّ دَرَجَةٌ (بقرہ :۲۲۸)

ترجمہ: اور عورتوں کا مردوں پر ویسا ہی حق ہے جیسا کہ مردوں کا عورتوں پر ہے اور

مردوں کو عورتوں پر ایک قسم کی فضیلت حاصل ہے۔

حاصل یہ کہ مذکورۃ الصدر آیات کا حاصل یہ ہے کہ مردوں کے ذمہ لازم ہے کہ عورتوں کے مہر ادا کریں۔ ہاں اگر عورتیں خوشی سے کچھ چھوڑ دیں تو ان کا اختیار ہے مگر مرد کو زبردستی معاف کرانے یا ادا نہ کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ بلکہ ادا کیے بغیر مر جائے تو عورت اس کی جائیداد میں سے وصول کر سکتی ہے۔ مرد کا فرض ہے کہ اپنی حیثیت کے مطابق عورت کی زندگی کے اخراجات ادا کرے اور مرد کا فرض ہے کہ عمدہ طریقہ سے عورت سے نباہ کرے اور محض تنگ کرنے کے خیال سے اُسے اپنے نکاح میں نہ رکھے یعنی اگر اسے پسند نہیں ہے تو فوراً طلاق دیدے اور مرد کا فرض ہے کہ دینی احکام کی پابندی اپنے حکم سے کرائے ورنہ خدا تعالیٰ کے روبرو جواب دہ ہوگا اور مرد یہ خیال نہ کرے کہ عورت محض میری خدمت کے لئے ہی پیدا ہوئی ہے اور میں جس طرح چاہوں اس سے سلوک کروں۔ ہرگز نہیں بلکہ جس طرح مرد چاہتا ہے کہ عورت اپنی خدمت گزاری سے اسے خوش رکھے اسی طرح مرد کا بھی فرض ہے کہ اپنی طرف سے عورت کو خوش رکھنے کی پوری کوشش کرے۔

مرد کا حق عورت پر :

قولہ تعالیٰ: الرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ (نساء : ۳۴)

ترجمہ: مرد عورتوں پر حاکم ہے۔

قولہ تعالیٰ :فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ (نساء : ۳۴)

ترجمہ: پھر جو نیک عورتیں ہیں سو تابعدار ہیں۔ اللہ کے حکم کے موافق پیٹھ پیچھے نگہبانی کرتی ہیں (مرد کی عزت اور اس کے مال کی)۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ.

(تغابن : ۱۴)

ترجمہ: اے ایمان والو! تمہاری بعض بیویاں اور بعض اولاد دشمن ہیں۔ سو ان سے

بچتے رہو۔

وَالْوَالِدٰتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَھُنَّ حَوْلَیْنِ کَامِلَیْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ یُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ

(بقرہ ۲۳۳)

ترجمہ: اور مائیں اپنی اولاد کو پورے دو سال دودھ پلائیں جو دودھ پلانے کی مدت پوری کرنا چاہیں۔

وَلَا یَحِلُّ لَھُنَّ اَنْ یَّکْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰہُ فِیْ اَرْحَامِھِنَّ (بقرہ ۲۲۸)

ترجمہ: اور عورتوں کو یہ جائز نہیں ہے کہ جو چیز اللہ تعالیٰ نے ان کے رحموں میں پیدا کی ہیں اُسے چھپائیں۔

مذکور الصدر آیات کا حاصل یہ ہے کہ عورت مرد کو اپنا حاکم سمجھے اور حاکم بھی وہ جسے اللہ تعالیٰ نے اس کا حاکم تجویز کیا ہے ایسے حاکم کی نافرمانی گویا خدا تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔ نیک بیبیوں کا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کریں اور مردوں کی بھی تابعداری کریں اور جب مرد گھر سے باہر جائے تو اس کی عزت اور مال کی پوری حفاظت کریں۔ عزت کی حفاظت کا طریقہ یہ ہے کہ کسی دوسرے مرد سے کسی قسم کا تعلق نہ رکھیں۔ جسے مرد کی غیرت گوارا نہ کر سکے اور مرد کا مال اس کی اجازت کے بغیر کہیں خرچ نہ کریں اور عورت کا فرض ہے کہ ہمیشہ مرد کی بھلائی اور خیر خواہی کرے۔ مرد کے متعلق کبھی بھی دشمنی کا خیال دل میں نہ لائے اور کوئی فعل ایسا نہ کرے جس سے مرد کی دشمنی کی بو آئے اور مرد کی اولاد کی تربیت کرے تا کہ مرد کمانے کے لئے مطمئن ہو کر گھر سے باہر جائے۔ کما کر لائے اور بال بچوں کی ضروریات پوری کر سکے اور اگر خدانخواستہ مرد عورت سے الگ ہو جائے تو اس کے پیٹ میں اگر حمل ہو تو اسے نہ چھپائے اور وضع حمل کے بعد بچہ خاوند کے سپرد کر کے چلی جائے۔

اولاد کا حق :

قولہ تعالیٰ وَعَلَی الْمَوْلُوْدِ لَہٗ رِزْقُھُنَّ وَکِسْوَتُھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (بقرہ ۲۳۳)

ترجمہ: اور باپ کے ذمہ ہے۔ ان کی اولاد پالنے والیوں کی روٹی اور کپڑا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا (تحریم: ٦)

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے بال بچوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔

حاصل گذشتہ آیات کا حاصل یہ ہے کہ باپ کے ذمہ فرض ہے کہ اولاد کی جسمانی تربیت کرے اور اس کے بعد اس کا دوسرا فرض یہ ہے کہ انہیں دوزخ کی آگ سے بچائے اور اس کی تدبیر فقط یہ ہے کہ انہیں کتاب وسنت کی تعلیم دلائے بعد ازاں اس پر سختی سے عمل کرائے۔

عموماً مسلمان یہ خیال کرتے ہیں کہ اپنی اولاد کی پرورش کرنا اور انہیں کسب معاش کے لئے کوئی طریقہ سکھانا اور جوان ہوں تو شادی کر دینے سے وہ اولاد کی تربیت اور ان کے متعلقہ فرائض سے سبکدوش ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ اولاد کا پرورش جسمانی کے بعد سب سے بڑا حق یہ تھا کہ انہیں خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں معزز بنانے اور جہنم سے بچانے کی تعلیم سب سے پہلے دیں۔ ورنہ یاد رکھیں کہ اگر انہوں نے اولاد کو دروازۂ الٰہی نہ دکھایا۔ کسی عالم دین کے سامنے زانوئے ادب تہ نہ کرایا اور جہنم سے بچ کر جنت میں پہنچنے کا راستہ نہ سوجھایا تو قیامت کے دن یہی اولاد ان پر لعنتیں بھیجے گی۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ملاحظہ ہو۔ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا. رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا.

(احزاب: ٦٨)

ترجمہ: جس دن ان کے منہ دوزخ کی طرف پھیرے جائیں گے کہیں گے افسوس کہ ہم نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کی ہوتی اور کہیں گے۔ اے ہمارے رب۔ ہم نے اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کا کہا مانا۔ سو انہوں نے ہمیں گمراہ کر دیا اے

ہمارے رب انہیں دگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت بھیج دے۔

رشتہ داروں کا حق :

قولہ تعالیٰ: يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسَاكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَاتَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۔

(بقرہ ۲۱۵)

ترجمہ: آپ سے پوچھتے ہیں کہ (خدا کی راہ میں) کیا خرچ کریں ۔ ان سے فرما دیجئے (کہ خیرات کے طور پر) جو مال بھی خرچ کریں ۔ تو ماں باپ پر، قریب کے رشتہ داروں پر، یتیموں مسکینوں پر اور مسافروں پر خرچ کریں اور تم کوئی بھی بھلائی (لوگوں کے ساتھ) کرو گے تو اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے۔

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا (بنی اسرائیل :۲۷)

ترجمہ: رشتہ داروں اور مسکین اور مسافروں کا حق دیدے اور فضول خرچ نہ کر۔ بے شک فضول خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا ناشکر گزار ہے۔

حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے جو مال خرچ کیا جائے اس میں والدین اور رشتہ داروں کا بھی حق ہے بلکہ اپنے محتاج رشتہ داروں میں خرچ کرنے سے دُگنا ثواب ملتا ہے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ رشتہ داروں کی خوشنودی مزاج کی خاطر فضول خرچی ہرگز نہ کریں ۔ مثلاً شادی کے موقع پر انہیں کھانا اچھے سے اچھا اپنی توفیق کے مطابق بے شک کھلا دیا جائے لیکن اگر باجہ آتش بازی وغیرہ کھیل وتماشے کے لئے مجبور کریں تو ہرگز ان کی بات نہ مانی جائے کیونکہ شریعت کا فیصلہ ہے۔

لاطاعة لمخلوق فی معصية الخالق ۔ ترجمہ: جس بات میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی لازم آئے اس میں کسی مخلوق کی پرواہ نہ کی جائے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ قطع رحمی کرنیوالا بہشت میں نہیں جائے گا اور آپ کا ارشاد ہے کہ صلہ رحمی کرنے والا وہ شخص نہیں ہے جو رشتہ داروں کے نیک سلوک کے جواب میں نیک سلوک کرے بلکہ صلہ رحمی کرنے والا وہ شخص ہے جس سے برادری کے تعلقات توڑے جائیں پھر بھی وہ ان کے جوڑنے کی کوشش کرے۔

ہمسایہ کا حق :

قولہ تعالیٰ: وَاعْبُدُ واللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًاوَّ بِذِی الْقُرْبٰی وَالْيَتٰمٰی وَالْمَسَاكِيْنِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ (نساء: ۳۶)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت بناؤ اور والدین اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور اپنے رشتہ کے پڑوسیوں اور اجنبی پڑوسیوں اور پاس بیٹھنے والوں کے ساتھ احسان کرو۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے لَایَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ لَّا یَأْمَنُ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ

ترجمہ: جس شخص کے پڑوسی اس کی تکلیف سے محفوظ نہ رہیں۔ وہ بہشت میں نہیں جائے گا۔

مال کا حق :

قولہ تعالیٰ وَهُوَ الَّذِیْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّ غَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّ النَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًاوَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَايُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ (انعام: ۱۴۲)

ترجمہ: اور اس نے پیدا کیے باغ چھتریوں کے اور بغیر چھتریوں کے اور کھجور اور کھیتی کئی طرح ہے اس کا پھل۔ اور زیتون اور انار آپس میں ملتا اور جدا۔ کھاؤ اس کے پھل

میں سے جس وقت پھل لاوے اور دو اس کا حق جس دن کٹے، اور بے جا نہ اڑاؤ۔ اس کو خوش نہیں آتے اڑا دینے والے۔

برادرانِ اسلام! مال اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔ ہر ایک نعمت کے متعلق مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ اسے خدا تعالیٰ کی امانت سمجھے۔ اور اپنے آپ کو اس کا امین خیال کرے۔ امین کا فرض ہے کہ مالک کی اجازت کے بغیر اس کی چیز کو کہیں صرف نہ کرے۔ اگر خرچ کرے گا تو خائن سمجھا جائے گا۔ اسی لئے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن انسان کو اللہ تعالیٰ کے روبرو بلا کر اس سے پانچ سوال کیے جائیں گے۔

(۱) تم نے عمر کہاں صرف کی تھی۔

(۲) جوانی کہاں صرف کی تھی۔

(۳) مال کس ذریعے سے کماتے تھے۔

(۴) مال کو کہاں خرچ کرتے تھے۔

(۵) جو معلومات تمہیں پہنچائی گئی تھیں ان کے متعلق کیا عمل کر کے آئے ہو۔

میرے معزز بھائیو! اسی مال کو حلال کے طریقے سے حاصل کر کے اگر صحیح مصرف پر صرف کیا جائے تو یہی مال انسان کو بہشت میں لے جانے کا کفیل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى الَّذِىْ يُؤْتِىْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰى

اللیل ۲۱

ترجمہ: اور اس دوزخ سے اس پرہیزگار کو بچایا جائے گا۔ جو اپنے نفس کو پاک کرنے کے لئے مال خرچ کرتا ہے حالانکہ کسی کا اس پر کوئی احسان نہیں تھا۔ جس کا بدلہ دے رہا ہو۔

اور یہی مال بے جا خرچ کیا تو دوزخ میں پہنچنے کا باعث ہو جائے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ملاحظہ ہو۔

قولہ تعالیٰ : اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ لِیَصُدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَسَیُنْفِقُوْنَھَا ثُمَّ تَکُوْنُ عَلَیْھِمْ حَسْرَۃً ثُمَّ یُغْلَبُوْنَ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی جَھَنَّمَ یُحْشَرُوْنَ

(انفال :۳۶)

بے شک جو لوگ کافر ہیں وہ اپنے مال خرچ کرتے ہیں تا کہ اللہ کی راہ سے روکیں اور آخر مغلوب ہوں گے اور جو کافر ہیں وہ دوزخ کی طرف ہانکے جائیں گے۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ کے راستہ سے روکنے میں مال خرچ کرنے کے باعث دوزخ میں جا رہے ہیں۔ **اللھم اعذ نا منہ.**

دنیا کا حق :

میرے معزز بھائیو! ہمارا فرض ہے کہ ہر چیز کو اپنے اپنے درجہ پر رکھیں۔ اسی سے نظام درست رہ سکتا ہے مثلاً مرچ سالن کو لذیذ کرنے کے لئے ڈالی جاتی ہے اور اصل سالن گوشت یا سبزی کا نام ہے۔ اگر کوئی شخص گوشت کی بجائے مرچ ہی خرید کر لے آئے اور اسی کا سالن بنانا چاہے۔ تو ہر شخص اسے بے وقوف بتائے گا۔

اسی طرح اگر اسباب دنیاوی کو آخرت کی اصلاح کے لئے یعنی نیکی کمانے کا ذریعہ بنائے یہ تو محبوب ہے اور پسندیدہ ہے اور اگر دنیا کو مقصود بالذات بنائے تو اس سے بڑھ کر کوئی بے وقوف نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ ارشاد ہے:

مَنْ یَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا وَمَالَہٗ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنْ خَلَاقٍ (بقرہ : ۲۰۰)

ترجمہ: لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں جو یہ کہتے ہیں۔ اے ہمارے رب ہمیں دے دے دنیا میں اور ایسے لوگوں کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔

دوسری جگہ ارشاد ہے : **مَنْ کَانَ یُرِیْدُ الْعَاجِلَۃَ عَجَّلْنَا لَہٗ فِیْھَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِیْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَہٗ جَھَنَّمَ یَصْلٰھَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا** (بنی اسرائیل :۱۸)

ترجمہ: جو شخص دنیا چاہتا ہے ہم اُسے دنیا میں جتنا چاہیں گے دیں گے۔ پھر ہم نے اُس کے لئے دوزخ کیا ہے اس میں مذمت کیا ہوا دھکیلا ہوا جائے گا۔

الحاصل ارشاداتِ سابقہ کا خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص دنیا میں عیش و آرام کو مقصود بالذات بنائے گا۔ اسی چندروزہ عارضی، بے بقاء اور فانی زندگی کے لئے اوقات عزیزہ کو صرف کرے گا۔ تو وہ اپنی آخرت کو خراب و برباد کر جائے گا۔ اور قیامت کے دن اپنی اس بدبختی کو یاد کر کے دست حسرت ملے گا۔ مگر عذاب الٰہی سے نجات نہیں پائے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ جلّ مجدہ ملاحظہ ہو۔

تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ قَالَ اخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ (مومنون: ۱۰۸)

ترجمہ: دوزخیوں کے مونہوں کو آگ جھلس دے گی اور وہ دوزخ میں بدصورت ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تم پر میری آیتیں پڑھی نہیں جاتی تھیں اور تم انہیں جھٹلاتے تھے وہ کہیں گے۔ اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آئی تھی اور ہم گمراہ ہونے والے تھے۔ اے ہمارے رب ہمیں اس دوزخ سے نکال۔ پھر اگر ہم نے یہی گناہ کیے تو ہم ظالم ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اس دوزخ میں ذلیل ہو کر رہو اور مجھ سے مت بولو۔

آخرت کا حق :

قولہ تعالیٰ: وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (انعام: ۳۲)

ترجمہ: دنیا کی زندگی سوائے کھیل اور تماشا کے اور کچھ نہیں اور البتہ آخرت کا گھر پرہیزگاروں کے لئے بہتر ہے کیا تم نہیں سمجھتے۔

قولہ تعالیٰ: وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى (اعلیٰ: رکوع ۱)

ترجمہ: اور آخرت بہتر اور باقی رہنے والی ہے۔

وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا۔ (بنی اسرائیل: ۱۹)

ترجمہ: اور جو شخص آخرت کا ارادہ کرے اور اس کے لئے کوشش کرے بشرطیکہ مومن ہو۔ ایسے لوگوں کی کوشش شکریہ کے قابل ہے۔

تِلْکَ الدَّارُ الْاٰخِرَۃُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِیْنَ لَا یُرِیْدُوْنَ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ (قصص:۸۳)

ترجمہ: یہ آخرت کا گھر ہے ہم ان لوگوں کو دیں گے۔ جو زمین میں اپنی بڑائی اور فساد ڈالنا نہیں چاہتے اور عاقبت ڈرنے والوں کی بھلی ہے۔

الحاصل یہ کہ گذشتہ آیات کا خلاصہ یہ ہے:

(۱) دنیا کھیل اور تماشا ہے اور آخرت بہتر ہے۔

(۲) آخرت باقی رہنے والی ہے۔

(۳) ایمان والے آخرت کے طالب جو کوشش کریں گے۔ ان کی کوشش شکریہ کی مستحق ہوگی۔ یعنی انہیں کی کوششوں کے نتائج آرام دہ راحت رساں اور فرحت بخش ہوں گے۔

لہٰذ مسلمان کا فرض ہے۔ کہ بے بقاء، فانی اور عارضی دنیا پر آخرت کو قربان نہ کرنے پائے ورنہ اس سے بڑھ کر کوئی جاہل غیر مآل اندیش، کوتاہ نظر اور فریب خوردہ نہیں ہوگا۔ بلکہ آخرت کی زندگی کو کامیاب بنانے اور وہاں کے اعزازات پانے کے لئے اسباب دنیوی کو ذریعہ بنائے تاکہ قیامت کے دن دنیا والی کوشش اور محنت کے باعث عذابِ الٰہی سے بچ جائے۔

وذٰلِکَ هُوَ الْفَوْزُ الْکَبِیْرُ والفضل العظیم وما علینا الا البلاغ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علیہ وعلی اٰلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

☆ ☆ ☆

دشمن دین بیوی اور اولاد

الحمد للہ و کفٰی وسلامٌ علی عبادہ الذین اصطفٰی، امّا بعد!

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِکُمْ وَ اَوْلَادِکُمْ عَدُوًّا لَّکُمْ فَاحْذَرُوْھُمْ

(تغابن ۱۴)

ترجمہ: اے ایمان والو! بے شک تمہاری بیویوں اور اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں، پس ان سے بچتے رہو۔

یہ قاعدہ کلیہ نہیں کہ ہر بیوی اور اولاد دشمن ہوگی۔ بعض بیویاں اور اولاد دشمن ہوگی اس آیت کا مطلب بیان کرنے سے پہلے تمہید کے طور پر ایک حدیث شریف عرض کرنا چاہتا ہوں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِیْھِمَا کَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ الصِّحَّۃُ وَالْفَرَاغُ. (رواہ البخاری)

دو نعمتیں ہیں جن میں اکثر انسان نقصان اٹھانے والے ہیں (وہ دو نعمتیں) صحت اور فراغت ہیں۔ لوگ ان سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔ اللہ تعالیٰ نے صحت دی ہے مگر وہ صحت کی حالت میں خدا کو یاد نہیں رکھتے۔ جب بیمار ہو گئے تو پھر کیا یاد الٰہی کریں گے؟ فراغت ہے مگر اس سے فائدہ اٹھا کر یاد الٰہی نہیں کرتے۔ مصروفیت ہوئی تو دل چاہے گا بھی تو [illegible] سکیں گے۔ مثلاً گھر میں کوئی بچہ یا بیوی بیمار ہوگی۔ سب دن دفتر اور رات [illegible]

داری میں بسر ہونے لگے۔ یادِالٰہی کے لئے وقت ہی نہیں ملتا۔ جب گھر میں سب تندرست تھے اس وقت خدا کو یاد نہ کیا۔ اب ذرا شوق پیدا ہوا تو کر نہیں سکتے، فرصت ہی نہیں ملتی۔ درس میں شمولیت کے لئے وقت نہیں ملتا۔ اللہ تعالیٰ نے ویسے ہی خبردار نہیں کیا۔ اگر بارش ہو تو بیوی نماز کے لیے مسجد میں جانے سے روکتی ہے۔ اگر میاں نہ مانے تو پھر کہتی ہے کہ دیکھنا باہر پھسلن ہو گی سنبھل کر جایئے گا۔

بیوی اور اولاد دونوں مَزَلَّۃُ الاَقْدَام ہیں۔ بہت سے مرد اُن سے تعلقات کی بناء پر پھسل جاتے ہیں۔ اکثر اُس دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق اس سے بچتے نہیں۔ ان کو بیویاں اور اولاد لے ڈوبتی ہیں مثلاً بیوی چاہتی ہے کہ لڑکی مڈل سے میٹرک میں داخل ہو جائے اور پھر ایف اے اور بی اے ہو جائے تاکہ کوئی اچھا رشتہ مل جائے۔ وہ خاوند کو کسی نہ کسی طرح رضامند کر لیتی ہے یہ فکر نہیں کہ اس کا ایمان بھی بچ جائے۔ یہی حال لڑکوں کا ہے۔ عورتیں یہ چاہتی ہیں کہ وہ بھی، بی اے ہو جائیں، ان کے ایمان کے بچانے کی فکر نہیں کرتیں۔ خود لڑکے بھی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا اسکولوں اور کالجوں میں دین سکھلایا جاتا ہے۔ پورا دین نہ سہی، کیا کلمہ ہی پڑھایا جاتا ہے۔ بیوی مشیر ہوتی ہے مگر اولاد کی محبت کے باعث دونوں گمراہ ہو جاتے ہیں۔

عربی کا ایک مقولہ ہے حدیث ہے: اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِھِمْ .

(لوگ اپنے بادشاہوں کے راستے پر چلتے ہیں)

موجودہ نواب بہاولپور کے دادا اور پردادا داڑھی رکھتے تھے تو ان کے وزراء کی بھی داڑھیاں تھے۔ مولوی رحیم بخش مرحوم وزیر تھے، مگر ان کی داڑھی تھی، اب نواب کی داڑھی نہیں تو اب سب نے داڑھیاں منڈوا دیں۔ عوام حکمران طبقہ کے طور واطوار کو اختیار کرتے ہیں جدھر حکمران طبقہ کا رُخ ہوتا ہے ادھر ہی قوم کا رُخ ہوتا ہے۔ پاکستان بننے سے پہلے جدھر انگریز جارہا تھا ہمارا نوجوان بھی ادھر ہی جارہا تھا۔ پاکستان بننے کے بعد بھی

نوجوان کا رُخ اسی طرف ہے۔ وہ کوٹ پتلون پہنتا تھا یہ بھی کوٹ پتلون پہنتے ہیں۔ وہ کھڑے ہوکر پیشاب کرتے تھے یہ بھی کھڑے ہوکر پیشاب کرتے ہیں۔ اس نے داڑھی منڈوانی شروع کی تو یہ بھی منڈوانے لگے۔ کرزن نے مونچھیں صاف کردیں تو انھوں نے بھی منڈوادیں۔ انگریز نے فیشن ایبل بال بنوائے تو ہمارے نوجوان نے بھی اس کی تقلید کی۔ اسلام ایک رنگ چاہتا ہے دورنگی نہیں چاہتا .... ۔

دورنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا
سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

اسلام کہتا ہے کہ سر کے بال برابر ہوں۔ یعنی سارے رکھو یا سارے منڈواؤ، یا کترواؤ، یہ نہیں کہ آگے بڑے اور پیچھے چھوٹے کروالیے گویا ہمارے نوجوانوں کو اتباع تو کرنا چاہیے تھا، حضرت نبی کریم ﷺ کا، مگر وہ انگریز کا اتباع کررہے ہیں۔

لفظ ازواج جمع ہے زوج کی اور یہ لفظ عام ہے، اگر مستورات مخاطب ہوں تو کہا جائے کہ تمہارے خاوند تمہارے دشمن ہیں۔ قیامت کے دن بے دین اولاد والدین پر لعنت کی دعا کرے گی۔

وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ۝ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ۝ (الاحزاب: ۶۷، ۶۸)

ترجمہ : اور کہیں گے اے ربّ! ہم نے کہا مانا اپنے سرداروں کا اور اپنے بڑوں کا پھر انھوں نے ہمیں (سیدھے) راستہ سے بہکا دیا۔ اے رب ہمارے ان کو دُگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت ڈال۔

وہ بارگاہِ الٰہی میں عرض کریں گے کہ اے اللہ! ہمارے ابّا اور امّاں پر بڑی لعنت بھیجو۔ انہوں نے ہمیں سکول اور کالج کا دروازہ تو دکھلایا، مگر مسجد کا دروازہ نہ دکھلایا، اولاد کو محض مغربی تعلیم دلانے کا یہ نتیجہ ہوگا۔ چونکہ مَزِلَّةُ الْاَقْدَامِ ہے، اس لئے اللہ نے اس سے

پہلے متنبہ فرمادیا۔ مغربی تعلیم کے باعث علماء کے گھروں میں نماز کا مذاق اُڑایا جاتا ہے۔ میں اس تعلیم کا مخالف نہیں ہوں بلکہ اس طریقِ تعلیم کا مخالف ہوں اور اس کے زہریلے اثرات سے بچانے کیلئے ضروری ہے کہ لڑکوں اور لڑکیوں دونوں کو قرآن کی تعلیم دی جائے۔ اگر آپ استاذ رکھ کر ان کو قرآن کی تعلیم نہیں دلا سکتے تو ان کو چھٹیوں میں درس ہی میں لائیے۔ جمعہ میں بارہ ماہ برابر لائیے۔ لڑکوں کو جمعرات کے دن ذکر میں لائیے۔ لڑکوں اور لڑکیوں کو سکولوں اور کالجوں میں ایمان نہیں سکھایا جاتا۔ اب تو ان کو مغربی تعلیم دلا کر آپ خوش ہوتے ہیں، مگر قیامت کے دن آپ روئیں گے۔ میں چونکہ اس تعلیم کا مخالف نہیں ہوں اس لئے پچیس سال سے میں انجمن حمایتِ اسلام کی بہت سی کمیٹیوں کا ممبر ہوں۔ میں کالج کمیٹی کا بھی رکن ہوں میں اتنی ترمیم چاہتا ہوں کہ اس تعلیم کے ساتھ دین کی بھی تعلیم ہونی چاہیے۔ انگریز کے زمانہ میں ہمیں شطرنجِ سیاست پر کھیلنے کیلئے ہندو اور سکھ کے مقابلہ میں ایم اے، پی ایچ ڈی، بیرسٹر، ڈاکٹر اور انجنیئر وغیرہ کی ضرورت تھی۔ اب وہ بے ایمان نہیں ہے تو بھی ہم کو ان کی جگہ پُر کرنے کے لئے ان ماہرین کی ضرورت پڑے گی۔ میری شکایت ان احباب سے متعلق ہے جو اپنی اولاد کی دینی تعلیم و تربیت کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ اسلئے دینداروں کے گھروں میں بے دینی عام ہو رہی ہیں۔ اس سے ماقبل تو اولاد کو قرآن کی تعلیم سے نا آشنا رکھنے کا نتیجہ آخرت میں نکلے گا وہ میں نے عرض کیا۔ اب دنیا میں جو اس کا نتیجہ نکلتا ہے وہ بھی گوشِ ہوش سے سُنیے۔ میرے ایک دوست تھے۔ وہ تاجر پیشہ تھے۔ اور ان کی تجارت لندن سے ہوتی تھی۔ وہ درس باقاعدہ سنتے تھے۔ اس لئے ان کے خیالات صاف ہو گئے۔ بیوی اور بچوں کو نہ لائے اس لئے وہ قرآن سے نا آشنا رہے۔ آخری عمر میں وہ فالج میں مبتلا ہو گئے۔ میں ان کی بیمار پرسی کیلئے گیا تو انھوں نے مجھے بتلایا کہ میری بیوی کہتی ہے کہ تو وہابی ہے اس نے تجھ کو دوسری منزل میں [illegible] کھانا نہیں بھیجوں گی۔ بچے آکر کھاؤ۔ لڑکے بھی پروا نہیں کرتے۔ [illegible] وقت سے پہلے تیاری کی [illegible] ہے۔ اگر اس وقت بیوی بچوں کو دین نہ سکھلایا

توجب دین اور بے دینی میں ٹکر ہوگی وہ دین کی حمایت نہیں کریں گے بلکہ بے دینی کو پسند کریں گے۔

دوسری لائن رسم ورواج کی ہے۔اس میں بھی بیویاں ہی گمراہ کردیتی ہیں۔آپ درس قرآن، جمعہ کے خطبات اور مجلسِ ذکر میں تشریف لاتے ہیں تو اللہ نے آپ کو دین کی سمجھ عطا فرمادی، وہ نہیں آتیں، ان کو یہ سمجھ نہیں ہے اسلئے وہ وقت پر آپ کو دھوکہ دیں گے اور وہ کافرانہ رسم ورواج اپنی شادی اور غمی میں پوری کردکھائیں گی۔

یہ ہے : اِنَّ مِنۡ اَزۡوَاجِکُمۡ وَاَوۡلَادِکُمۡ عَدُوًّا لَّکُمۡ لیکن اس کا ذمہ دار خاوند ہے۔شیطان نے حوا علیہا السلام سے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ تجھ کو بیٹا دے تو اس کا نام عبدالحارث رکھنا۔حارث شیطان کا نام ہے چنانچہ حوّا نے بیٹے کا یہی نام رکھ دیا۔بیوی نے یہ جرم کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو بھی ان کے ساتھ ہی مجرم ٹھہرایا۔بیوی اگر دین کے معاملہ میں بہکانا چاہے تو اس سے دوٹوک فیصلہ کیجئے اور یہ کہیے کہ مانتی ہے تو مانو ورنہ ابھی طلاق دیتا ہوں۔انشاءاللہ وہ ایک ہی دھمکی سے سیدھی ہوجائے گی۔اس سے صاف صاف کہہ دیجئے کہ میں نے تو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی رکھنا ہے وہ اگر ناراض ہوگئے تو میرا کہیں ٹھکانا نہیں، تو اگر نہ رہے گی تو نہ سہی تیرے جیسی اور کئی مل جائیں گی۔خدا کے فضل سے میری دکان چل رہی ہے یا معقول تنخواہ مل رہی ہے رشتے اور بہت۔اسلئے مرد کو ذمہ دار ٹھہرایا ہے۔یہ آپ کی کمزوری ہے کہ آپ یہ کہہ کر بری الذمہ ہونا چاہتے ہیں کہ مستورات نہیں مانتیں۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو استطاعت عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین یا الٰہ العالمین !

☆ ☆ ☆

عروجِ اقوام کے اسباب

رَبِّ یَسِّرْ وَلَاتُعَسِّرْ وَتَمِّمْ بِالْخَیْرِ وَبِہٖ نَسْتَعِیْنُ .

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَالْعَصْرِ ۙ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۙ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۙ

ترجمہ : زمانہ کی قسم ہے انسان ہمیشہ نقصان میں رہا ہے مگر وہ لوگ (اس نقصان سے بچ گئے) جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور آپس میں اتباعِ حق کی وصیت کی (اور آپس میں اتباعِ حق میں آنے والی مصیبتوں میں) صبر کی تلقین کی۔

ربط آیات سورۂ عصر :

قوم کو زندہ کرنے کے لئے یہ بہترین طریقہ ہے کہ پہلے ان کے اندر جذباتِ صادقہ پیدا کئے جائیں، جن کو ایمان کہا جاسکتا ہے، پھر عملی قدم اُٹھایا جائے جس کو عملِ صالح سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ بعد ازاں اپنے خیالات ہر فردِ انسانی تک پہنچائے جائیں جس کو تواصی بالحق کہا جاتا ہے اور شرکاءِ کار کو ہر مصیبت میں استقامت کی تلقین کی جائے جسے تواصی بالصبر کہتے ہیں۔

احادیث متعلقہ سُورۃ العصر:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ : آنحضرت

ﷺ نے فرمایا ہے، جس شخص سے عصر کی نماز فوت ہوگئی۔ پس گویا کہ اس کا اہل اور مال چھین لیا گیا۔ (متفق علیہ)

حضرت انسؓ سے مروی ہے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ایسے وقت میں عصر کی نماز پڑھا کرتے تھے جبکہ سورج بلند اور پوری روشنی سے چمکتا تھا۔ پھر جانے والا مدینہ منورہ کے اوپر کے حصہ میں جاتا تھا۔ وہاں پہنچنے کے بعد بھی سورج ابھی بلند ہوتا تھا، اور مدینہ منورہ کے بعض اوپر کی طرف کے حصے تقریباً چار میل دور ہوتے تھے۔ (متفق علیہ)

حضرت انسؓ سے مروی ہے، فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے یہ منافق کی نماز ہے بیٹھ کر سورج کا انتظار کرتا ہے جس وقت سورج کا رنگ زرد ہو جاتا ہے اور (غروب کے وقت) شیطان کے دو سینگوں میں آجاتا ہے اس وقت کھڑا ہو کر چار ٹھونگے مارتا ہے اللہ تعالیٰ کو اس میں بہت تھوڑا یاد کرتا ہے۔ (رواہ مسلم)

موضوع سُورۃ :

موضوع سورۃ وہ چیز ہے، جو ساری سُورۃ کی تعلیم کا نچوڑ ہو۔ اسے اگر درخت کے بیج سے تشبیہ دی جائے۔ تو بے جا نہیں۔ جس طرح بیج زمین میں مدفون ہے۔ گہری کُرید کے بعد بھی اس کا پتہ لگانا مشکل ہے، ہاں ہر عقل مند اُستاد کی توجہ اور تنبیہ کے بغیر بھی اپنی خداداد ذہانت سے اس امر پر یقین رکھتا ہے کہ کوئی درخت بغیر بیج کے نہیں ہوسکتا۔ اور ہر تنے ہر شاخ، ہر پتے، ہر پھل ہر دانہ میں اُسی کا ظہور ہے، بعینہ یہی حال موضوع سورۃ کا ہے۔ اور اس سورۃ کے ہر رکوع، ہر آیت کو اس سے تعلق و رابطہ ہے، اگرچہ وہ لطیف اور باریک کیوں نہ ہو۔

موضوع سورۃ العصر :

سورۃ العصر کا موضوع ''عروجِ اقوام کے اسباب'' ہے۔

انسانی قسم :

قرآن حکیم کی قسموں اور انسانی قسموں میں بہت بڑا فرق ہے، آدمی جس چیز کی قسم کھاتا ہے، اسے اپنے دل پر گواہ بناتا ہے کہ جو چیز میرے دل میں ہے اگر اس کے خلاف میں نے ظاہر کیا، تو وہ ذات پاک جو میرے دل کے رازوں کو جاننے والی ہے مجھے اس جھوٹ پر سزا دے گی۔ اسلامی عقیدے میں چونکہ خدائے قدوس **وحدہٗ لاشریک لہٗ** کے سوا کوئی شخص دل کی باتوں کو جاننے والا نہیں ہے۔ اس لئے سوائے اللہ تعالیٰ کے نام پاک کے اور کسی کے نام کی قسم بھی جائز نہیں۔

اقسام القرآن :

ہر عقل مند سمجھ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انسانی معنیٰ کی قسم کھانے سے پاک ہے نہ وہ کسی سے ڈرتا ہے اور نہ اس کے ارادوں کو کوئی جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسموں کی منشاء یہ معلوم ہوتا ہے کہ مقسم بہ (جس چیز کی قسم کھائی جائے) کو مقسم علیہ (جس مضمون پر قسم کھائی جائے یعنی جواب قسم) پر گواہ بنایا جاتا ہے جس طرح مدعی کے راست بیان اور گواہوں کے بیانات میں جج غور کرتا ہے اور ان بیانات کی شہادت پر مدعی کا دعویٰ ثابت کرتا ہے۔ اس طرح مقسم بہ میں غور کرنے سے یقیناً اس دعویٰ کی تصدیق ہو جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ بندے کی ذہن نشین کرانا چاہتا ہے۔ جسے اصطلاح نحو میں جواب قسم کہتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ : وَالْعَصْرِ o اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ o

شواہد التفاسیر :

والعصر قال مقاتل اقسم سبحانہ بصلوۃ العصر لفضلھا. (روح المعانی ص ۲۲۷) **و قیل اقسم عزوجل لوقت تلک الصلوۃ** (روح المعانی ص ۲۲۸) **و** [قـ]ال ابن عباسؓ ھو الدھر اقسم عزوجل بہ لا شتمالہ علی اصناف العجائب (روح

المعانی ص ۲۲۸) عن الشافعی علیه الرحمة انه قال لو لم ینزل غیر هذه السورة لکفت الناس لانها شملت جمیع علوم القران (روح المعانی ص ۲۲۷) القول الثالث وهو قول مقاتل اراد صلوة العصر (تفسیر کبیر ص ۴۷۰) القول الثانی وهو قول ابی مسلم المراد بالعصر احد طرفی النهار (تفسیر کبیر ص ۴۷۲) اعلم انهم ذکر وافی تفسیر العصر اقوالًا الاول انه الدهر. (تفسیر کبیر ص ۴۷۵) ان الانسان لفی خسر. ای جنس الانسان لفی خسر. (مدارک التنزیل ص ۴۰۵)

شہادت نامہ :

روز روشن کی طرح زمانہ کی شہادت موجود ہے (جس کی ترجمانی صحیح تاریخی کتب اقوامِ عالم کرتی ہیں) کہ جس قدر قومیں پردۂ عدم سے صفحۂ ہستی پر آئیں، سب کی سب خسارہ میں رہیں۔ ہاں وہ قومیں اس خسارہ سے محفوظ رہیں جو سورۃ عصر کے بیان کردہ چار اصول کی پابند تھیں۔

تفصیل اُصولِ اربعہ :

مذکورۃ الصدر چار اصولوں میں سے ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ بیان انسب معلوم ہوتا ہے۔

جملہ معترضہ :

قرآن حکیم چونکہ نوع انسانی کا معلم ہے۔اس لئے اس تعلیم کے مخاطب مسلم وغیر مسلم دونوں ہیں۔لہٰذا ان اصولوں کو ہر دو مخاطبین کی اصطلاح میں پیش کیا جائیگا۔

اصل اول :

قولهٗ تعالیٰ : اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۔ترجمہ : جو لوگ ایمان لائے۔

تشریح بہ اصطلاح مسلم :

مسلم کی اصطلاح میں ایمان کا مفہوم یہ ہے کہ احکم الحاکمین عزّ اسمہ وجلّ مجدہ کی طرف سے جو ہدایات بذریعہ انبیاء علیہم السلام نازل ہوئی ہیں، اُن پر عمل کرنے کے لئے دل کو تیار کر لینا۔

توضیح بہ اصطلاح مسلم :

اگر ہمارا مخاطب اصول شرع سے نا آشنا ہے، تو اس سے یہ کہیں گے کہ اگر دو قوموں میں تصادم اور کشمکش ہو تو وہی قوم غالب آئے گی جو علومِ صحیحہ کی حامل ہو۔ بلکہ آئندہ جو تین اصول آرہے ہیں، ان کی بھی پابند ہو۔ اور وہ قوم یقیناً نقصان اٹھائے گی۔ وہ مقابلہ میں آکر جہالت کی ظلمت میں ٹھوکریں کھائے گی، اور بُری طرح صفحۂ ہستی سے ذلیل کر کے مٹادی جائے گی۔

ہر دو اصطلاح میں یک رنگی :

اگر حقیقت شناس نگاہ سے دیکھا جائے، تو ہدایاتِ الٰہیہ پر ایمان لانا (بہ اصطلاح اوّل) اور علوم صحیحہ کا حامل ہونا، بہ اصطلاح دوم حقیقت میں ایک ہی چیز ہے۔ جس کے دو عنوان ہیں کیوں کہ دنیا کے علومِ مروجہ میں دو قسم کے علوم ہیں۔ ایک مُنزّلہ جو احکم الحاکمین کی جانب سے نازل شدہ ہیں۔ اس قسم کے علوم کی تمام قومیں یہود، نصاریٰ، مجوس، ہنود، سکھ اور مسلمان قائل ہیں، اور ہر قوم ان علوم کو بہترین تصور کرتی ہے اور دوسرے مخترعہ، جو عقلِ انسانی اپنی غور و فکر سے تجویز کرتی ہے۔ پہلی قسم کے علوم قطعی ہوتے ہیں اور دوسری قسم کے ظنّی کہلاتے ہیں جن میں ہمیشہ ترمیم و تنسیخ ہوتی رہی ہے اور ہوتی رہے گی۔

لہٰذا تصادم اور تعارضِ اقوام میں وہی قوم غالب آئے گی۔ جو علومِ الٰہیہ کی حامل ہو، جو کہ اعلیٰ درجہ کے صحیح اور قطعی ہیں علاوہ اس کے ان تین اصول کی بھی پابند ہو جو آگے

آ رہے ہیں۔ تب پوری اور قائم رہنے والی کامیابی کا منہ دیکھے گی اور جو قوم اس سے عاری اور نا آشنا ہوگی، وہ علوم ظنیہ اور مخترعہ کی خواہ کتنی ہی ماہر کیوں نہ ہو، اور مادیت میں خواہ کتنی ہی بلند پایہ اور افلاطونِ زماں کیوں نہ ہو، لیکن تجربہ یہی بتلاتا ہے کہ پہلی فاتح اور دوسری مفتوح پہلی کامیاب اور دوسری ناکام رہی ہے۔

قولہ تعالیٰ : وَعَمِلُو الصَّالِحَاتِ۔ ترجمہ : اور جنہوں نے اچھے کام کئے۔

اصلِ دوم :

فقط علوم صحیحہ کا حامل ہونا کامیابی اور بامرادی کا کفیل نہیں بلکہ ان اصول کو عملی جامہ پہنانا بھی لازمی ہے، مثلاً اگر دو قومیں علوم صحیحہ کی حامل ہوں تو ان میں سے کامیاب وہ ہوگی جو پُر حکمت اصول پر عمل پیرا ہے اور جو ہاتھ پاؤں توڑ کر بیکاری کے نشہ میں مست ہے وہ نامراد رہ جائے گی۔

تمثیل :

مثلاً جب سیّد المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین محمد رسول اللہ ﷺ کے آفتابِ نبوت نے طلوع کیا، اور ہدایاتِ قرآنی کی بارش آسمان سے شروع ہوئی۔ تو اس وقت توراۃ بھی (بعض مفسرین کی رائے پر) محفوظ تھی جو ہمارے عقیدہ میں بھی کتاب اللہ منزل من اللہ ہے۔ لیکن اس کی حامل جماعت ان ہدایات پر عمل کرنے سے قاصر تھی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اسلام اور یہودیت کی ٹکر میں پاش پاش ہوگئی اور اسلام کے نور نے تمام دنیا کے قلوب پر اپنا قبضہ جمالیا۔

اصلِ سوم :

قولہٗ تعالیٰ : وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۔ ترجمہ : اور آپس میں اتباع حق کی وصیت، وتواصوا بالحق ای وصی بعضھم بعضا بالأمر الثابت الذی لاسبیل الی

انکارہ ولازوال فی الدارین المحاسن آثارہ وھو الخیر کلّہ۔(روح المعانی ص ۲۲۹) بالامر الثابت الذی لایسوغ انکارہ وھو الخیر کلہ ۔(مدارک ص:۴۰۵)
اگر چہ پہلے دو اصول پر عمل کرنے سے کامیابی کا خوشنما چہرہ رونما ہوگا۔لیکن اس کامیابی کے بقاء کیلئے مندرجہ ذیل سعی لازمی ہے۔

بقاءِ تحریک کا گُر :

جہاں دُنیا میں آمدورفت کا سلسلہ جاری ہے۔کوئی تحریک اس دارِ فانی میں کبھی بھی زندہ نہیں رہ سکتی۔ جب تک اس کے بانی اور چلانے والے اپنے حلقہ اثر ے وسیع کرنے کی کوشش نہ کریں تا کہ ان کے معاونین وہم خیالوں کا حلقہ اس قدر وسیع ہوجائے کہ جس وقت وہ لوگ پیغامِ اجل کو لبیک کہیں تو اس تحریک کو دوسرے لوگ فوراً سنبھال لیں علی ہذا القیاس۔ جب تک یہ سعی بلیغ ہر نسل کے لوگ جاری رکھیں گے۔ وہ تحریک زندہ بامراد اور کامیاب رہے گی۔

اصل چہارم :

قولہٗ تعالیٰ : وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۔ترجمہ: اور ایک وسرے کو صبر کی وصیت کی۔و تواصوا بالصبر علی الطاعات التی یشق علیھ اداء ھا و علی یبتلی اللّٰہ تعالیٰ بہ عبادہ من المصائب۔(روح المعانی ص:۲۲۹)عن المعاصی وعلی الطاعات وعلٰی یبلو بہ اللّٰہ عبادۃ۔(مدارک ص:۴۰۵) پہلے تین اصول مذکورہ پر عمل کرنے سے کامیابی کا ظہور لازمی ہے اور بقاء کے آثار بھی رونما ہوں گے۔لیکن بقاء حقیقی ودائمی فقط اسی صورت میں نصیب ہوگا جب اس تحریک اور اس سلسلہ کے حامی کارا ور معاونین اپنے مقصد کی تکمیل میں ہر مصیبت میں سینہ سپر ہونے کے لئے تیار ہوں اور اگر مقصد کی تکمیل میں مصائب و تکالیف سے جی چُرایا گیا۔تو آئندہ کی سرفرازی وہمِ باطل اور حاصل شدہ

کامیابی معدوم ہو جائے گی۔

حاصل اُصولِ اربعہ :

(۱) علوم صحیحہ کا حامل ہونا، (۲) علوم صحیحہ پر عامل ہونا، (۳) حلقہ اثر کو ہر ممکن ذریعہ سے وسیع کرنا، (۴) تکمیل مقصد میں ہر قربانی کیلئے آمادہ رہنا۔

اُصول اربعہ کی جامعیّت :

جس طرح ہر قوم کی زندگی کا دار و مدار ان چار اصولوں کی پابندی پر عائد کیا گیا ہے اسی طرح ہر شعبہ زندگی بسر کرنے والوں کی کامیابی کا راز بھی انہیں اصولوں میں مضمر ہے۔ بلکہ ہر شخص کا انفرادی زندگی میں سرسبز و شاداب ہونا بھی انہیں زرین اصول میں منحصر ہے۔ ہاں یہ الگ چیز ہے کہ ہر موقعہ، ہر محل، ہر مقصد کے علوم اپنے اپنے ہوں گے جد و جہد اور سعی کی نوعیت الگ ہوگی۔ قربانی کا رنگ علیحدہ علیحدہ ہوگا۔ اَلْاِعْتِبَارُ وَالتَّاوِیْل۔

مسلمانوں کی ذلت کا باعث :

برادران اسلام! افسوس صد افسوس! مسلمانوں کی ذلت کا باعث اپنے اصول صحیحہ کی گم کردگی ہے، وہ قوم جو مردہ قوموں میں زندگی کی روح پھونکنے کیلئے دنیا میں آئی تھی۔ وہ قوم جو خفتہ قسمت والوں کی قسمت کو بیدار کرنے کیلئے آئی تھی۔ جو قوم جاہل قوموں کے سینوں کو نورِ الٰہی سے بھرنے کیلئے آئی تھی۔

آج نیم بسمل ہو کر دم توڑ رہی ہے اپنے اسلاف کی پیدا کی ہوئی بیداری کو خوابِ غفلت کے پردہ میں چھپا رہی ہے جس کے اسلاف کے سینے نورِ الٰہی سے بھرپور تھے۔ آج جہالت کا شکار ہو رہی ہے۔ وہ قوم جس کی غلامی پر غیر مسلم فخر کیا کرتے تھے، آج وہ غیر مسلموں کی غلامی کو فخر سمجھتی ہے۔ ع تفو بر تو اے چرخ گرداں تفو

اے بدنام کنندۂ نکونام مسلمان بھائیو! پانی سر سے گزر چکا ہے۔ حالت یاس تک پہنچ چکی ہے۔ لیکن ....

چھپا دست ہمت میں زورِ قضا ہے
مثل ہے کہ ہمت کا حامی خدا ہے
چہ غم دیوار امت راکہ دارد چوں تو پشتیبان
چہ باک ازموج بحر آنرا کہ دارد نوح کشتیبان

آج بھی مسلمان اگر سورہ عصر کے اُصولِ اربعہ پر عامل ہو جائیں تو بامداد الٰہی ساری دنیا کی قوموں سے میدان عزت ورفعت میں گوئے سبقت لے جاسکتے ہیں اور ان کو مالک الملک کی بارگاہ سے سردار اقوام عالم کا ممتاز لقب بآسانی مل سکتا ہے یہی وہ راز تھا جس نے ابتداء اسلام میں مٹھی بھر مسلمانوں کو بڑی بڑی زبردست سلطنتوں پر فاتح بنا دیا تھا۔ **وَمَا النَّصۡرُ اِلَّا مِنۡ عِنۡدِ اللّٰہِ۔**

تمثیل :

ہم مسلمانوں کی مثال اس مریض کی سی ہے جو حکیم حاذق کے پاس جاتا ہے نسخہ لکھواتا ہے مگر نہ ادویات خرید کرتا ہے نہ دوا بناتا ہے نہ استعمال کرتا ہے، نہ پرہیز رکھتا ہے ایسے مریض کی شفا عادۃ اللہ میں ناممکن نظر آتی ہے ہم قرآن حکیم تو پڑھتے ہیں۔ لیکن اقدامِ عمل سے جی چراتے ہیں۔

مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے :

مسلمانوں کا فرض ہے کہ سورۂ عصر کے اصولِ اربعہ کی بطریق ذیل پابندی کریں پھر دیکھیں کہ نصرتِ الٰہی کس قدر اُن کا استقبال کرتی ہے اور بظاہر ناممکن نتائج ممکن ہو کر کیوں کر موسلا دھار بارش کی طرح ان پر برستے ہیں۔

طریق عمل :

(۱) ایمان : ایمان سے مراد فقط تصدیق قلبی نہیں ہے، بلکہ تصدیق کے ساتھ ایک برقی طاقت بھی اس تصدیق کے اثر سے پیدا ہو جائے۔ ایک ایسا سسٹم پیدا ہو جائے جو اعضاء کو مجبور کر کے ارادۂ الٰہی کے ماتحت چلاوے جسے تسلیم کا اثر کہنا چاہیئے۔ جس کا ذکر ”مسامرہ ابن ہمام“ میں پایا جاتا ہے۔ ایمان کیلئے محض تصدیق منطقی کافی نہیں ہے۔

(۲) فقط نجاتِ آخرت کی باتوں پر ہی تصدیق نہ ہو، بلکہ تمدن ومعاشرت، اقتصادیات وسیاسیات کے متعلق بھی جو ہدایات ہوں ان پر بھی اسی درجہ کی تصدیق ہو جس کا ذکر معنی ایمان کے نمبر ا میں آچکا ہے۔

(۲) عمل صالح

(۱) سے مراد فقط نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، تہجد، اشراق، صلوۃ الاوابین ہی نہیں ہے بلکہ تمام ہدایاتِ قرآنی کو عملی جامہ پہنانا مراد ہے تاکہ ”ان تنصروا اللہ ینصرکم“ کے اصول پر ساری خدائی طاقتیں اس قوم کی حمایت کیلئے کمربستہ ہو جائیں۔ قولہٗ تعالیٰ : وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰاةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِنْ رَبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ . (ترجمہ): اور اگر وہ لوگ تورات انجیل اور قرآن پر عمل کرتے اور زمین کے خزانوں سے رزق کھاتے۔

(۲) ہم نے قوانینِ الٰہیہ میں فرق کر رکھا ہے قوانین آخرت کو کم وبیش مان بھی لیتے ہیں۔ لیکن قوانین متعلقہ دنیا سے عموماً اعراض ہے جس کا لازمی نتیجہ ہمارے حق میں بارگاہِ الٰہی سے ذلت کا نزول ہے مثلاً نماز پڑھتے ہیں۔ مگر گلہ کرنے چغلی کھانے جھوٹ بولنے سے کوئی پرہیز نہیں، روزہ رکھتے ہیں لیکن جھوٹی شہادت دینے، جھوٹے گواہ بنانے، بناوٹی مقدمات چلانے سے کوئی احتراز نہیں۔ قرآن کی تلاوت کرتے ہیں مگر بیٹیوں کو حصہ نہ دینے، یتیموں اور بیواؤں کے حق غصب کرنے سے کوئی پرہیز نہیں۔

(۳) تواصی بالحق: فرض تو ہمارا یہ تھا کہ قرآن حکیم کے ہر لفظ، ہر آیت، ہر رکوع ہر سورۃ کے ہم خود عامل ہوتے، اور پھر دوسروں کو ان چیزوں کی تبلیغ کرتے تاکہ قرآن دنیا کے ہر چپہ زمین پر زندہ و درخشندہ نظر آتا۔ عظمت کفر و ضلالت اس کے نور سے صفحۂ ہستی سے پردۂ عدم میں روپوش ہو جاتی۔ آج مسلمانوں نے فرض تبلیغ عموماً ترک کر دیا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اسلامی تعلیم مفقود ہو رہی ہے۔ اخلاق، تہذیب، تمدن، معاشرت اسلام سے لوگ متنفر ہو رہے ہیں .... ع چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

بخلاف اس کے باطل پرست اقوام آریہ عیسائی وغیرہ تبلیغ مذہب میں لگا تار ساعی ہیں م جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ان کی تحریکیں زندہ ہیں، دن دونی رات چوگنی ترقی کر رہی ہیں:

كُلًّا نُمِدُّ هٰؤُلَاءِ مِنْ عَطَاءِ رَبِّكَ وَ مَا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا.

تواصی بالصبر :

اگر پہلے تین اصول مسلمانوں میں آجائیں تو پھر تواصی بالصبر میں یہ قوم کسی سے پیچھے نہیں ہے، بلکہ دنیا بھر کے قوموں سے محنت کے زیادہ عادی، مصیبت میں کودنے والے، لڑنے مرنے کے لئے ہر وقت تیار مسلمان زیادہ پائے جاتے ہیں۔ کمی فقط اس چیز کی ہے کہ جذبات انتقامی ان کے صحیح مصرف پر صرف نہیں ہوتے۔ اگر آج ان جذبات کا مصرف صحیح ہو جائے تو مسلماوں سے زیادہ دنیا میں کوئی قوم مسلمانوں سے بہادر نہیں ہے۔

اِنَّمَا اَشْكُوْ بَثِّيْ وَ حُزْنِيْ اِلَى اللّٰهِ .

عیسائی قوم کی سرفرازی کا راز :

اگر کسی کے دل میں یہ شبہ ہو کہ عیسائی قوم جو دنیا کی اکثر آبادی پر حکمران ہے وہ کب قرآن حکیم کو مانتی ہے اور سورۃ عصر کے اصول کی کب پابند ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ قرآن حکیم کے قانون کے دو حصے ہیں۔ ایک حصہ وہ جس پر

عمل کرنے سے دنیا میں عزت ملتی ہے دوسرا وہ حصہ جس پر عمل کرنے سے آخرت میں عزت ملے گی۔ جو قوم قانونِ الٰہی کے حصہ دنیاوی پر عمل کرے گی وہ دنیا میں بارگاہ الٰہی سے عزت پائے گی اور جو قانونِ الٰہی کے حصۂ آخرت پر عامل ہوگی، وہ آخرت میں بارگاہِ الٰہی میں سرفراز کی جائے گی اور جو دونوں حصوں پر کاربند ہوگی وہ ہر دو جہاں میں معزز وممتاز ہوگی، موجودہ عیسائی قوم اس حصہ قانون الٰہی کی نسبتاً مسلمانان ہندو پاک سے زیادہ پابند نظر آتی ہے، جس سے دنیا میں قبولیت حاصل ہوتی ہے اس لئے دنیا میں سرفراز ہے اور ہندو پاک کے موجودہ مسلمان حصہ قانون آخرت کے بمقابلہ دنیا کے زیادہ پابند نظر آتے ہیں، اس لئے جن کے اندر یہ نور موجود ہوگا، وہ وہاں یقیناً کامیاب ہوں گے مسلمان اگر دنیا کی سرفرازی چاہتے ہیں تو دوسری اقوام سے بڑھ کر پیکر عمل بن جائیں تو خدا تعالیٰ ان کو آگے بڑھا دے گا۔

مَایَفۡعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمۡ اِنۡ شَكَرۡتُمۡ وَ اٰمَنۡتُمۡ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيۡمًا ۔

تا نسوزی در تنورے چوں خلیل

کے بیابی نصرت رب جلیل

اَللّٰهُمَّ اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ.

☆ ☆ ☆

اسلام کا فوجی نظام

الحمد للّٰہ و کفٰی و سلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی ، اما بعد !

استفتاء :

جس طرح دنیا کی زندہ قومیں اپنے حفظ و بقاء کی خاطر تیر و تفنگ سے مسلح رہنا ضروری خیال کرتی ہے، کیا اسلام بھی اپنے تابعداروں کو اغیار کی خورد و برد سے بچانے کی خاطر کیل کانٹے سے لیس رہنے کا حکم دیتا ہے یا نہیں؟

بَیِّنُوْمِنَ الْکِتَابِ تُوْجَرُوْا یَوْمَ الْحِسَاب۔

الجواب :

اسلام اپنے تابعداروں کو ہر شعبۂ زندگی کی بہترین تعلیم دیتا ہے، اخلاقی، معاشرتی، اقتصادی، سیاسی غرضیکہ ہر ایک چیز کا اسلام بہترین معلّم ہے، لہٰذا ناممکن ہے کہ اسلام اپنے متبعین کو ایسی تعلیم سے محروم رکھے، جس کے بغیر کوئی قوم دنیا میں زندہ رہ ہی نہیں سکتی اور نہ ہی اپنے وقار اور واجب التعظیم چیزوں کی حفاظت کرسکتی ہے۔ اس مختصری تحریر میں قرآن حکیم اور احادیث نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روشنی میں فوجی تعلیم کا مسئلہ پیش کیا جائے گا۔

سُبْحٰنَکَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ۝

(۱) فوجی تعلیم کے متعلق قرآن حکیم کے ارشادات ہر مسلمان کو اپنی حفاظت کا سامان تیار رکھنا ضروری ہے۔

قولہ تعالیٰ : وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ، لَاتَعْلَمُوْنَهُمْ، اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَاتُظْلَمُوْنَ.

(سورۃ انفال)

ترجمہ : اور اپنے دشمنوں کے ضرر سے بچنے کے لئے جتنی قوت جمع کرسکو، تیار رکھو اور پلے ہوئے گھوڑوں سے اس سے دھاک پڑے اللہ کے دشمنوں پر اور تمہارے دشمنوں پر دوسروں پر ان کے سوا جن کو تم نہیں جانتے، اللہ ان کو جانتا ہے اور جو کچھ تم خرچ کرو گے اللہ کی راہ میں وہ پورا ملے گا تم کو، اور تمہارا حق نہ رہ جائے گا۔

لفظ قوۃ کی تفسیر :

سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ:

اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ.

ترجمہ : خبردار قوت سے مراد رمی یعنی وہ چیز ہے جسے دور پھینک کر دشمن کو مغلوب کیا جاسکتا ہے۔

چونکہ حضور انور ﷺ کے زمانے میں دُور سے پھینک کر صرف تیروں سے لڑائی ہوتی تھی، اس لئے لوگوں نے رمی کی تیر اندازی سے تفسیر فرمائی۔ ورنہ اصل مقصد یہ ہے کہ وہ آلاتِ جنگ تیار رکھے جائیں جو لڑائی میں دشمن کو مغلوب کرنے میں کام آسکیں۔

(۲) ہر مسلمان کا فرض ہے جب وہ باطل کے مقابلہ اور دشمن سے جنگ کے لئے بلایا جائے، فوراً حاضر ہو۔

قولہ تعالیٰ : يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ، اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ، فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ، اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا، وَيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا

غَیرَکُمْ وَلَا تَضُرُّوْہُ شَیْئًا، وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ. (سورۃ توبہ رکوع نمبر ۶)

ترجمہ: اے ایمان والو ! تم کو کیا ہوا جب تم سے کہا جاتا ہے کہ کوچ کرو اللہ کی راہ میں تو گرے جاتے ہو زمین پر کیا خوش ہو گئے دنیا کی زندگی پر آخرت کو چھوڑ کر سو کچھ نہیں نفع اٹھانا دنیا کی زندگی کا آخرت کے مقابلہ میں مگر بہت تھوڑا اگر تم نہ نکلو گے تو دے گا تم کو عذاب دردناک اور بدلے میں لاوے گا اور لوگوں کو تمہارے سوا اور کچھ نہ بگاڑ سکو گے تم اس کا اور اللہ سب چیز پر قادر ہے۔

(۳) ہر مسلمان حصول رضا الٰہی اور دشمن کو شکست دینے کے لئے جان اور مال دونوں چیزیں خرچ کردے۔

قولہ تعالیٰ: اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ، ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ. (سورۃ توبہ رکوع نمبر ۶)

ترجمہ: نکلو ہلکے اور بوجھل اور اپنی جانوں اور مالوں سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں کوشش کرو۔ یہ بہتر ہے تمہارے حق میں، اگر تم کو سمجھ ہے۔

(۴) ضرورت کے وقت جان اور مال دینے سے جی چرانا علامت نفاق ہے۔

قولہ تعالیٰ: لَا یَسْتَاْذِنُكَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ یُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ، وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ بِالْمُتَّقِیْنَ. اِنَّمَا یَسْتَاْذِنُكَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ فَهُمْ فِیْ رَیْبِهِمْ یَتَرَدَّدُوْنَ.
(سوۃ توبہ رکوع نمبر ۷)

ترجمہ: نہیں رخصت مانگتے (بوقتِ ضرورت) تجھ سے وہ لوگ جو ایمان لائے اللہ پر اور آخرت کے دن پر اس سے کہ لڑیں اپنے مال و جان اور اللہ خوب جانتا ہے ڈر والوں کو وہی مانگتے ہیں، تجھ سے جو نہیں ایمان لائے اللہ پر اور آخرت کے دن پر اور شک میں پڑے ہیں دل ان کے سو وہ اپنے شک ہی میں بھٹک رہے ہیں۔

قولہ تعالیٰ: اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا وَجَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِکَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ.

(سورۃ حجرات رکوع نمبر ۲)

ترجمہ: ایمان والے وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اللہ پر اور اس کے رسول پر پھر شبہ نہ لائے اور لڑے اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جان سے وہ لوگ جو ہیں وہی ہیں سچے۔

(۵) مسلمان محض اپنے مالک کی رضا کے لئے جان و مال دیتا ہے یہ دونوں چیزیں اب اس کی نہیں رہی ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے خرید لی ہیں لہٰذا اب اس کو ان کے بچانے اور مالک کی راہ میں خرچ نہ کرنے کا اختیار نہیں ہے۔

قولہ تعالیٰ: اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ، یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَیَقْتُلُوْنَ وَ یُقْتَلُوْنَ. وَعْدًا عَلَیْهِ حَقًّا فِی التَّوْرٰةِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالْقُرْاٰنِ، وَمَنْ اَوْفٰی بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَیْعِکُمُ الَّذِیْ بَایَعْتُمْ بِهٖ، وَذٰلِکَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ. (سورۃ توبہ رکوع نمبر ۱۴)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کے مال اور جانیں بہشت کے عوض میں خرید لی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑائی کریں گے پھر یہ لوگ کفار کو قتل بھی کریں گے، اور قتل بھی کیے جائیں گے، اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ سچا ہے توراۃ انجیل اور قرآن میں بھی کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر اپنے وعدے کا ایفاء کرنے والا کون ہوسکتا ہے، سو خوشیاں کرو اس معاملہ پر جو تم نے کیا ہے اس سے اور یہی ہے بڑی کامیابی۔

(۶) کوئی مسلمان کسی مسلمان کو (بجز اجازت شرعی) قتل کرے گا تو خدا تعالیٰ کے غضب اور لعنت اور دوزخ کا مستحق ہوگا۔

قولہ تعالیٰ: وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِیْهَا وَ

غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ لَعَنَهٗ وَاَعَدَّلَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا. (سورۃ نساء رکوع نمبر ۱۳)

ترجمہ: اور جو کوئی قتل کرے مسلمان کو جان کر تو اس کی سزا دوزخ ہے پڑا رہے گا اسی میں اور اللہ کا اس پر غضب ہوا اور اس کو لعنت کی اور اس کے واسطے تیار کیا بڑا عذاب۔

احادیث نبویہ متعلقہ جہاد

دارالاسلام اور ملتِ اسلامیہ کی حفاظت سے جی چرانا علامتِ نفاق ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مَنْ مَاتَ وَ لَمْ يَغْزُ وَ لَمْ يُحَدِّثْ بِهٖ نَفْسَهٗ مَاتَ عَلٰى شُعْبَةٍ مِّنْ نِّفَاقٍ. (رواہ مسلم)

ترجمہ: ابو ہریرہؓ سے روایت ہے جو شخص بغیر غزوہ (جنگ دشمنانِ اسلام بصورت وقوع) اور بغیر ارادہ جنگ دشمن (بصورت عدم وقوع) مر گیا تو وہ ایک قسم کے نفاق کی حالت میں مرا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مَنْ لَقِیَ اللّٰهَ بِغَيْرِ اَثَرٍ مِّنْ جِهَادٍ لَقِیَ اللّٰهَ وَفِيْهِ ثُلْمَةٌ. (رواہ ترمذی)

ترجمہ: ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس شخص نے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی (یعنی مرا) اور اس (کے اعمال) میں جہاد کا کوئی اثر نہ پایا گیا تو اس کے ایمان میں نقص ہوگا۔

(۲) ملتِ اسلامیہ کی حفاظت کے لئے تیاری کی ترغیب :

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ احْتَبَسَ فَرَسًا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِيْمَانًا بِاللّٰهِ وَ تَصْدِيْقًا بِوَعْدِهٖ فَاِنَّ شِبَعَهٗ وَرِيَّهٗ وَرَوْثَهٗ وَبَوْلَهٗ فِیْ مِيْزَانِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (رواہ بخاری)

ترجمہ: ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص

نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں (یعنی جہاد وغیرہ) گھوڑا باندھ رکھا، اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے اور اس کے وعدہ کی تصدیق کرنے کے خیال سے پس تحقیق اس کا کھانا، اور پانی اور لید اور پیشاب اس پالنے والے کے ترازو (اعمالِ صالحہ) میں قیامت کے دن شمار کیے جائیں گے۔ (انتہی)

(۳) اسلامی نقطۂ نگاہ میں فوجی کی عزت :

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرَّوْحَةُ وَالْغَدْوَةُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَفْضَلُ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا. (رواہ البخاری)

ترجمہ : سہل ابن سعدؓ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا دن کا پچھلا حصہ یا پہلا حصہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں (یعنی دشمنوں سے جنگ وغیرہ میں) خرچ کرنا ساری دنیا اور جو چیز اس میں ہے سب سے بہتر ہے۔ (انتہی)

فقہائے عظام کے ہاں ملکی عزت وملی حفاظت کی فوجی خدمت کے لئے تیاری ہر مسلمان پر فرض ہے۔

هُوَ فَرْضُ كِفَايَةٍ : كُلُّ مَا فُرِضَ لِغَيْرِهٖ فَهُوَ فَرْضُ كِفَايَةٍ اِذَا حَصَلَ الْمَقْصُوْدُ بِالْبَعْضِ وَاِلَّا فَفَرْضُ عَيْنٍ. (در المختار)

جہاد فرض کفایہ ہے جو چیز کسی دوسری غرض سے لازم کی جائے تو وہ فرض کفایہ ہوتی ہے، بشرطیکہ بعض کے ادا کرنے سے مقصد حاصل ہو جائے ورنہ فرض عین ہوگی۔

قَوْلُهٗ هُوَ فَرْضُ كِفَايَةٍ : قَالَ فِي الدُّرِّ الْمُنْتَقٰى وَلَيْسَ بِتَطَوُّعٍ اَصْلًا هُوَ الصَّحِيْحُ فَيَجِبُ عَلَى الْاِمَامِ اَنْ يَّبْعَثَ سَرِيَّةً اِلٰى دَارِ الْحَرْبِ كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ وَعَلَى الرَّعِيَّةِ اِعَانَتُهٗ اِلَّا اِذَا اَخَذَ الْخَرَاجَ فَاِنْ لَّمْ يَبْعَثْ كَانَ كُلُّ الْاِثْمِ عَلَيْهِ الخ. (رد المحتار)

ترجمہ: جہاد فرض کفایہ ہے در المنتقی والے نے کہا ہے کہ صحیح یہ مذہب ہے کہ جہاد کو

نفلی عبادت ہرگز نہیں کہا جا سکتا۔ لہٰذا امام پر واجب ہے کہ سال میں ایک یا دو مرتبہ دشمنانِ اسلام پر لشکر بھیجے اور رعایا پر اس کی مدد لازم ہے۔ ہاں اگر خراج لے کر دشمنوں سے صلح کر لے تو پھر لشکر کشی کی ضرورت نہیں رہے گی۔ اگر امام دارالحرب پر لشکر کشی نہیں کرے گا، تو سارا گناہ اسی پر ہوگا۔ (انتہی)

الحاصل :

قرآن حکیم کی آیات بینات احادیث نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اور تصریحات فقہائے عظام سے صاف طور پر واضح ہو چکا ہے۔ کہ ہر مسلمان (بشرطیکہ جسمانی نقائص کی وجہ سے معذور نہ ہو) کا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال اور جان دینے کے لئے ہر وقت تیار رہے جب کبھی ضرورت پیش آئے تو کبھی جی نہ چرائے۔ ہوس ملک گیری کے لئے میدان جنگ میں نہ جائے بلکہ مالک حقیقی عز اسمہ وجل مجدہٗ کی رضا حاصل کرنے کے لئے جائے، گویا کہ ہر مسلمان فوج الٰہی کا ریزرو (مخصوص) سپاہی ہے۔

مسلمانان پاکستان کا فرض :

برادرانِ اسلام! جس طرح قرآن حکیم میں دوسرے فرائض کے لئے امر کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے مثلاً : اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ نماز پڑھو، اٰتُوا الزَّکٰوۃَ زکوٰۃ دو۔

بعینہٖ اس طرح اسلام کی حفاظت کے لئے امر کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔

اَعِدُّوْا لَھُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّۃٍ.

(جہاں تک ممکن ہو سکے اعداء اسلام کے مقابلہ کے لئے آلاتِ جنگ اور ان کا علم اور مشق تیار رکھو۔)

لہٰذا مسلمان کا فرض ہے کہ نماز اور روزہ اور حج اور زکوٰۃ کی طرح اپنی حفاظت کا سامان بھی تیار رکھے۔

مشورہ :

میں ہرگز نہیں کہوں گا کہ جس ہتھیار کا رکھنا قانوناً جرم ہے وہ رکھا جائے اور اس کی مشق کی جائے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ جو چیز قانون کے دائرہ کے اندر رہ کر مسلمان رکھ یا کر سکتا ہے وہ ضرور رکھے اور کرے۔ مثلاً جن مسلمانوں کو قانوناً بندوق رکھنے اور چلانے کی اجازت ہے وہ بندوق رکھیں جو تلوار رکھ سکتے ہیں وہ تلوار رکھیں اور ان ہتھیاروں کا استعمال سیکھیں اور جنہیں ان چیزوں کے رکھنے کی قانوناً ممانعت ہے وہ کوشش کریں کہ قانون ان کی شرعی ضرورت کو پورا کرلے۔

پروانۂ امن :

ہر قوم کے لئے ہتھیار پروانۂ امن ہے جس قدر کوئی قوم کیل کانٹے سے لیس ہوگی، اُسی قدر اُس کا رعب ہوگا۔ اور وہ دوسری قوموں کی غاصبانہ نگاہوں سے محفوظ اور ان کی دستبرد سے مامون رہے گی۔

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اصْبِرُوْا وَ صَابِرُوْا وَ رَابِطُوْا،

اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّهُمْ لَايَعْلَمُوْنَ.

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّاالْبَلَاغ.

☆ ☆ ☆

استحکامِ پاکستان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى، اَمَّا بَعْدُ!

صدر محترم، برادرانِ اسلام اور معزز خواتین!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

میری معروضات کا عنوان ''استحکام پاکستان'' ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کی رات کے بارہ بجے ایک انقلاب آیا۔ یعنی ہندوستان کے دو حصوں میں تقسیم ہو جانے کا اعلان کیا گیا۔ ایک حصہ پاکستان کے نام سے موسوم ہوا، اور دوسرے کو انڈین یونین کے نام سے تعبیر کیا گیا۔ انقلاب کے بعد خطۂ پاکستان کی زمامِ حکومت مسلمانوں کی زبردست سیاسی جماعت یعنی مسلم لیگ کے ہاتھ میں دے دی گئی۔

مسلمانانِ پاکستان پر اللہ تعالیٰ کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے ایک حصہ ملک پر انہیں قابض کر دیا تاکہ وہ اپنی خواہش کے مطابق اس ملک کے نظم و نسق کو اسلامی سانچے میں ڈھال سکیں اب مسلمانوں کا فرض ہے کہ اس خداداد نعمت کا شکریہ ادا کریں، اور اسے اپنی پوری قوت صرف کر کے صحیح معنوں میں پاکستان بنائیں۔

قراردادِ مقاصد کی تائید :

وزیراعظم پاکستان ڈاکٹر لیاقت علی خان نے جو قرارداد ۷ مارچ ۱۹۴۹ء کو پاکستان دستور ساز اسمبلی میں پیش کی اور اپنی مفصل تقریر میں جو وضاحت فرمائی۔ وہ دراصل میرے دل کی آواز ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں پورے طور پر اس کا مؤید ہوں۔ اور میری معروضات کا

عنوان ''استحکام پاکستان'' بھی اسی قرارداد کی تائید ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ میں اپنے
الفاظ میں اور کتاب وسنت کی روشنی میں اس چیز کو علیحدہ سانچے میں ڈھالنا چاہتا ہوں۔ اس
معنوی اتحاد کی بنا پر میں پہلے وزیراعظم پاکستان کی قرارداد نقل کرتا ہوں۔ اس کے بعد وزیر
اعظم پاکستان کی تقریر کے چند اقتباسات عرض کروں گا۔ پھر اپنی معروضات پیش کروں گا۔

وزیراعظم پاکستان کی قرارداد:

اس نے جمہور کی وساطت سے مملکت پاکستان کو اختیار حکمرانی اپنی مقرر کردہ حدود
کے اندر استعمال کرنے کے لئے عطا فرمایا ہے، اور چونکہ یہ اختیارِ حکمرانی ایک مقدس امانت
ہے، چونکہ اللہ تعالیٰ ہی کل کائنات کا بلاشرکتِ غیرے حاکمِ مطلق ہے اور جمہور پاکستان کی
نمائندہ یہ مجلس دستور ساز فیصلہ کرتی ہے کہ آزاد خود مختار مملکت پاکستان کے لئے ایک دستور
مرتب کیا جائے، جس کی رو سے مملکت جملہ حقوق و اختیارات حکمرانی جمہور کے منتخب کردہ
نمائندوں کے ذریعہ سے استعمال کرے۔ جس میں اصول جمہوریت وحریت ومساوات و
رواداری اور عدلِ عمرانی کو جس طرح اسلام نے ان کی تشریح کی ہے۔ پورے طور پر ملحوظ رکھا
جائے۔

جس کی رو سے مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائے، کہ وہ انفرادی اور اجتماعی طور پر
اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات ومقتضیات کے مطابق جو قرآن مجید اور سنت رسول میں متعین
ہیں ترتیب دے سکیں۔

جس کی رو سے اس امر کا وافی انتظام کیا جائے کہ اقلیتیں آزادی کے ساتھ اپنے
مذہب پر عقیدہ رکھ سکیں۔ اور اس پر عمل کرسکیں اور اپنی ثقافت کو ترقی دے سکیں۔

جس کی رو سے وہ علاقے جو فی الحال پاکستان میں داخل ہیں یا شامل ہو گئے ہیں
اور ایسے دیگر علاقے جو آئندہ پاکستان میں داخل اور شامل ہو جائیں ایک وفاقیہ بنائیں جس

کے ارکان مقرر کردہ حدود اربعہ و متعینہ اختیارات کے ماتحت خود مختار ہوں۔

جس کی رو سے بنیادی حقوق کی ضمانت کی جائے اور ان حقوق میں قانون و اخلاق عامہ کے ماتحت مساوات حیثیت و مواقع، قانون کی نظر میں برابری، عمرانی، اقتصادی اور سیاسی عدل، خیال، اظہار عقیدہ دین، عبادت اور ارتباط کی آزادی شامل ہوں۔

جس کی رو سے اقلیتوں اور پس افتادہ و پست طبقوں کے جائز حقوق کے تحفظ کا وافی انتظام کیا جائے۔

جس کی رو سے نظام عدل کی آزادی کامل طور پر محفوظ ہو۔

جس کی رو سے وفاقیہ کے علاقوں کی سالمیت اس کی آزادی اور اس کے جملہ حقوق کا جن میں اس کے بحر و بر اور فضا پر سیادت کے حقوق شامل ہیں، تحفظ کیا جائے۔

تاکہ اہل پاکستان فلاح و خوش حالی کی زندگی بسر کر سکیں۔ اقوام عالم کی صف میں اپنا جائز اور ممتاز مقام حاصل کر سکیں۔ اور امن عالم کے قیام اور بنی نوع انسان کی ترقی و بہبود میں کماحقہ اضافہ کر سکیں۔

وزیراعظم پاکستان ڈاکٹر لیاقت علی خاں صاحب کی تقریر کے اقتباسات :

۱) دستور میں ان اصولوں کو ان کی اس تشریح کے مطابق ملحوظ رکھا جائے گا، جو اسلام نے کی ہے۔

۲) کیونکہ اسلام نے دنیا کو جن عظیم الشان نعمتوں سے مالا مال کیا ہے ان میں سے ایک عام انسانوں کی مساوات بھی ہے۔ اسلام نسل، رنگ اور نسب کے امتیازات کو تسلیم نہیں کرتا۔ انحطاط کے دور میں اسلامی معاشرہ ان تعصبات سے نمایاں طور پر پاک تھا۔ جنہوں نے دنیا کے دوسرے حصوں میں انسانوں کے باہمی تعلقات کو زہر آلود کر دیا تھا۔

۳) قرارداد کی اگلی دفعہ میں درج ہے کہ مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائے کہ وہ انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات و مقتضیات کے مطابق جو قرآن مجید اور سنت رسول میں متعین ہیں ڈھال سکیں۔ یہ امر بالکل ظاہر ہے کہ اگر مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائے کہ وہ اپنی زندگی اپنے مذہب کی تعلیمات کے مطابق بنالیں۔ تو اس پر کسی غیر مسلم کو اعتراض نہیں ہوسکتا''۔

۴) مملکت ایک ایسا ماحول پیدا کرے گی۔ جو ایک حقیقی اسلامی معاشرے کی تعمیر میں ممدو معاون ہو''۔

۵) مملکت کے لئے لازم ہے کہ وہ مسلمانوں کی سرگرمیوں کی اس طرز پر رہنمائی کرے کہ ایک ایسا نیا عمرانی نظام قائم ہوجائے جو اسلام کی بنیادی اصول پر مبنی ہو جس میں جمہوریت، حریّت، رواداری اور عمرانی عدل شامل ہوں''۔

۶) کوئی مسلمان ایسا نہیں ہوسکتا، جس کا اس پر ایمان نہ ہو کہ کلام اللہ اور اسوۂ رسول ﷺ ہی اس کے روحانی فیضان کے بنیادی سرچشمے ہیں۔ ان کے متعلق مسلمانوں کے مابین کوئی اختلاف رائے نہیں ہے۔ اور اسلام کا کوئی فرقہ نہیں ہے جو انہیں تسلیم نہ کرتا ہو۔

۷) جناب والا! یہ قوم زبردست کامیابیوں کی روایات رکھتی ہے، اس کی تاریخ شاندار کارناموں کی روایات سے بھرپور ہے۔ اس نے زندگی کے ہر شعبے میں کامیابی کے ساتھ پورا پورا حصہ لیا ہے۔ ہماری قوم کی بہادری کے کارنامے ہماری قوم کی فوجی تاریخ کی زینت ہیں۔ یہ وہ قوم ہے جس کے ارباب نظم ونسق نے ایسی روایات قائم کی ہیں، جو زمانے کے دست بُرد سے اب تک محفوظ ہیں۔

۸) ہمارا مقصد اقتصادی نظام کو اسلام کے بنیادی اصول پر تعمیر کرتا ہے۔ کیونکہ یہ دولت کی بہتر تقسیم میں، اور ناداری کو رفع کرنے میں مدد دیتے ہیں۔

۹) اس کے آرٹ، شعروشاعری، فن تعمیر اور جمالیاتی ذوق کے لئے اسے خراج تحسین

ادا کیا گیا ہے۔ روحانی عظمت کے لحاظ سے یہ قوم عدیم المثال ہے اب پھر یہ قوم راہ عمل پر گامزن ہے۔ اور اگر اسے ضروری مواقع میسر آ جائیں تو وہ اپنی شاندار کامیابیوں کی سابقہ عظیم الشان روایات کو بھی ماند کر کے بہتر کام کر دکھائے گی۔ (''انقلاب'' ۹ مارچ ۱۹۴۹ء)

مبارک باد :

میں وزیر اعظم پاکستان ڈاکٹر لیاقت علی خاں صاحب کی خدمت میں مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں صحیح راستہ سجھایا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ انہیں ان کے ان خیالات کو عملی جامہ پہنانے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ وہ قدامت پرستی اور رجعت پسندی کے طعنوں سے نہ گھبرائیں اور اللہ تعالیٰ انہیں ان پاکیزہ خیالات پر قائم رکھے۔ بقول حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ۔

''سچائی کا پرستار کبھی اس کی پرواہ نہیں کرتا کہ کسی زمانے میں یا طویل عرصہ تک لوگ اس کے ماننے سے آنکھیں چرائیں گے۔ یا ناک بھوں چڑھائیں گے۔ حق اکیلا رہ کر بھی حق ہی رہتا ہے۔ اسے یقین ہے کہ ایک دن ضرور آئے گا جب اس کے جھٹلانے والے زمانے کے دھکے ٹکے کھا کر اس کے دامن میں پناہ لینے پر مجبور ہو جائیں گے''۔

(احسان ۱۵ مارچ ۱۹۴۹ء)

پاکستان کی گراں قیمت :

معزز حضرات! آزاد پاکستان کا بن جانا بے شک خدا تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ لیکن اس نعمت کے حاصل کرنے کے لئے ہمیں جو قیمت ادا کرنی پڑی ہے۔ اس کے تصور سے بھی دل کانپ اٹھتا ہے۔ آنکھوں میں اندھیرا آ جاتا ہے۔ دماغ چکرا جاتا ہے اور بدن لرزہ براندام ہو جاتا ہے۔ دس لاکھ مسلمان مردوں اور عورتوں کی تڑپتی ہوئی لاشوں کا تصور کیجئے۔ جو خون میں لت پت ہوں۔ اور ان کے منہ میں مرتے وقت پانی کا قطرہ بھی

ڈالنے والا کوئی مونس وغم خوار نہ ہو اور ان کی بے گور و کفن لاشیں جنگلی درندوں کی خوراک بنا دی جائیں اور مسلمانوں کی عمر رسیدہ ماؤں کو موت کے گھاٹ اتار کر جوان عورتوں کو ان کے فرزندوں بھائیوں اور باپوں کے سامنے سکھ اور ڈوگرہ خبیث درندے بلکہ درندوں سے بھی بدتر پکڑ کر لے جائیں اور مسلمان اپنی بے بسی اور بے کسی پر آنسو بہاتے ہوئے دیکھتے رہیں اور ساٹھ ہزار کی تعداد میں مسلمانوں کی جوان عورتیں وہ بے ایمان، خبیث پاکستان کی قیمت کے سلسلے میں ہم سے چھین کر لے جائیں۔ حالانکہ میرا عقیدہ تو یہ ہے کہ ایک مسلمان عورت جو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے والی ہو۔ اس کی عصمت کی قیمت میں ہندوستان بھر کے سارے ڈوگرے اور سکھ قتل کر دیئے جائیں تو بھی ایک مسلمان عورت کی عصمت کی قیمت ہرگز ادا نہیں ہو سکتی۔ لیکن ہم نے اپنی کمزوری اور اسلام کے اصول ترک کرنے کی یہ سزا پائی کہ ایک کم ساٹھ ہزار مسلمان خواتین ان خبیثوں کے گھروں میں جا بسی ہیں۔

آزاد پاکستان کی قیمت کے سلسلے میں دہلی کے شہر میں دس ہزار مسلمانوں کا قتل ہونا اور دہلی کے ارد گرد چالیس ہزار مسلمانوں کا قتل ہونا۔ اس کے علاوہ صوبہ بہار میں مسلمانوں کا قتل عام ہونا۔ اس کے بعد مشرقی پنجاب میں دس لاکھ مسلمانوں کا قتل ہو جانا اور ساٹھ ہزار خواتین کے اغوا ہو جانے کے علاوہ (۶۵) لاکھ مسلمانوں کا اپنے وطن و دیار سے بے خانماں ہو کر حدود پاکستان میں آنا بھی ہے۔ جن میں اب تک بکثرت ایسے ہیں جن کے رہنے کے لئے مکان نہیں۔ کھانے کے لئے روٹی نہیں۔ بے کسی اور بے بسی کی زندگی گزارتے ہوئے موت کا انتظار کر رہے ہیں۔ یہ ایک ایسا حادثہ ہے جن کی مثال تاریخ میں کم ہی ملے گی۔

گراں قیمت پاکستان کی قدر و منزلت :

معزز حضرات! جو چیز جس قدر زیادہ گراں قیمت ہو اس کی قدر و منزلت بھی اسی

قدر زیادہ ہوتی ہے۔ لہذا ہمارا فرض ہے کہ اس آزاد پاکستان کی پوری پوری قدر کریں اور اسے ایسا بنا دیں کہ تمام ممالک کے لئے بالخصوص اپنے ہمسایہ ملک انڈین یونین کے لئے باعث رشک ہو۔ ہمارا نظام ان سے اعلیٰ ہو، ہماری تنظیم ان سے زیادہ مضبوط ہو، ہمارا تعلیم یافتہ نوجوان ان کے تعلیم یافتہ نوجوان سے زیادہ روشن دماغ، عالی ہمت، دوراندیش، معاملہ فہم، قومی ترقی کا فدائی، اپنے ملک کے اصلاح کا شیدائی، مسکین نواز، غیرت مند، غریب پرور، ایمان دار، خدا پرست اور خدا ترس ہو۔

معزز حضرات! آزاد پاکستان کے نظم ونسق اور یہاں کے باشندوں کے متعلق جو کچھ میں نے عرض کیا ہے بفضلہٖ تعالیٰ ہمارے پاس ایسی ترقی کے لئے ہر قسم کے وسائل موجود ہیں۔ وسائل کی دو قسمیں ہیں۔ مادی، دوسرے روحانی۔

ترقی کے مادی وسائل :

(۱) غلہ : خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہمارے آزاد پاکستان میں غلہ اتنا پیدا ہوتا ہے کہ ہماری ضروریات کے لئے کافی ہے۔ بلکہ غلے کی اتنی کثرت ہے کہ کروڑوں من غلہ اسی پاکستان سے انگریز جمع کر کے یورپ کو بھیجتا تھا۔ کراچی کی بندرگاہ پر غلہ کی لاکھوں بوریاں ہر وقت جمع رہتی تھیں، جو یورپین جہاز ڈھونڈتے رہتے تھے۔

ابھی چند سال کا واقعہ ہے کہ ریاست بہاولپور میں غلہ باہر نہ جانے کے باعث ایک روپیہ من ہو گیا تھا۔

(۲) کپڑا : کھانے کے علاوہ انسان کو تن ڈھانکنے کے لئے کپڑے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہمارے ملک میں کپاس کی اتنی پیداوار ہے کہ اگر ہم کپاس روئی کو دوسرے ملکوں میں نہ بھیجیں تو پاکستان کے باشندوں کی ضروریات کے لئے کافی سے زائد کپڑا مہیا ہو سکتا ہے اگر دوسرے آزاد ممالک کی طرح ہمارے مردوں اور عورتوں کے اندر

یہ جذبہ پیدا ہو جائے کہ اپنے ملک کے باشندوں ہی کی جیب میں ہی ہماری کمائی جائے۔ اور جب تک حکومت پاکستان اپنے ہاں نفیس کپڑے بنانے والے کارخانے جاری کرے اس وقت تک ہم اپنے دیس کے بنے ہوئے کپڑے پہنیں۔ یورپ، امریکہ اور جاپان کے نفیس اور دلکش کپڑوں کی بجائے ہم اپنی دیسی کھڈیوں کا کپڑا استعمال کریں۔ میں یقین کرتا ہوں کہ اس جذبہ کے باعث ایک تو کپڑے کے سلسلہ میں لاکھوں انسان برسر روزگار ہو جائیں گے۔ ہزاروں بیوگان اور محتاج خواتین سوت کات کر اپنی روزی کما لیں گی۔ اور ہزاروں روئی دھننے والوں کے بال بچے پیٹ بھر کر کھانا کھائیں گے اور لاکھوں جولاہوں کے بچے خوش حال نظر آئیں گے۔ اور ہزاروں دھوبیوں کے رزق کا دروازہ کھل جائے گا۔ ہمارے خداداد آزاد پاکستان میں اس ایک کپڑے کے سلسلے میں ہزاروں کیا بلکہ لاکھوں غریب برسر روزگار ہونے کے باعث حکومت پاکستان کو اپنے حق میں رحمت خیال کریں گے اور حکام پاکستان کی تعریف میں رطب اللسان ہوں گے۔ اس سلسلے کے جاری کرنے میں دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ مملکت پاکستان کا سرمایہ اپنے ملک ہی کے اندر رہے گا اور وہ اقتصادی طور پر نہایت مضبوط ہو جائے گا۔

(۳) چمڑا: ضروریات زندگی میں انسان کو کھانے اور کپڑے کے علاوہ جوتے کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ آزاد پاکستان کے زرعی ملک ہونے کے باعث یہاں بھیڑ، بکری، گائے، بھینس اور اونٹ کی بھی بہتات ہے۔ اور کروڑوں من چمڑا پاکستان سے غیر ممالک کو جاتا ہے۔ اگر ہمارے مردوں اور خواتین میں یہ جذبہ پیدا ہو جائے کہ اپنے دیس کے تیار شدہ چمڑے کے جوتے پہنیں گے۔ جس طرح انگلستان میں مدت ہائے مدیدہ تک بانی برٹش کا دستور جاری رہا کہ فقط اپنے ملک کی مصنوعات خریدو۔ اسی طرح حکومت پاکستان ''بانی پاکستان'' کا قانون بنا دے کہ فقط پاکستان کی مصنوعات خریدا کرو۔ تو

ہمیں باہر سے رنگا ہوا چمڑا منگوانے کی ضرورت ہی پیش نہیں آئے گی۔

چمڑا کے رنگنے کے لئے عام طور پر کیکر کی چھال کام آتی ہے۔ بفضلہ تعالیٰ ہمارے پاکستان میں کیکر بکثرت پایا جاتا ہے جب تک حکومت پاکستان یا دوسرے سرمایہ دار اعلیٰ درجہ کا چمڑا رنگنے والے کارخانے قائم نہ کریں۔ اس وقت تک اپنے ملک کا رنگا ہوا چمڑا جس قسم کا بھی میسر آئے اسے ہی استعمال کیا جائے۔ تاکہ اس چمڑے کے سلسلے میں جو کروڑہا روپیہ دوسرے ممالک ہم سے کما کر لے جاتے ہیں وہ ہمارے ہی ملک میں رہے اور یہ تب ہی ہوسکتا ہے کہ ہم باشندگانِ پاکستان اپنے ملک کو خوش حال بنانے کا جذبہ صادقہ اپنے اندر پیدا کریں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ اس سلسلہ میں لاکھوں آدمی بے روزگار برسرِ روزگار ہو جائیں گے، اور ان کے عیال و اطفال خوش حال ہوں گے، اور یہ غریب طبقہ حکومت پاکستان کے بقاء اور حکام پاکستان کی حسن تدبیر کے لاکھوں گواہ اور دعا گوں ہوں گے۔ جس ملک کے عوام آسودہ ہوں گے وہی ملک دنیا میں خوش حال کہلاتا ہے۔ ورنہ مٹھی بھر سرمایہ دار تو ہر جگہ خوش ہوا کرتے ہیں اور پھر اس عوام طبقہ کی دعاؤں کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس ملک کا حامی اور ناصر ہوگا۔ وَ مَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ۔

(۴) دوا: کھانے، کپڑے اور جوتے کے علاوہ انسان کو دوا کی بھی وقتاً فوقتاً ضرورت پیش آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ دوا کے سلسلے میں بھی پاکستان کو کسی دوسرے ملک کا دست نگر ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ اس سلسلے میں بھی وہ چیز ضروری ہے جو میں پہلے عرض کر چکا ہوں۔ کہ باشندگانِ پاکستان کے دل میں اپنے ملک کی ترقی اور اپنے ملک والوں کی خوشحالی کا جذبہ اپنے نفس کی خواہش سے بڑھ چڑھ کر پیدا ہو جائے۔ تب کامیابی ہوسکتی ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے ہی ملک سے انگریز خام ادویات لے جاتا ہے۔ اور ان کے جوہر نکال کر اور نئے نام رکھ کر ہمارے ہاں واپس بھجوا دیتا ہے آپ اندازہ لگائیں کہ یہاں سے سات ہزار میل کے فاصلہ پر ان ادویات کے لے جانے اور پھر سات ہزار میل

کے فاصلے پر واپس لانے میں کتنا خرچ ہوتا ہوگا اور یہ سارا خرچ مریض کے جیب سے نکالا جاتا ہے۔ یہ تو بار برداری کا خرچ ہے۔ اس کے علاوہ یہاں سے لے جانے والی کمپنیاں اور وہاں سے لانے والی کمپنیاں۔ اور وہاں کے ادویات تیار کرنے والے کارخانوں کا منافع خرچ بھی انہی ادویات پر پڑتا ہے۔ اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ولایت سے منگوائی ہوئی ادویہ کس قدر گراں پڑتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ڈاکٹری علاج بمقابلہ یونانی علاج کے بہت گراں قیمت ہوتا ہے۔ اسی لئے غریب طبقہ کے لوگ یہ علاج نہیں کرا سکتے۔ میں اسی کی بنا پر میں تو ڈاکٹری علاج کے بجائے یونانی علاج کو پسند کرتا ہوں۔

ہاں یہ بھی عرض کروں گا کہ اگر چہ ... ہماری صحت ... کا ... ہے ... نے ایسے ذرائع قصداً استعمال کئے ہیں جن کے باعث ہماری ذہنیت ایسی ہو گئی ہے کہ ہم ... علاج سے متنفر اور ڈاکٹری علاج کے دلدادہ ہو گئے ہیں۔ میں یہاں ان ذرائع پر بحث کرنا اپنے موضوع سے خارج سمجھتا ہوں۔ اس لئے ان کا ذکر نہیں کرتا۔

(۵) پٹ سن: مملکت خداداد اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک ایسی پیداوار کی مالک ہے۔ جو روئے زمین پر اور کہیں نہیں ہوتی۔ میری مراد پٹ سن سے ہے، جو کروڑوں روپوں کی قیمت کی وصول ہو جاتی ہے۔

پانچ چیزوں کا نتیجہ

جس سلطنت کے پاس مادی ذرائع میں سے اپنے ملک کے باشندوں کے لئے کپڑا، پاؤں میں جوتا، علاج کے لئے ادویہ موجود ہوں۔ اور گجرات، شاہ پور، میانوالی، راولپنڈی اور پشاور کے بہادر نوجوانوں کی سربکف، جذبۂ جہادِ اسلامی سے معمور فوج موجود ہو، جن کے مقابلے میں انڈین یونین کی مدراسی فوجیں شیر کے مقابلے میں لومڑی کا حکم رکھتی ہوں۔ اور جس مملکت کے اسلامی ہونے کے باعث خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ روحانی طاقتیں بھی

پشت پناہی کے لئے چشم براہ ہوں۔ کیا اس پر کبھی کفر غالب آسکتا ہے؟ ہرگز نہیں!

معزز حضرات! اس وقت تک میں نے آزاد پاکستان کی ترقی کے مادی وسائل پر بحث کی ہے۔ اب حکومت پاکستان کی ترقی کے روحانی وسائل کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ یہ روحانی وسائل بفضلہٖ تعالیٰ حکومت پاکستان کے لئے مخصوص ہیں۔ نہرو اور پٹیل کی حکومت کے لئے یہ وسائل کلیتہً مفقود ہیں اور حکومت پاکستان کی ترقی کے یہ وسائل مادی وسائل سے زیادہ زبردست اور طاقت ور ہیں۔ یہ روحانی وسائل ایسے ہیں کہ اگر یہ ہاتھ آجائیں اور مادی وسائل کمزور ہوں تو بھی مسلمان سلطنت مادی وسائل والی سلطنت پر یقیناً فتح پالیتی ہے۔ یہی وہ وسائل تھے جنہیں مہیا کرکے عرب کا بادیہ نشین بدو کسریٰ اور قیصر کی تربیت یافتہ اور کیل کانٹے سے لیس فوجوں کے مقابلے میں ڈٹ جاتا ہے۔ اور ٹڈی دل فوج کو شکست دے کر حمد وثنا الٰہی کا گیت گاتے ہوئے واپس آتا ہے۔ (خالد بن ولیدؓ نے جنگ موتہ میں اپنے سے پچاس گنی فوج کو جو سلطنت روما کی قواعددان اور آئینی فوج تھی۔ اپنے رضا کاروں کی معیت و معاونت سے شکست دے دی تھی۔ (رحمت للعالمین جلد سوم صفحہ نمبر ۳۰۱)

اِستحکام پاکستان کا پروگرام

معزز حضرات! استحکام پاکستان کے لئے میرے خیال میں پانچ چیزیں بطور سنگِ بنیاد کے اشد ضروری ہیں۔ اگر ذمہ دارانِ حکومتِ پاکستان ان پانچ چیزوں پر حکومتِ خداداد پاکستان کی بنیاد رکھ دیں۔ تو یہ مملکت خداداد ایسی مضبوط، مستحکم اور طاقت ور ہوجائے گی کہ حوادث کے طوفان اور مخالفینِ اسلام کی زلزلہ خیز کوششیں بھی اسے کوئی گزند نہ پہنچا سکیں گی۔ بلکہ اس سے ٹکرا کر خود پاش پاش ہوجائیں گی۔ وَاللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ۔

(۱) ذاتی مفادات کی قربانی:

ذمہ دارانِ حکومتِ پاکستان دل میں اس بات کا عہد کرلیں کہ ہم ہر موقع پر ذاتی

مفاد کو قومی مفاد پر قربان کر دیں گے۔ بجائے اس کے کہ ہم اپنے آپ کو سرسبز و شاداب کریں۔ ہم مسلمان قوم کو سربلند و سرفراز دیکھنا چاہتے ہیں۔ ہم حاکمانہ اقتدار کے ذریعہ سے اقربا نوازی اور دوست پروری کی لعنت سے ہمیشہ پرہیز کریں گے اور ہر ایک موقعہ پر حق بحقدار رسید کو اپنا شیوہ بنائیں گے۔ چنانچہ قرآن مجید و فرقان حمید اسی چیز کی طرف مندرجہ ذیل آیت میں ہماری رہنمائی فرماتا ہے:

قولہ تعالٰی : اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ، اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ، اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًاۢ بَصِيْرًا۔ (سورۃ النساء رکوع نمبر ۸ پارہ نمبر ۵)

ترجمہ : اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے اہل کے سپرد کر دو، اور جب لوگوں میں فیصلہ کرو، تو انصاف سے فیصلہ کرو، بے شک اللہ تمہیں ہر چیز کی نصیحت کرتا ہے تحقیق اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔

(۲) دوسری چیز :

معزز حضرات: یہ کلیہ قاعدہ ہے کہ جو کام آپ کرانا چاہیں اس کام کے جاننے والوں کو تلاش کریں گے اور جو لوگ اس کام کے جاننے کا دعویٰ کریں۔ ان سے آپ استاد کی سند بھی دریافت کریں گے۔ کیونکہ مقولہ مشہور ہے۔ جائے استاد خالی است۔

کیا پرائمری کی جماعتوں کے ماسٹر کے پاس جے وی کی سند ضروری ہے؟ کیا مڈل کی جماعت کو پڑھانے کے لئے ماسٹر کے پاس ایس وی کی سند ضروری ہے؟ کیا مڈل اور ہائی میں انگریز پڑھانے والے ماسٹر کے لئے ایس اے وی کی سند ضروری ہے؟ کیا کالج کے پروفیسر بننے کے لئے پنجاب یونیورسٹی کی سند بی، اے یا ایم، اے ضروری ہے؟

وہ کیا ؟ پاکستان کو اسلامستان اور اسلامستان بھی سرکار دو عالم سید المرسلین، خاتم النبیین، شفیع المذنبین رحمت اللعالمین والے اسلام کے سانچے میں ڈھالنے کے لئے ذمہ

داران حکومت پاکستان کے لئے کسی سند یا ڈگری کی ضرورت نہیں ہے؟

کیا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ اسلام کا قانون قرآن مجید ہے۔ اور کیا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ قرآن مجید کی شرح احادیث خیر الانام علیٰ صاحبھا الصلوۃ والسلام ہیں۔

برادران اسلام! اگر آپ نے پاکستان میں اسلام کی تعمیر اور اس کے از سر نو زندہ کرنے کے لئے ایسے لوگوں کے ہاتھ میں باگ دوڑ دے دی۔ جو قرآن مجید اور سنت نبی کریم ﷺ سے بے بہرہ ہوں۔ تو یہ اسلام پر ایک بہت بڑا ظلم ہوگا، اور قیامت کے دن آپ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے روبرو جواب دِہ ہوں گے۔

مشورہ :

میں آپ کو مشورہ دیتا ہوں کہ پاکستان کے آئندہ الیکشن میں ماضی کی طرح سرمایہ داروں اور زمین داروں کے دستر خوانوں سے زردہ، پلاؤ اور قورمہ کھا کر نقد روپیہ نقد وصول کر کے ووٹ نہ دیں۔ بلکہ جو سرکار مدینہؐ کی یونیورسٹی کا سند یافتہ ہو۔ اس کے علاوہ اس کی گزشتہ زندگی عملاً اس بات کی گواہ ہو۔ کہ یہ سرکار مدینہ کا سچا نام لیوا ہے۔

مثلاً اور نہ سہی تو کم از کم پانچ وقت کا نمازی ہو، اگر اس پر زکوٰۃ فرض ہے تو زکوٰۃ ادا کرتا ہو اور اگر حج فرض ہے تو حج کر چکا ہو۔ یہ وہ چیزیں ہیں کہ کوئی صاحب استطاعت مسلمان ان سے مستثنیٰ نہیں کیا جا سکتا۔ بالخصوص وہ لوگ جو اسلام کی حفاظت کے علمبردار بننا چاہیں ان کے لئے شعائر اسلام کی پابندی ایک لازمی شرط ہونی چاہیے۔ ورنہ وہی ضرب المثل صادق آئے گی...... ع آں کہ خود گم است کرا رہبری کند

ایک اعتراض کا جواب :

بعض لوگوں کی زبان سے یہ اعتراض سنا جا رہا ہے کہ اس طریق کار سے جو عرض کیا جا رہا ہے ملّا ازم آجائے گا۔ عوام الناس کو بہکانے کے لئے طنز کے طور پر یہ لفظ حاملین دین

نبی کریمؐ کے حق میں استعمال کیا جاتا ہے۔ ورنہ کیا ملاّ ان سرمایہ داروں سے زیادہ شراب خوار ہے؟

کیا ملاّ ان سرمایہ داروں سے زیادہ زنا کار ہے؟

کیا ملاّ ان سرمایہ داروں سے زیادہ رشوت خور ہے؟

کیا ملاّ ان سرمایہ داروں سے زیادہ غریبوں پر ظلم کرتا ہے؟

کیا ملاّ ان سرمایہ داروں سے زیادہ مقدمہ باز ہے؟

کیا ملاّ ان سرمایہ داروں سے زیادہ کتے پالتا ہے؟ اور غریبوں کی بجائے ان سے زیادہ کتوں کو دودھ پلاتا ہے۔ روٹی کھلاتا ہے اور گوشت کھلاتا ہے؟

ہرگز نہیں خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ علماء کرام کے وجود کی برکت سے اللہ تعالیٰ کی مسجدیں آباد ہیں۔ قال اللہ وقال الرسول پڑھاتے ہیں۔ خلقِ خدا کو کتاب وسنت کی روشنی میں راہ نمائی فرماتے ہیں۔ سارے پاکستان میں دین کی تعلیم اور عملی رنگ جو نظر آ رہا ہے۔ کیا ان سرمایہ داروں کی کوشش کا نتیجہ ہے؟ ہرگز نہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا اور اسلامی احکام کا اجراء پاکستان میں ہوا تو شراب خوری اور زنا کے اڈے بند ہو جائیں گے۔ کوئی شخص بھی پاکستان میں بھوکا یا ننگا نظر نہیں آئے گا اور غریب کی بہو بیٹی کی عزت اور عصمت اس طرح محفوظ ہوگی جس طرح آج کل سرمایہ داروں کی بہو بیٹیوں کی محفوظ ہے۔

(۳) تعلیم قرآن لازم ہو :

برادرانِ اسلام! اللہ جل شانہ نے ہر مسلمان مرد اور عورت کے لئے ۷ سال کی عمر میں قرآن کی تعلیم لازم کر دی ہے اور تادمِ مرگ اس مقدس کتاب کا روزانہ ورد لازم قرار دیا گیا ہے۔ اُمتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے ایک جاہل سے لے کر سید الانبیاء علیہ الصلوۃ والسلام تک قرآنِ مجید کے روزانہ پڑھنے اور غور کرنے سے کوئی مسلمان مستثنیٰ نہیں ہوسکتا۔ اس کے روزانہ ورد سے میری مراد پانچ وقت کی نمازوں میں اس کی تلاوت

ہے اور جو شخص مسلمان کہلا کر اس روزانہ ورد سے اپنے آپ کو مستثنیٰ کرے، وہ اللہ تعالیٰ کا نافرمان اور باغی قرار دیا جاتا ہے۔

قرآن مجید کی جامعیت:

قرآن مجید مسلمانوں کی زندگی کے ہر شعبہ میں اس کا بہترین راہ نما ہے۔ میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں۔ کہ قرآن مجید ہماری اخلاقی، معاشرتی اقتصادی اور سیاسی ضرورتوں میں بہترین راہ نما ہے۔ اور اس کا دعویٰ ہے کہ اس کی ہدایات میں سچائی اور انصاف کو انتہائی حد تک ملحوظ رکھا گیا ہے۔ اس میں ارشاد ہے: تَمَّتْ کَلِمَةُ رَبِّکَ صِدْقًا وَّ عَدْلًا۔

اس اعلان کی بنا پر ہم دعویٰ سے کہہ سکتے ہیں کہ انسان کی زندگی کا مکمل اور بہترین پروگرام فقط مسلمان کے پاس ہے۔ میرے اس دعویٰ کی تصدیق قائداعظم مرحوم کے خط کے وہ فقرے ہیں جو انہوں نے اگست ۱۹۴۴ء میں مسٹر گاندھی کو لکھا تھا۔ وہ لکھتے ہیں:

"قرآن مسلمانوں کا ضابطۂ حیات ہے۔ اس میں مذہبی اور مجلسی، دیوانی اور فوجداری، عسکری اور تعزیری، معاشی اور معاشرتی غرضیکہ سب شعبوں کے احکام موجود ہیں مذہبی رسوم سے لے کر روزانہ کے امورِ حیات تک، روح کی نجات سے لے کر جسم کی صحت تک، جماعت کے حقوق سے لے کر فرد کے حقوق و فرائض تک، دُنیوی زندگی میں جزا و سزا سے لے کر عقبیٰ کی جزا و سزا تک ہر فعل و قول اور حرکت پر مکمل احکام کا مجموعہ ہے"۔

۱۹۴۵ء میں قائداعظم مرحوم نے عید کا پیغام دیتے ہوئے کہا کہ:

"ہر مسلمان جانتا ہے کہ قرآنی تعلیمات محض عبادات و اخلاقیات تک محدود نہیں بلکہ قرآن کریم مسلمانوں کا دین و ایمان اور قانون حیات ہے۔ یعنی مذہبی، معاشرتی، تجارتی، تمدنی، عسکری، عدالتی اور تعزیری احکام کا مجموعہ ہے"۔

نتیجہ:

اے پاکستان کے مسلمان! قائداعظم مرحوم کے ان اعلانوں کے بعد تیرے

لئے ہرگز زیبا نہیں ہے۔ کہ تو اپنی راہنمائی کے لئے کارل مارکس اور لینن اور سٹالن کے دروازے کھٹ کھٹائے اور تو خدا کا بندہ کہلا کر غیر اللہ کے دروازے پر جا کر ہاتھ پھیلائے۔ اگر تیرے اندر کوئی غیرت ہے۔ تو ایسی جامع اور مقدس خدائی کتاب کے تیرے ہاتھ میں ہوتے ہوئے غیروں کے پاس جانا موجب صد شرم و عار ہے۔

اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَایَعْلَمُوْنَ۔

حکومت پاکستان کا فرض :

حکومت خداداد پاکستان کا فرض ہے کہ وہ پرائمری سے لے کر ایم، اے تک قرآن مجید کی تعلیم کو لازم کردے۔ مثلاً پرائمری کی جماعتوں میں ناظرہ قرآن مجید پڑھا دیا جائے۔ مڈل اور ہائی میں لفظی ترجمہ ختم ہو جائے۔ فرسٹ ایئر سے سکستھ ایئر تک قرآن مجید کے خصوصی ماہرین سے کالج کے طلبہ کو تعلیم دلائی جائے۔ جو انہیں بقولِ قائد اعظم مرحوم کے :

"مذہبی اور مجلسی، دیوانی اور فوجداری، عسکری اور تعزیری، معاشی اور معاشرتی غرضیکہ سب شعبوں کے احکام۔ قرآن مجید سے نکال کر دکھائیں۔ تاکہ ہمارے نوجوان تعلیم پانے کے بعد سارے نظامِ حکومت پاکستان کو قرآن مجید کی روشنی میں چلائیں۔ اس صراطِ مستقیم پر چلنے سے اللہ تعالیٰ حامی، ناصر اور راہ نما ہوگا۔ کیونکہ اس کا وعدہ ہے۔

قولہٗ تعالیٰ : اِنْ تَنْصُرُو اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ۔

ترجمہ : اگر تم اللہ تعالیٰ کی دین کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا۔

زبردست شہادت :

میں اپنی سابقہ غرض کے سچے ہونے میں ایک زبردست شہادت پیش کرتا ہوں :

"خطاب کا بیٹا عمر فاروقؓ جو باپ کے اونٹ چرایا کرتا تھا اور پھر بھی باپ کے سخت و درشت خوئی سے سہارہتا تھا۔ اپنی خلافت کے ایام میں بائیس لاکھ مربع میل پر حکومت

کرتا تھا۔اس کی معدلت گستری اور عدل پروری اور رعایا نوازی اور دین داری کا درجہ ہمیشہ ہر ایک کیلئے موجب غبطہ رہا۔غور کرو کہ حکمرانی کی یہ قابلیت اور کشور کشائی کی یہ اہلیت کہ دنیا کے تین بڑے بڑے اعظم اس کے زیر نگین تھے۔اسی قرآن پاک کی تعلیم پر عمل کا نتیجہ تھی۔

(رحمۃ للعالمین جلد سوم صفحہ ۱۰۳۔مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز کشمیری بازار لاہور)

برادرانِ اسلام ! بقولِ قائداعظم مرحوم قرآن مجید کے متعلق آپ کا یہ ایمان ہے یا نہیں ۔کہ وہ مذہبی اور مجلسی ، دیوانی اور فوجداری، عسکری اور تعزیری، معاشی اور معاشرتی غرضیکہ سب شعبوں کے احکام'' اس میں موجود ہیں۔اگر یہ ایمان ہے اور میں یقیناً کہتا ہوں کہ ہر مسلمان کے دل میں قرآن مجید کے متعلق یہ ایمان ہے تو پھر کیوں ہر نوجوان کیلئے اس کی تعلیم لازم نہ کر دی جائے۔اس کے علاوہ جو تعلیم آپ چاہیں دیں۔ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

قرآن مجید کی تعلیم کا نتیجہ :

اسلام کی تاریخ جن لوگوں کے سامنے ہے۔انہیں یہ بخوبی معلوم ہے کہ اسلام نے دنیا میں جو عظیم الشان انقلاب برپا کیا۔اس کی کوئی نظیر اقوام و ادیانِ عالم کی تاریخ میں نہیں ملتی۔تہذیب وتمدّن کے مرکزوں سے دُور اور علم وحکمت کے مخزنوں سے بہت فاصلہ پر عرب کی بے آب وگیاہ سرزمین میں ایک قوم آباد تھی۔جسے نہ مال ودولت کے اعتبار سے کوئی اہمیت تھی۔نہ دنیا کی مہذب ومتمدن قوموں کی صف میں اس کا کوئی مقام تھا۔لیکن اچانک اس قوم میں ایک جنبش نظر آتی ہے اور دیکھتے دیکھتے وہ صحرا سے نکل کر ساری دُنیا پر چھا جاتی ہے۔نہ افریقہ کے بہادر اسے روک پاتے ہیں، نہ ایشیاء کے جوان نہ یورپ کے روئیں تن۔ روم وایران اس وقت دنیا کی دو باجبروت اور عظیم الشان شاہنشاہیاں تھیں۔یہ دونوں اپنی پوری قوت کے ساتھ آگے بڑھیں کہ اس بڑھتے ہوئے سیلاب کو روک دیں۔لیکن تنکے کی طرح بہہ گئیں۔

قادسیہ کے میدان میں ایران کے سطوت وجبروت کا آفتاب غروب ہوگیا۔
یرموک کے کنارے رومی شکوہ واقتدار کا خاتمہ ہوگیا۔ اور قیصر وکسریٰ کے تخت ہائے عزت
وجلال سرنگوں ہوگئے۔ عرب کے بدوؤں نے حکومت وفرماں روائی کی باگیں اپنے ہاتھ میں
لے لیں۔ اور گلّہ بان نگہبانِ عالم اور چوپان جہان بانی کے فرائض انجام دینے لگے۔

یہ انقلاب :

اپنی وسعت ہمہ گیری اور گہرائی کے اعتبار سے جس قدر حیرت انگیز ہے اسی قدر
ان کی برق رفتاری تعجب خیز ہے۔ گنتی کے چند برسوں میں اسلام مشرق ومغرب کی سب سے
بڑی طاقت بن گیا۔ اور نوعِ انسانی کو اسکے ذریعہ ابدی عزت وسرفرازی کی دولت نصیب
ہوئی۔ یہ انقلاب اتنا محیرّ العقول ہے کہ اگر اس کے وقوع سے پہلے تمام عقلاء روزگار ملکر بھی
اندازہ لگانا چاہتے۔ تو کسی طرح اتنا اندازہ نہ لگا سکتے۔ بلکہ اگر اپنے دَور کے حالات کو پیشِ
نظر رکھ کر قیاس کرتے۔ تو خواہ کتنا ہی غور کرتے۔ کسی طرح ان کے وہم وگمان میں یہ بات نہ
آسکتی۔ کہ کبھی اس دنیا میں عربوں کو بھی یہ حیثیت حاصل ہوگئی کہ وہ سارے عالم کی راہ نمائی
کے علَم بردار ہوں گے۔ اور ان کے ذریعہ ایک نیا دین، ایک نئی تہذیب اور ایک نیا تمدن
فروغ پائے گا۔ آج بھی جو لوگ اقوام عالم کی تاریخ پڑھتے ہیں، انہیں اندازہ ہے کہ ایرانی
ورومی شہنشاہوں کی فاتحانہ داستانیں پڑھتے پڑھتے اس طرح بالکل خلاف توقع عرب سے
اسلام کی ایک نئی طاقت اچانک ابھر کر سامنے آجاتی ہے۔ کہ تھوڑی دیر پڑھنے پر دالے سخت
حیرت واستعجاب کی کیفیت طاری رہتی ہے۔ چند ورق پہلے وہ رومی اور ایرانی شاہنشاہوں کی
آویزش کے واقعات پڑھ رہا تھا۔ کبھی خیال ہوتا تھا کہ رومی سارے عالم پر چھا جائیں گے۔
کبھی خیال ہوتا تھا کہ ایرانی جہاں بانی کے منصب پر فائز ہوں گے۔ لیکن چند ورق کے
بعد ہی یہ دیکھ کر وہ حیران رہ جاتا ہے کہ اب نہ رومی آگے بڑھ رہے ہیں، نہ ایرانی، بلکہ بساطِ

عالم پر عربوں کا قبضہ ہے۔ اور ہر جگہ اسلام کا نشان قائم ہے۔ وہ گھبرا کر عرب کی پچھلی تاریخ پر نظر ڈالتا ہے۔ عربوں کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتا ہے۔ کہ شاید ان کو ان کے قومی خصائص میں یا ان کے آباؤ واجداد کی سیرتوں میں کوئی ایسا نشان مل جائے جسے اس حیرت انگیز انقلاب کی بنیاد بنایا جا سکے۔ لیکن وہ اس جدوجہد میں بالکل ناکام رہتا ہے۔ بار بار کے غور وخوض کے بعد بھی اس کے سوا اور کچھ نظر نہیں آتا کہ کچھ دن پہلے ان کے درمیان ایک نبی امّی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ظہور ہوا اور قرآن مجید نامی ایک ربانی کتاب عطا ہوئی۔ انہی کے فیض سے ان کی دنیا بدل گئی اور گنتی کے چند برسوں میں ایسا عظیم الشان انقلاب رونما ہوا۔ صحابہ کرام (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کی تاریخ پڑھ ڈالئے۔ قرآن مجید کی انقلاب آفرین تعلیمات اور صاحب قرآن علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پُر اثر سیرت اور ان کی دُور رس تربیت کے سوا اور کسی چیز کا اثر آپ کو نظر نہیں آئے گا۔ انہوں نے نہ قرآن مجید کے سوا اور کوئی کتاب پڑھی۔ نہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کسی کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا۔ جو کچھ پڑھا، قرآن مجید میں پڑھا اور جو کچھ سیکھا وہ اللہ کے مقدس رسول کی صحبت میں سیکھا۔ لیکن کتاب حکیم کے مطالعہ اور سنت کے مطالعہ نے ان کے سینوں کو علم وحکمت کے خزانوں سے معمور کر دیا تھا۔ اور نبی مزکی ﷺ کی توجہ نے ان کے دلوں کو مطلعِ انوار بنا دیا تھا۔ آگے بڑھیئے اور بعد کی تاریخ پر نظر ڈالیے۔ جہاں آپ کو علم ودانش کی مشعلیں جلتی نظر آئیں گی۔ اگر آپ غور کریں گے تو کتاب اللہ اور سنت نبوی (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسّلام) کے انوار وبرکات صاف نمایاں نظر آئیں گے اسلام کے دورِ اقبال میں آپ ہر جگہ محسوس کریں گے۔ کہ وحی الٰہی اور مشکوٰۃ نبوت ہی کی روشنی ہر قدم پر راہنمائی کر رہی ہے۔ جہاں یہ نور نظر سے اوجھل ہوا۔ وہیں قدم نے ٹھوکر کھائی۔ اور قوم سربلندی کے بجائے سرنگوں ہوگئی۔ مسلمانوں کے عروج وزوال کی پوری تاریخ انہیں دو نکتوں کی تفسیر ہے۔ پھر کیا اس طویل تجربہ کے بعد بھی ہماری آنکھیں نہ کھلیں گی۔ اور ہم بدستور کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ

علیہ وسلم سے بے توجہی برتتے رہیں گے"۔ (از تعمیر لکھنؤ ۱۵ فروری ۱۹۴۹ء)

(۴) نماز :

صدرِ محترم! و برادرانِ اسلام! اسلام کے بنیادی اصول میں نماز ہے۔ سات برس کی عمر سے شروع کرائی جاتی ہے اور لحد قبر میں داخل ہونے تک کوئی شخص اس سے مستثنیٰ نہیں ہوسکتا۔ حتیٰ کہ سید المرسلین، خاتم النبیین، شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اس فرض کے ادا کرنے سے مستثنیٰ نہیں کئے گئے۔ حالانکہ اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ ہے کہ آپ معصوم ہی پیدا کئے گئے اور دنیا میں صغائر اور کبائر سے پاک ہی رہے اور پاک ہی دُنیا سے اُٹھائے گئے۔ مگر آپ کے حق میں بھی قرآن مجید میں ارشاد ہے :

قولہ تعالیٰ : وَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَاْتِیَکَ الْیَقِیْنُ.

(سورۃ حجرات رکوع نمبر ۶ پارہ ۱۴)

ترجمہ : اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہیے۔ یہاں تک کہ آپ کو موت آجائے۔

تارکِ نماز دوزخی ہے :

قولہ تعالیٰ : فِیْ جَنّٰتٍ یَّتَسَآءَلُوْنَ. عَنِ الْمُجْرِمِیْنَ. مَا سَلَکَکُمْ فِیْ سَقَرَ. قَالُوْا لَمْ نَکُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ. (سورۃ مدثر رکوع نمبر ۲ پارہ ۲۹)

ترجمہ: وہ بہشتوں میں ہوں گے، مجرموں کا حال پوچھتے ہوں گے کہ تمہیں کس بات نے دوزخ میں داخل کیا، وہ کہیں گے کہ ہم نماز نہیں پڑھا کرتے تھے۔

سرکاری ملازموں کے لئے حضرت عمر بن الخطابؓ کا فرمان :

عَنْ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اِنَّہٗ کَتَبَ اِلٰی عُمَالِہٖ اِنَّ اَھَمَّ اُمُوْرِکُمْ عِنْدِیْ الصَّلٰوۃُ مَنْ حَفِظَھَا وَ حَافَظَ عَلَیْھَا حَفِظَ دِیْنَہٗ وَمَنْ ضَیَّعَھَا

فَهُوَ لِمَا سِوَاهَا أَضْيَعُ. (الحدیث انتہی)

ترجمہ: عمر بن الخطابؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے تمام سرکاری ملازموں کو حکم بھیجا کہ تمہاری تمام ذمہ داریوں میں سے سب سے بڑھ کر میری نظر میں نماز ہے۔ جس نے خود اس کی پابندی کی اور دوسروں سے بھی کرائی۔ اس نے اپنے دین کو بچالیا اور جس نے نماز کو ضائع کیا۔ تو وہ دوسرے کاموں کو زیادہ خراب کرتا ہوگا۔

نتیجہ :

اس فرمانِ شاہی سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اسلامی سلطنت کے تمام حکام اپنی مسلمان رعایا کے دین کی حفاظت کے بھی ذمہ دار ہیں۔ کافر سلطنت تو اپنی رعایا کی جان، مال اور عزت کی محافظ ہوتی ہے مگر اسلامی سلطنت اس کے علاوہ اپنی رعایا کے دین کی بھی محافظ ہے۔ لہٰذا حکومت پاکستان کے لئے ضروری ہے کہ وہ مسلمانانِ پاکستان کے لئے نماز ضروری قرار دے اور اس کے ترک کرنے کو جرم ٹھہرائے۔

ایک بہانہ :

اگر بالفرض کوئی دوسری اسلامی سلطنت اپنی اس ذمہ داری کو محسوس نہیں کرتی تو وہ قیامت کے دن عنداللہ جواب دہ ہوگی۔ لیکن ہمیں یہ حق نہیں ہے کہ کسی دوسرے کی کمزوری اور سستی کے جواز کا بہانہ بنائیں۔ مسلمان کے لئے یہ تو ضروری ہے کہ دوسروں کی خوبیاں لے لیکن یہ جائز نہیں ہے کہ دوسروں کی کمزوریوں کو اپنے لئے دلیل راہ بنائے۔

نماز :

نماز اقتصادی، سیاسی، معاشرتی، اخلاقی اصلاح کی ذمہ دار ہے۔

اب میں ترتیب وار نماز کے فوائد عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اس میں شک نہیں کہ نماز میں اللہ تعالیٰ کی بندگی کا حق ادا کرنا مقصود ہے۔ تاکہ اس کی نعمتوں کا شکر بجالائیں۔ ہاتھ

جوڑیں، سر جھکائیں، سجدہ میں گریں، اس کی عظمت کے گن گائیں اور روحانی لذت پائیں۔ اس کے علاوہ اپنی لغزشوں سے توبہ کریں، غرضیکہ اپنے حقیقی مولیٰ سے غلامی کا تعلق تازہ کر کے آئیں۔ اس کے علاوہ اس میں ہماری اقتصادی، سیاسی، معاشرتی، اخلاقی اصلاح کے بھی فوائد ہیں۔ جو مختصر اعرض کرنا چاہتا ہوں۔

اقتصادی اصلاح :

جو شخص عشاء اور صبح کی نماز باجماعت پڑھنا چاہے وہ سینما میں جا ہی نہیں سکتا۔ سینما میں جانے والے رات کے ڈیڑھ دو بجے آکر سو جاتے ہیں۔ انہیں دن میں دفتر یا دکانداری کے باعث سونا نصیب نہیں ہوتا۔ اور ڈاکٹر صاحب نے کان میں پھونک رکھا ہے کہ چھ (۶) گھنٹے آدمی کو ضرور سونا چاہیے۔ لہذا دو بجے رات کو سونے والے سورج نکلنے کے بعد آٹھ (۸) بجے دن کے اٹھیں گے۔ اور لاہور میں سینما دیکھنے والوں کا ایک رات کا خرچ پچاس ہزار روپیہ ہے۔ جس کی مجموعی مقدار ایک ماہ کی ۱۵ لاکھ ہوگی۔ علیٰ ہذا القیاس حُدودِ پاکستان کے تمام شہروں کے ایک رات کے سینما کا خرچ کا حساب کیا جائے تو یقیناً لاکھوں روپے ہوگا اور ایک ماہ کے خرچ کا اندازہ کروڑوں روپے تک جا پہنچے گا۔ علاوہ اس کے رات کے وقت اس طرح مردوں اور عورتوں کے بے حجابانہ اختلاط سے بہت سے اخلاقی خطرات بھی ہیں۔ جن کی تفصیل میں، میں جانا نہیں چاہتا۔ لہٰذا حکومت پاکستان اگر مسلمانان پاکستان پر نماز لازم کردے تو اس کی برکت سے مسلمان کا ہر ماہ میں کروڑ ہا روپیہ بچ جائے گا۔ پھر وہی روپیہ ضروریات زندگی کے نیک مصارف میں صرف ہوگا اور مسلمان اقتصادی بدحالی سے نکل کر خوش حال ہو جائے گا۔

مسلمانوں کی اقتصادی بدحالی کے دور کرنے کی ایک عجیب تجویز :

صدر محترم و حاضرین جلسہ! پاکستان میں سرمایہ داروں نے غریب کاشت کاروں

کو ایسا ذلیل کر رکھا ہے کہ جس طرح فرعون کی حکومت میں بنی اسرائیل ذلیل تھے بلکہ اس سے بھی کاشت کاروں کی حالت بدتر ہے۔ حدودِ پاکستان میں اتنے بے شمار مقامات ہیں، جہاں اور تو اور کاشت کار کی بہو، بیٹی، بہن کی عصمت تک محفوظ نہیں ہے۔ زمیندار جس کی بہو بیوی بہن کو چاہے اپنے پاس رکھنے اور بدکاری کے لئے منگوا لیتا ہے اور مظلوم فریاد کرے تو اس کی فریاد کوئی نہیں سنتا، اور اگر کاشت کار بہو بیٹی دینے سے انکار کرے، تو اسے اپنے گاؤں سے نکال دیتا ہے، پھر کوئی زمیندار اسے اپنے گاؤں میں رہنے نہیں دیتا۔ ایک جگہ کا محقق واقعہ عرض کرتا ہوں کہ ایک زمیندار کو کسی ڈاکٹر یا حکیم نے کسی بیماری کا یہ علاج بتلایا کہ تم ۷۰ عورتوں سے ہم بستری کرو، چنانچہ اس نے اپنے کاشت کاروں کی ۷۰ لڑکیاں منگوا کر منہ کالا کیا اور ان مظلوم کاشت کاروں کی کسی شخص نے حمایت نہیں کی، ہمارے اطبا جب ادویات کے رسائل شائع کرتے ہیں، تو ان کے پہلے صفحہ پر لکھ دیتے ہیں :

لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ ۔ ترجمہ : ہر بیماری کا علاج موجود ہے۔

لہٰذا بفضلہٖ تعالیٰ ہمارے کامل اور مکمل مذہب اسلام میں ان فرعون مزاج زمینداروں کی فرعونیت کا بہترین علاج موجود ہے۔ پہلے چونکہ ہم اس ملک کو کفرستان خیال کرتے تھے، اس لئے کافر حاکم کو اسلامی قانون کے اجراء کا مشورہ دینا فضول اور بے معنی تھا۔ اب جب کہ ہمارا ملک پاکستان ہے اور ہمارے پاکستان کے وزیر اعظم ڈاکٹر لیاقت علی خاں صاحب نے اپنی قرارداد مقاصد میں یہ فرمایا ہے کہ ”جس میں اصول جمہوریت وحریت ومساوات ورواداری اور عدلِ عمرانی کی جس طرح اسلام نے ان کی تشریح کی ہے، پورے طور پر ملحوظ رکھا جائے۔

جس کی رو سے مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائے کہ وہ انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات ومقتضیات کے مطابق جو قرآن مجید اور سنتِ رسول ﷺ میں متعین ہیں، تربیت دے سکیں“۔

وزیر اعظم پاکستان کے حق میں دُعا کرتا ہوں کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے انہیں حق کہنے کی توفیق دی ہے، انہیں اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کی بھی توفیق دے۔

امین یا اللہ العالمین ۔

دعا تو ایک ضمنی چیز تھی، اب عرض کرتا ہوں کہ وزیر اعظم پاکستان کے اس اعلان کے بعد ہمیں یہ عرض کرنے کا حق ہے کہ ان فرعون مزاج زمینداروں کا دماغ درست کرنے کے لئے مندرجہ ذیل تجویز پر عمل کرائیں، جو شریعت اسلامی کی روشنی میں پیش کی جاتی ہے۔

سرمایہ دار زمین دار غاصب ہیں :

۱۸۵۷ء سے ۱۹۴۹ء تک ۹۲ سال کا عرصہ ہوتا ہے، جب انگریز نے پنجاب پر تسلط جمایا، اس وقت زمینداروں نے گورنمنٹ کو یہ لکھوایا کہ ہم تقسیم میراث میں محمڈن لاء پر عمل نہیں کریں گے، بلکہ رواج پر کریں گے۔

یہ نکلا کہ زمین داروں نے ۹۲ سال سے اپنی بہنوں اور بیٹیوں کا زمین میں سے حق غصب کرنا شروع کیا ہوا ہے اور ان مظلوم عورتوں کی تعداد کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے کہ وہ کتنے سو یا کتنے ہزار ہیں جو قبروں میں جا کر سو گئی ہیں۔ اب حکومت کا یہ فرض ہے کہ ان ہزاروں عورتوں کی دادرسی کرے اور ان غاصبوں کو بھی آئندہ جہنم کی لائن سے ہٹا کر جنت کی لائن پر چلائے، اور اس کی شرعا تجویز درج ذیل ہے :

شرعی قاعدہ :

شریعتِ اسلامی میں قانون ہے کہ اگر کوئی حقدار اپنا حق وصول کئے بغیر مر جائے یا لاپتہ ہو جائے تو جس کے ذمہ حق ہے، اللہ کے واسطے وہ حق کسی مسکین کو ادا کر دے اور نیت یہ کرے کہ اے اللہ قیامت کے روز جب وہ مجھ سے مطالبہ کرے گا تو میں اسے تیری طرف حوالہ دے دونگا کہ میں نے ایک مسکین کو دے کر اللہ تعالیٰ کے خزانہ میں تیرا حق جمع کرا دیا تھا،

لہٰذا تو اللہ تعالیٰ سے لے لے۔

اسی طرح ان زمینداروں کی زمینیں ان کے پاس فقط اپنی رہنے دی جائیں، جس میں خود ہل جوت کر اپنے ہاتھ سے کاشت کر کے اپنے بال بچوں کا پیٹ پال سکیں اور اس مقدار سے زائد زمینیں ان سے حکماً لے کر کاشت کاروں کو بانٹ دی جائیں اور اگر کاشت کاروں کی ضرورت سے زائد ہوں تو پھر بیچارے پناہ گزینوں میں تقسیم کر دی جائیں۔

پنجاب کے جاگیردار :

زمینداروں میں سے ایک قسم جاگیرداروں کی بھی ہے، جنہوں نے ۱۸۵۷ء کے ہنگامہ میں انگریزوں کی امداد کی تھی، اس کے صلہ میں انگریزوں نے غریبوں سے زمینیں چھین کر انہیں جاگیریں بنا دی تھیں۔ یہ جاگیردار بہنوں اور بیٹیوں کو زمین نہ دینے کے باعث غاصب ہیں۔ اس کے علاوہ غریبوں کی زمینوں پر ان کا غاصبانہ قبضہ ہے۔ لہٰذا ان کی جاگیروں کو بطریق اولیٰ کاشت کاروں اور پناہ گزینوں پر بانٹ دینا چاہیے اور اتنی زمین ان کو دے دی جائے جس سے یہ خود کاشت کر کے بال بچوں کا پیٹ پال سکیں۔

نتیجہ یہ نکلے گا کہ غریب طبقہ آسودہ حال ہو جائے گا۔ اور ان ظالم زمین داروں کے پاس نہ سینکڑوں مربعے رہیں گے۔ نہ لاکھوں روپیہ کا سرمایہ ان کے ہاں جمع ہوگا۔ اور نہ ان کے دماغ میں فرعونیت آئے گی اور نہ غریبوں پر ظلم وستم کریں گے۔ جس طرح کسی نے کہا ہے : ’’نہ بانس ہوگا نہ بانسری بجے گی‘‘۔

۲۔ سیاسی اصلاح :

سیاسیات میں بھی نماز ہمارے لئے بہترین راہنما ہے، اگر سیاسی فوائد کو مدنظر رکھ کر نماز ادا کی جائے تو نماز میں مسلمان کی بہترین سیاسی ٹریننگ ہے، اس ٹریننگ سے مردہ قوم زندہ ہو سکتی ہے، محکوم قوم حاکم بن سکتی ہے۔ آپس میں دست و گریبان ہونے والی

جماعت شیر وشکر ہو کر رہ سکتی ہے۔

نماز کے نو (۹) سیاسی فائدے :

۱)	مسلمانوں کو ایک مرکز پر جمع کرنا :	مسجد
۲)	قابلیت کے لحاظ سے بہترین آدمی انتخاب کر کے صدر بنانا	امام
۳)	مقتدا کی تابعداری کرنا	اقتداء
۴)	مقتداء کے اتباع میں ہمہ تن ادب کا مجسمہ بن جانا اور کھانا پینا بولنا وغیرہ ضروریات زندگی سے دست بردار ہو جانا :	اطاعت
۵)	اپنے آپ کو منظم کر کے مقتدا کی آواز پر نقل وحرکت کرنا	اتباع
۶)	اور ان ساری پابندیوں میں مقتدا پر احسان نہ کرنا،	احساسِ
	بلکہ اس کی تابعداری کو اپنا فرض خیال کرنا ؛	فرض
۷)	اس تمام فرماں برداری میں کسی اُجرت کا خواہاں نہ ہونا بلکہ گھر سے کھا کر اطاعت کرنا :	اخلاص
۸)	مساوات کا جذبہ پیدا کرنا تاکہ کام کے وقت شاہ وگدا ایک ہی صف میں کھڑے ہو جائیں:	مساوات
۹)	ایثار کی روح پھونکنا کہ جو پہلے آئے آگے کھڑا ہو جائے اور جو بعد میں آئے وہ پچھلی صف میں بیٹھ جائے، خواہ شاہِ وقت ہی کیوں نہ ہو :	ایثار

حاصل یہ ہے کہ اس خدا پرست منظم جماعت کی (۱) صدا ایک، (۲) سردار ایک (۳) مرکز ایک (۴) مقصد ایک (۵) قبلہ ایک (۶) قول ایک (۷) فعل ایک (۸) صورت ایک اور ان ساری وحدتوں میں مقصود ایک۔ (خدائے قدوس وحدہ لاشریک لہ) جب یہ خدا پرست جماعت وحدت کا درس عبرت پا کر دنیا میں قدم اُٹھائے گی تو خدائی

طاقت ان کی مدد کے لئے آئے گی، اور یہ جماعت جہاں جائے گی، فتح کا سہرا اپنے سر پر بندھوائے گی۔

قولہ تعالیٰ : اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ۔(۴۷:۷)

ترجمہ: اگر تم اللہ تعالیٰ کی مدد کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا۔

(۳)معاشرتی اصلاح :

نماز میں گورے اور کالے، امیر و غریب، شاہ اور گدا کی تمیز اُٹھ جاتی ہے۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہوگئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ ہی کوئی بندہ نواز

(اقبالؒ)

حاصل یہ ہے کہ نماز کی برکت سے امیروں کے دلوں سے غریبوں کے متعلق امارت کے باعث نفرت ہے، وہ کم ہو جائے گی اور غریبوں کے دلوں سے امیروں کے تکبر کے باعث جو نفرت ہے وہ کم ہو جائے گی۔ دونوں کے دل مل جائیں گے، یہ الگ چیز ہے کہ ایک بھائی کے سفید کپڑے ہوں اور دوسرے کے میلے۔ ایک کے قیمتی ہوں اور دوسرے کم قیمت کے۔

(۴)اخلاقی اصلاح :

نماز کے جو فوائد اس سے پہلے عرض کر چکا ہوں ان کی برکت سے انسان کے دل سے غرور، تکبر، نفسانیت اور جاہ طلبی جیسے امراض فنا ہو جائیں گے، اور ان کی بجائے تواضع، عاجزی، خلوص اور للٰہیت کے اخلاق حسنہ کا بیج دل میں بویا جائے گا۔

پانچویں چیز ''جہاد'' :

استحکام پاکستان کے لئے پانچویں چیز جہاد ہے۔

حاضرینِ کرام ! جہاد جہد للبقاء کا نام ہے یعنی دنیا میں سربلند و سرفراز رہنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرنا دنیا کی تمام قوموں میں جہاد بمعنی بالا پایا جاتا ہے، جس طرح دوسری قومیں اپنی بقاء کے لئے ہر ممکن کوشش کرتی ہیں۔ اسی طرح مسلمانوں کو بھی حق ہے کہ اپنی قوم کو زندہ رکھنے اور سربلند و سرفراز کرنے کے لئے ہاتھ پاؤں ہلائیں۔

ہاں مسلم اور غیر مسلم کے جہاد اور سعی میں ایک فرق ضرور ہے، غیر مسلم اقوام قومیت اور وطنیت یا بعض اپنے خود ساختہ نظریوں کے ماتحت جان دیتی ہیں اور مسلمان اپنے حقیقی مولیٰ عز اسمہ و جل مجدہٗ کی رضا کے لئے جیتا ہے اور اسی کی رضا حاصل کرنے کے لئے مرتا ہے۔

قُلْ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ○

(۱۶۳:۶)

جہاد کے لئے مسلّح رہنا فرض عین ہے :

قرآن مجید میں جس طرح اَقِیْمُو الصَّلٰوۃَ اور اٰتُو الزَّکٰوۃَ دونوں امر کے صیغے ہیں۔ ان دونوں صیغوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہر مسلمان کے ذمہ نماز پڑھنا اور زکوۃ ادا کرنا فرضِ عین ہے۔ بعینہٖ اس طرح وَاَعِدُّوْ لَھُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّۃٍ الخ کا حکم ہے۔ یعنی ہر مسلمان کو حکم دیا جاتا ہے کہ ہر شخص اپنی توفیق کے مطابق جنگی ہتھیاروں سے مسلّح رہے اور کوئی مسلمان اس سے مستثنیٰ نہیں ہے لہٰذا حکومت پاکستان کا یہ فرض ہے کہ ہر مسلمان کو مسلح ہونے کے لئے سہولتیں بہم پہنچائیں نہ یہ کہ اُلٹا لائسنس کی پابندی عائد کرے۔ اور ہتھیار بنانے یا بنے ہوئے خرید کرنے میں رکاوٹیں پیدا کرے۔

جب وزیر اعظم پاکستان اپنی قرارداد میں فرما چکے ہیں :

''مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائے کہ وہ انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات و مقتضیات کے مطابق جو قرآن مجید اور سنتِ رسول ﷺ میں متعین ہیں

تربیت دے سکیں"۔

لہٰذا اس اعلان کے بعد ہر مسلمان کو ہتھیار رکھنے بنانے، بنے ہوئے لانے کی آزادی ہونی چاہیے۔ کیونکہ قرآن مجید کا بھی حکم ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کی سنت سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ میں کہا کرتا ہوں، کہ اگر ہم رسول اللہ ﷺ کے سچے تابعدار ہوتے تو مشرقی پنجاب میں سے مسلمانوں کا ایک گاؤں بھی خالی نہ ہونے پاتا۔ اور ۸۰ لاکھ ہجرت کرنے پر کبھی بھی مجبور نہ ہو سکتے۔ اس کی تدبیر یہی تھی کہ اگر سب مسلمان رائفلوں، سٹین گنوں اور برین گنوں سے اسلامی تعلیم کے مطابق مسلّح ہوتے تو پھر کسی بے ایمان سکھ یا ڈوگرے کو مجال تھی کہ مسلمانوں پر فتح پاتا۔ اس مسلّح مسلمان کے مقابلہ میں آتے تو وہی خبیث شکست کھا کر جاتے۔ یاغستانی افغان پر انگریز ۹۲ سال میں کیوں فتح نہیں پا سکا، اس لئے کہ پٹھان کے دل میں نور ایمان ہے۔ کمر میں کارتوسوں کا گٹھا اور کندھے پر رائفل ہے۔

آخری عرضداشت :

اگر حکومت خداداد پاکستان کے ذمہ دار حضرات ان پانچ چیزوں کو سنگِ بنیاد پاکستان قرار دے کر ان پر اس کی تعمیر کریں، تو اللہ تعالیٰ کی زمین و آسمان کی قوتیں ان کی پشت پناہ ہوں گی، اور یہ ناقابلِ تسخیر پاکستان بن جائے گا۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ ۔ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ.

☆ ☆ ☆

القاسم اکیڈمی کی تازہ ترین عظیم علمی اور فقہی پیش کش

اسلامی آدابِ زندگی

(چوتھا ایڈیشن)

تحریر ! محمد منصور الزمان صدیقی

پیشِ لفظ ! مولانا عبدالقیوم حقانی

قرآنی تعلیمات' احادیثِ نبوی' عبادات' معاملات' اعمال کے فضائل' بلندیٔ اخلاق وخصائل' محبت واطاعتِ رسول' محرمات سے اجتناب' منہیات کی نشان دہی' فرقِ باطلہ کا تعاقب' ردِّ بدعات' دعوتِ سنت واتحادِ امت' خدمتِ انسانیت ...... الغرض زندگی کے ہر موڑ پر رہنمائی کے ہدایات سے معمور' مہد سے لحد تک اہم ضروری مسائل واحکام' سلیس اور بامحاورہ زبان میں ایک مطالعاتی معلّم اور محسن کتاب' اپنے موضوعات کے تنوع' تفہیم وتسہیل' افادیت اور تعلیم وتربیت کے حوالے سے ایک لاجواب کتاب۔

القاسم اکیڈمی' جامعہ ابوہریرہ' برانچ پوسٹ آفس خالق آباد' نوشہرہ